رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا ایک بازو قرار دیا

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد (الہام مسیح موعود علیہ السلام)

چندہ

حکومت و والیان ریاست سے مار

حکام و امراء سے ۱۵

معاونین سے عہ

عوام سے صہ

ممالک غیر سے ۱۲

فی پرچہ مسیح موعود نمبر [illegible]

چار آنے

الحکم قادیان

THE ALHAKAM QADIAN.

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

مسیح موعود نمبر

جلد ۳۸

نمبر ۱۸/۱۹

دور جدید

بابت ۲۱ و ۲۸ مئی ۱۹۳۵ء

بتقریب یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۶ مئی ۱۹۳۵ء کو شائع ہوا۔

مدیر اعلیٰ:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول:- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

الحکم کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اظہار مسرت

بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کر کے بیحد خوشی ہوئی ہے کہ آپ الحکم کو پھر جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور اس ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کر دے۔ (آمین ثم آمین)

الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری زمانہ میں آسے اور بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ صرف کر کے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی اہم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے۔

لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے۔ اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے اللّٰھم آمین

خاکسار:- **میرزا محمود احمد**

(خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی طابع و ناشر چھپ کر الحکم [illegible] تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)

کچھ اپنی نسبت

میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں کہ میں اس سال بھی الحکم کا خاص نمبر شائع کرنے کے قابل ہو سکا ہوں۔ اگرچہ حضرت والد صاحب قبلہ نے اس نمبر کو پانچ ہزار کی تعداد کے ساتھ مشروط کر دیا تھا۔ لیکن انھوں نے میرے لئے اسقدر گنجایش چھوڑ دی تھی کہ باوجود اس کے اگر میں نکال سکوں تو وہ خوش ہوں گے۔ مینے بھی عزم کر لیا تھا کہ اگر ایک بھی زائد خریدار نہ ملے گا تب بھی میں اس نمبر کو شائع کروں گا۔ اور گذشتہ سال سے زیادہ صفحات پر شائع کروں گا۔ الحمد للہ میری محنت بر آئی۔ اور آج یہ نمبر شائع کرنے کے قابل ہو سکا۔

اس نمبر کی اشاعت میں مجھے اپنے سلسلہ کے معزز معاصرین سے بڑی مدد ملی۔

معزز معاصر الفضل نے خاص طور پر متعدد بار الحکم کے خاص نمبر کی اشاعت کی تحریک اپنی طرف سے کر کے۔ اور میرے مرسلہ اشتہارات کو شائع کر کے مجھے خاص طور پر شکریہ کا موقع دیا

اسی طرح معزز معاصر فاروق نے اپنی دو اشاعتوں میں اور معزز معاصر نور نے اپنی ایک اشاعت میں الحکم کے خاص نمبر کے متعلق لکھ کر نہ صرف میری حوصلہ افزائی کی۔ بلکہ اخوت و ہمدردی کا پورا ثبوت دیا

ان معاصرین کے سوا انچارج صاحب تحریک جدید نے بھی الحکم کی خریداری کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ جن کے لئے میں ان کے لئے بھی اپنے قلب میں جذبہ امتنان پاتا ہوں۔

ناظر صاحب تالیف و تصنیف نے بھی اس موقع پر الحکم کے اس نمبر کی اشاعت کے لئے سفارش فرمائی۔ ناظر صاحب تالیف و تصنیف نے الحکم کے اس دور میں ابتداء ہی سے الحکم کے ساتھ پوری ہمدردی برتی ہے۔

جس طرح سے ناظر صاحب تصنیف کو الحکم کی اشاعت کی طرف اس دور میں توجہ رہی ہے۔ اگر اسطرح بعض دوسرے ناظر صاحبان بھی توجہ فرماتے تو مجھے یقین ہے کہ الحکم کی تعداد میں بہت بڑا اضافہ ہو جاتا ہے

میں خاص کر ناظر صاحب دعوت و تبلیغ سے توقع رکھتا تھا کہ وہ بغیر میری کسی تحریک کے اپنے حلقہ اثر میں تحریک فرمائیںگے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کی گوناگوں مصروفیتیں اس کے لئے اب تک مانع رہی ہیں

بہر حال ان تمام بزرگوں کے لئے میرے دل میں پورے طور سے شکریہ کا احساس ہے جنھوں نے اس مرحلہ پہ میری مدد کی۔ اور حوصلہ افزائی کی۔

ان کی مساعی کیوجہ سے ہی الحکم کا اسدفعہ

بعض آرڈر بذریعہ تار موصول ہوئے۔ جن احباب نے اس دفعہ اس کی شرکت میں حصہ لیا میں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کے اموال میں برکت دے۔ اور انکو دین کی ہر ایک خدمت میں پیش پیش رہنے کی توفیق دے۔

اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ یہ نمبر پانچ ہزار طبع نہیں ہو رہا۔ مگر مجھے خوشی ہے کہ میں اسے شائع کر رہا ہوں۔ اور ۳۸ صفحہ نمبر شائع کر رہا ہوں۔

گذشتہ سال حضرت والد صاحب قبلہ نے ایک

دوستانہ اور برادرانہ گلہ

اپنے قادیان کے علماء اور بزرگوں سے کیا تھا اور وہ الحکم کے لئے کوئی مضمون باوجود درخواستوں سے نہ لکھ سکے۔ انھوں نے لکھا تھا کہ حضرت

سلطان القلم کے ان خدام کی یہ بے اعتنائی قابل افسوس ہے۔

میں ۱۹۳۵ء کے نمبر کی اشاعت کے ساتھ اس افسوس کی تجدید کرتا ہوں — سوائے ان دوستوں اور بزرگوں کے جنھوں نے میری درخواستوں پر باوجو مصروفیتوں کے توجہ کی اور مضامین ارسال کئے

جزاھم اللہ احسن الجزا

الحکم کا سالانہ نمبر

میری ہمیشہ تمنا رہی ہے کہ میں حضرت والد صاحب قبلہ کی خواہشات کو پورا کرنے کے قابل ہوں۔

انھوں نے گذشتہ سال اعلان کیا تھا۔ کہ وہ

الحکم کا ایک سالانہ نمبر

شائع کرینگے۔ مگر وہ ان کے سفر اور بیماری کی وجہ سے شائع نہ ہو سکا

میں نے عزم کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو میں اس سال الحکم کا خاص نمبر شائع کروں گا و باللہ التوفیق

میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ الحکم کا نمبر سو صفحے کا ہو۔ لیکن اگر میں سو صفحوں پر شائع نہ کر سکا۔ تو انشاءاللہ اس نمبر سے دو گنے حجم پر شائع کروں گا۔

میری کوشش یہ ہوگی۔ کہ الحکم کا یہ نمبر

مصور نمبر ہو

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کے بلاک بھی شائع کئے جائیں گے۔ اور کوشش کی جائیگی کہ سلسلہ کے چوٹی کے بزرگوں سے اس کے لئے مضامین حاصل کئے جائیں

میری کوشش ہوگی کہ یہ نمبر اپنی خوبیوں میں اس قسم کا نمبر ہو کہ سلسلہ کی تاریخ میں **وہ اپنی شان کا پہلا نمبر ہو۔**

لیکن میری مساعی اور کوششیں کچھ نہیں کر سکتیں۔ جب تک جماعت کے بزرگ اس کی اشاعت میں اور اہل قلم اپنی قلم سے اور شعراء اپنی دماغ سوزی سے مدد نہ کریں

میں انشاءاللہ تعالیٰ اس نمبر کی اشاعت کے بعد جلد ہی دوسرے ہفتے سے سالانہ نمبر کی اشاعت کے لئے کام شروع کر دوں گا۔ و باللہ التوفیق

(محمود احمد عرفانی)

چندہ تحریک جدید کی یاددہانی

جن احباب نے چندہ تحریک جدید کے اپنے وعدے کا اب تک ایفاء نہیں کیا ہے اور ابھی سے کسی دوست نے مطالبہ اب تک نہیں کیا۔ اگر کوئی دوست اس میں شریک ہونے سے اسوجہ سے رہ جاوے کہ اس سے چندہ تحریک جدید مانگا نہیں گیا۔ تو اس کی ذمہ داری بھی اسی پر عاید ہوگی۔ کیونکہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے ۱۱ر جنوری ۱۹۳۵ء کے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ چندہ تحریک جدید میں زیادہ یاددہانی نہیں کی جاوے گی۔ اور صدر انجمن کے چندوں کی طرح بار بار اصرار نہیں کیا جاویگا۔ ہاں انسان میں بھول جانے کا مادہ ہے۔ اسلئے حضور ایدہ اللہ کے حضور سے دفتر متعلقہ کو ہدایت ہے کہ ایک دو بار یاددہانی کر دے۔ پس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں ایک یاددہانی ماہ مئی میں کر دی گئی ہے اور اب اخبار میں اعلان دیا جاتا ہے کہ ہر وہ مخلص احمدی جس نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور چندہ تحریک جدید کا وعدہ کرتے ہوئے اپنے اخلاص کا ثبوت دیا ہے اپنے وعدہ کی رقم خود بخود داخل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعا اور خوشنودی حاصل کرے۔ چھ ماہ کا عرصہ گذر گیا ہے۔ باقی ان چھ ماہ میں چندہ تحریک جدید جلد سے جلد داخل کیا جاوے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خان

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

پچیس صحابیوں کے منھ سے پچیس ۲۵ روایات

ان چار صفحات کے لئے میں نے ۲۵ روایات کا انتخاب کیا ہے۔ جو حضور کے ۲۵ صحابہ کے منہ سے بیان ہوئی ہیں ان روایات کا انتخاب میں نے ان روایات سے کیا ہے۔ جو سردار مصباح الدین احمد صاحب نے ذکر حبیب کی مجلسیں کرا کر جمع کی تھیں۔ میں اس قیمتی مدد کیلئے سردار صاحب کا شکر گذار ہوں۔ (ایڈیٹر)

۱

حضور کی دعا کا اثر

۱۸۹۶ء میں مجھے ٹائیفائڈ ہوا۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اولین ٹیچرز میں سے میں ایک تھا ایک دن عشا کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول مجھے دیکھنے کے لئے آئے (مفتی صاحب کا تعلق حضرت مولوی صاحب سے قرابت کے علاوہ دامادی کا تعلق بھی تھا)

مولوی قطب الدین صاحب حکیم بھی ساتھ تھے مولوی صاحب نے باہر جا کر کہا کہ یہ اب بچنے کا نہیں۔ میری ساس سن رہی تھی۔ وہ دوڑی دوڑی حضرت اقدس کے حضور حاضر ہوگئی۔ اور عرض کیا کہ فضل الرحمان آج بہت بیمار ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب سے کہو کہ توجہ سے علاج کریں۔ وہ کہنے لگیں کہ مولوی صاحب تو ناامید ہیں حضرت نے فرمایا "ابھی تو میں نے اس سے بہت کام لینے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں اور جب وہ اچھا ہو جائے گا تو سر اٹھاؤں گا"

صبح کیوقت ماسٹر عبدالرحمان صاحب کو حضور نے بھیجا کہ جاؤ فضل الرحمان کا پتہ لاؤ۔ مجھے خبر دیگئی ہے وہ اچھا ہے۔

ماسٹر صاحب مجھے دیکھنے آئے۔ تو ان کو بتایا گیا کہ مجھے کئی خون کے دست آئے۔ پھر ان خون کے دستوں سے میری طبیعت کا رنگ بدل گیا۔ اور میں اچھا ہو گیا۔ تریاق الٰہی جو حضور نے ان ہی دنوں تیار کرایا تھا مجھے دیا اور میں عرصہ تک اسے کھاتا رہا۔

(نوٹ) حضرت مفتی صاحب کے حق میں وہ دعا ایسی سنی گئی کہ وہ بہت کم بیمار ہوتے ہیں۔ اور باوجود اسکے کہ ساٹھ سال سے اوپر اُن کی عمر ہے۔ مگر وہ چالیس سال کے نوجوان معلوم ہوتے ہیں

(مفتی فضل الرحمٰن صاحب)

(۲)

تبلیغ ہر شخص کو کرنی چاہیئے!

کتاب "ست بچن" جب شائع ہوئی۔ تو اس کا ایک نسخہ سردار نارا سنگھ سکنہ ظفروال کو بھیجنے کا ارادہ ظاہر فرمایا لوگوں نے کہا کہ وہ آدمی تو شرابی ہے۔ فرمایا۔ کچھ ہرج نہیں پہلے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں اور بعد میں اچھے ہو جایا کرتے ہیں۔

(منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری)

(۳)

حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی اور سادگی

میں بچپن میں ہی سلسلہ میں داخل ہوا تھا۔ میں سکنڈ ایر کلاس لاہور میں پڑھتا تھا۔ تو وہاں سے مفتی صاحب اور مرزا ایوب بیگ صاحب عید کے موقعہ پر قادیان تشریف لائے تو میں بھی ان کے ساتھ قادیان چلا آیا۔ ہم دس بجے رات کے بٹالہ پہونچے اور رات ہی رات چلکر قادیان آگئے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے مطب کی ایک کوٹھری میں ہم نے قیام کیا۔ اور زمین پر ہی سو رہے اگلے دن عید اور جمعہ دونوں کا اجتماع تھا۔ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہمانوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جبکہ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں سالن ہوتا تھا۔ اور آبخوروں میں پانی پیتے تھے

حضور کا دستور تھا کہ جب تک لوگ کھاتے رہتے۔ آپ بھی آہستہ آہستہ کھانا تناول فرمانے میں مصروف رہتے۔ مگر نہایت کم کھاتے تھے۔ اسدن عید کے روز راجہ شیر محمد صاحب جو میرے دوست اور کلاس فیلو میرے ساتھ تھے، ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ مجھے آپ کے آنے کا علم نہ تھا۔ شیر محمد صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ بتاؤ مسیح موعود کون سے ہیں؟ حضور اسقدر سادگی پسند تھے میں حضور کی اس سادگی کی وجہ سے حضور کو پہچان نہ سکا۔ تب راجہ شیر محمد صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ ہیں۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب اس عید پر یہاں موجود نہ تھے۔ اسلئے یہ عید مولوی محمد احسن صاحب نے پڑھائی۔ اس عید کے متعلق الہام تھا

ستعرف یوم العید والعید اقرب

(مولانا شیر علی صاحب)

(۴)

اشیاء مرہونہ کا استعمال جائز نہیں

شروع زمانہ میں ایک دفعہ میں آپ سے مل چکا تھا۔ امرت سر ریاض ہند کے مطبع میں آپکے اکثر مضامین چھپا کرتے تھے۔ شیخ نور احمد صاحب اس کے بانی تھے۔ وہاں ایک مرادآبادی کاتب تھے ان کو ضعف جگر کی شکایت تھی۔ ایک دفعہ میں اس مطبع کے پاس سے گذرا۔ تو ان کو دیکھا اور حضرت صاحب کا ذکر بھی ان سے کر دیا۔ اور پوچھا آپ بھی حضرت مسیح موعودؑ کو جانتے ہیں؟ وہ کہنے لگا میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور آپ کا معتقد ہوں آپ ان کا حال سنائیں

دوسرے دن جب میں ہال بازار کی طرف گیا تو وہاں ایک چارپائی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ شیخ محمد حسین حکیم کاتب بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ شیخ محمد حسین نے ذکر کیا حضور یہ عطر بھی ہے۔ میں کبھی کبھی اس کو لگا بھی لیتا ہوں آپ سونگھنا چاہتے تھے مگر بغیر سونگھے واپس کر دیا اور فرمایا کہ یہ تو رہن ہے۔ ہم اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے جب روپیہ دے گا لے لیگا۔

(حکیم مولوی قطب الدین صاحب)

(۵)

دربار نبوت کی ایک صحبت کا تذکرہ

میں جب پہلی دفعہ قادیان حاضر ہوا مہمانخانہ میں اترا۔ اسوقت فلاسفر صاحب مہمانخانہ کے انچارج تھے۔ میرے پاس کوئی زیادہ سامان تو نہ تھا۔ کھانا کھانے کے بعد سوچنا شروع کیا کہ حضرت سے ملنے سے پہلے میں کس سے ملوں آخر پیر سراج الحق صاحب رضی اللہ عنہ سے ملا

چونکہ پیر صاحب کے رشتہ دار کرنال میں رہتے تھے۔ اسلئے باتیں ہوتی رہیں۔ اُنھوں نے صبح کی نماز میں حضرت سے ملانے کا وعدہ کیا۔ میں نے کہا کہ اس وقت بھی کسی سے بھی ملاؤ۔ مسجد میں آکر مولوی عبدالکریم صاحب سے اُنھوں نے تعارف کرایا کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں پھر میں واپس چلا آیا ایک کتاب قیامت نامہ کو میں اکثر پڑھا کرتا تھا۔ اس میں اکثر مہدی کا ذکر ہوتا۔ مجھے اُمنگ ہوتی تھی کہ خدا کرے میں مہدی کا زمانہ پالوں اور اسے دیکھ لوں۔ وہ خزانوں کا تقسیم کرنیوالا ہوگا۔ ہمیں بہت کچھ ملے گا۔ میں مہدی کی اس تقسیم کو دل میں رکھے ہوئے تھا صبح کی اذان ہوئی اور پیر صاحب تشریف لائے۔ اور مجھے ساتھ لے کر مسجد کی طرف چلے۔ خونی مہدی کی داستانیں سُن کر میرے دل میں ایک خوف بیٹھا ہوا تھا۔ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ حضور دفعتہً مسجد میں تشریف لائے۔

حضور کے چہرہ مبارک کی طرف ایک نظر پڑتے ہی سارا خوف جاتا رہا۔ اور سارے شکوک رفع ہو گئے۔ اور دل نے چاہا کہ آپ سے لپٹ جاؤں

آپ نے پہلی بات جو کہی وہ یہ تھی کہ آپ کو سفر کی بہت تکلیف ہوئی ہوگی۔ آپنے خدا کی راہ میں بڑی قربانی کی۔ میں حضور کی قدردانی کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔

پھر پوچھا کہ آپ وہاں اکیلے ہیں؟ عرض کی کہ ہاں حضور! پھر فرمایا۔ آپ وہاں سلسلہ کے متعلق کیا کرتے ہیں۔ مینے عرض کی کہ یہاں کے اشتہارات وغیرہ جو وہاں جاتے ہیں۔ ان کو خود پڑھتا ہوں اور دوستوں کو سناتا ہوں۔

پھر حضرت اقدس نے پیر صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ آپکے ملک کے ہیں آپ ان کے مزاج سے واقف ہوں گے۔ اسلئے ان کی مہمان نوازی آپکے ذمہ ہے۔ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

اسی اثنا میں ایک نابینا لڑکا یہ سُن کر کہ حضرت کھڑے ہیں آگے بڑھا۔ اس نے حضور کا ہاتھ پکڑ کر السلام علیکم کہا اور بہت لمبا قصہ بیان کرنے لگا۔ حضرت اطمینان سے کھڑے ہو کر قصہ سنتے رہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے حکم دیا کہ حافظ کو پکڑ لاؤ۔ مگر نابینا نے حضرت کا ہاتھ نہ چھوڑا۔ جب وہ حضرت کے پاس بیٹھ گیا تو ایک چونی نکال کر نذرانہ پیش کیا حضور نے جیب سے رومال نکال کر چونی کو اُس میں باندھ لیا۔ اور پھر حضور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پہلے تو اس نے حضور کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ مگر اب حضور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر نماز ہوئی نماز کے بعد جلدی ہی سیر کے لئے تشریف لائے۔ مجھے پہلے سے پیر صاحب سے معلوم ہو چکا تھا کہ فلاں فلاں وقت حضور سے بات چیت ہو سکتی ہے۔

آپ مسجد مبارک کے نیچے کھڑے تھے کہ شور ہوا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ حضور کی رفتار بہت تیز ہوتی تھی۔ مولوی صاحب پیچھے رہ جاتے تو آپ ان کا انتظار کرتے تھے۔ باہر جا کر بہت سی باتیں فرماتے۔ لوگ سوال کرتے تھے آپ تقریر شروع فرما دیتے میں دوڑ دوڑ کر ساتھ رہتا۔ میں نے کہا کہ حضور لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کیونکر پھیلے گا؟ لیکن اس بستی کا ایک انسان کہتا ہے کہ ایسا ہوگا۔ بھلا لوگوں کو کیسے حضور کی صداقت کا یقین آئے۔؟

اس روز حضور بسراواں کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ حضور نے دوران گفتگو میں فرمایا کیا معلوم نہیں ہمارا الہام ہے

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے

الغرض اسی طرح باتیں کرتے ہوئے تشریف لے آئے۔ رات کو بعد از مغرب فرمایا۔

"خدا نے جب مجھے الہام کیا تو بعض بادشاہ جو گھوڑوں پر چڑھے ہوئے تھے مجھے دکھائے گئے تھے جو کم سن بعمر دس بارہ سالہ نظر آتے تھے۔ کیا اسوقت دیکھنے والا مان سکتا ہے کہ بادشاہ بھی ادھر رجوع کرینگے۔ مگر خدا کی باتیں پوری ہوں گی۔ مجھے کامل یقین ہے۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ جیسے جب فتح مکہ کی پیشگوئی سنائی گئی تو مخالف انکار کرتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین کامل تھا کہ ایسا ہوگا۔ پس جب فتح مکہ ہوا۔ اور مکہ کے لوگ قید ہوئے۔ تو آنحضرت صلعم سے ان لوگوں نے عرض کی کہ آج تو آپ بہت خوش ہوں گے جبکہ آپکے دشمن پابہ زنجیر آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ آپنے فرمایا مجھے تو آج سے قبل یہ سارا واقعہ دکھایا گیا تھا۔ آج کوئی نئی بات نہیں دکھلائی گئی۔ بس ایسا ہی مجھے میرے خدا نے پہلے سے بتلا دیا ہے کون سے بادشاہ میری طرف رجوع کرینگے۔ مگر چونکہ وہ کمسن ہیں اسلئے وہ بالغ ہونگے اور مخالف دیکھیں گے۔ برکت ڈھونڈنا ہماری وفات کے بعد ہوگا۔ کیونکہ کپڑوں سے برکت اسیوقت ڈھونڈینگے جب ہم دنیا میں نہ ہونگے۔ کیونکہ کپڑوں سے برکت اسوقت ڈھونڈھی جاتی ہے۔ جب کپڑوں والا نہ ہو" (میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق)

(نوٹ) حضرت میر صاحب کے اس تذکرے میں مورخین سلسلہ کے لئے حضور کی سیرت کا بہت بڑا مواد ملے گا۔ اسوقت کی صحبتوں کا پاک تذکرہ حضور کا اپنی کامیابیوں پر کامل یقین آج جبکہ احراری فتنہ بھڑک رہا ہے ہمارے لئے مشعل راہ بن سکے گا۔ (ایڈیٹر)

(۶)

حضور نے کن حالات میں کتابیں تصنیف فرمائیں

ایک دفعہ مینے عرض کیا کہ حضور آپ بوڑھے ہیں ضعیف ہیں۔ فرمایا:۔ ہاں ڈاکٹروں نے بھی کم کام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ مگر اس کے بعد ساٹھ کتابیں لکھی ہیں۔ ایک دفعہ فرمایا:۔ مضمون لکھتے ہوئے جب بے ہوشی ہو جاتی ہے۔ تو قلم ہاتھ سے گر جاتا ہے۔ ہوش آنے پر پھر سے لکھنے لگ جاتا ہوں (حافظ محمد ابراہیم صاحب)

(نوٹ) اس مشقت کی مثال دنیا کے تصنیف میں کہیں نظر نہ آئے گی۔ (ایڈیٹر)

(۷)

حضور کا اپنے مخلصوں سے اخلاص

ایک دفعہ حضور ملتان تشریف لے گئے واپسی پر لاہور میں قیام فرمایا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضور کے عاشق صادق اسوقت غائب تھے۔ فرمایا:۔ "نہ معلوم مفتی صاحب کیوں تشریف نہیں لائے" کسی نے عرض کیا کہ حضور وہ بیمار ہیں۔ آپنے اسیوقت مفتی صاحب کا پتہ دریافت کیا۔ اور مفتی صاحب کی عیادت کے لئے ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور مفتی صاحب کو ہر طرح تسلی دی (مولوی فضل الہی صاحب)

(نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے خدام سے یہ سلوک کبھی خدام کو بھول نہیں سکتا مفتی صاحب اپنے غریب خانہ پر خدا کے مامور و مرسل کو دیکھ کر کس قدر خوش ہوئے ہونگے۔ اس مسرت کا اندازہ لگانا آج آسان نہیں۔

حضرت مفتی صاحب اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اب بھی بیمار ہو کر لاہور میں تشریف فرما ہیں۔ ان کی آنکھیں آج بھی اس مجسم شفقت کو ڈھونڈھتی ہوں گی مگر کہاں!

حضرت مفتی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیارے ہیں۔ احباب لاہور کا فرض ہے کہ وہ ان ایام میں ان کی عیادت کریں اور ساری جماعت کا فرض ہے کہ وہ حضرت مفتی صاحب کی صحت کے لئے پورے اہتمام و التزام سے دعائیں کریں (ایڈیٹر)

(۸)

حضور کی دعا سے قوت بیانیہ بڑھگئی

مولوی کرم دین کے مقدمہ میں حضور گورداسپور میں تشریف فرما تھے۔ میں صبح کیوقت گورداسپور پہنچا حضور لیٹے ہوئے تھے میں حضور کے پاؤں دبانے لگا مجھے چونکہ اپنے بزرگوں کے پاؤں دبانے میں ایک خاص مہارت حاصل تھی اس لئے حضور نے میرے پاؤں دبانے پر اپنے رخ انور سے کپڑا ہٹا کر مجھے دیکھا۔ اور خاص طور پر مصافحہ کیا۔ مینے عرض کی کہ حضور آپ مجھے پہچانتے ہیں آپنے ازراہ تلطف فرمایا کیا حافظ صاحب میں آپ کو نہیں پہچانتا؟ اُسدن اتفاق سے جمعہ تھا کسی نے عرض کی کہ حضور آج مولوی عبدالکریم صاحب تو نہیں ہیں پھر خطبہ جمعہ کون پڑھے گا۔ فرمایا حافظ صاحب جو ہیں۔ میں یہ سنکر کانپ گیا۔ اذان ہوئی مجھے بلایا گیا۔ میں نے عرض کی کہ حضور آپ کی موجودگی میں میں کیسے خطبہ پڑھوں؟ فرمایا آپ خطبہ شروع کردیں میں آپکے لئے دعا کروں گا۔ الغرض مینے خطبہ پڑھا۔ اس تاریخ سے لے کر آجتک اپنے اندر محسوس کرتا ہوں کہ حضور کی دعا نے میری قوت بیانیہ کو بڑھا دیا

(حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی)

(۹)

قرآن سب سے بڑا وظیفہ ہے

حافظ نبی بخش صاحب نے ایک دفعہ حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور حافظ نور احمد صاحب تو بہت وظیفے کرتے رہتے ہیں۔ مینے عرض کی کہ حضور یہ یوں ہی کہتے ہیں۔ میں تو سوائے قرآن شریف کے اور کچھ نہیں پڑھتا۔ حضور ہنس پڑے۔ اور فرمایا میاں نور احمد! تمہاری تو وہ مثال ہے کہ جس شخص کو دونوں وقت پلاؤ میسر ہو اسے اگر کہا جائے تم تو بڑا اچھا کھانا کھاتے ہو۔ وہ کہے کہ نہیں میں تو صرف پلاؤ ہی کھاتا ہوں۔ کیا قرآن سے بہتر بھی کوئی وظیفہ ہے؟

(حافظ نور احمد صاحب فیض اللہ چکوی)

(۱۰)

دعویٰ سے قبل کی زندگی۔

حضرت جب سفر پر جاتے تھے تو سواری کے لئے ایک گھوڑی سفید رنگ کی تھی۔ حضور جب قادیان سے چلتے تو مجھے اس پر سوار کرا دیتے۔ میں ہر چند انکار کرتا۔ لیکن حضرت مجھے سوار کرا دیتے۔ اور آپ ساتھ پیدل چلتے۔ ان مقدمات کے ایام میں جو والد صاحب نے ان کے سپرد کر رکھے تھے۔ حضور وڈالہ تک مجھے سوار کراتے۔ اور پھر خود سوار ہو کر بٹالہ تک جاتے اور اسی طرح واپسی ہوتا تھا۔

(مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب)

(نوٹ) مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب اسوقت حضرت کے خادم کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ اور یہ حضور کا طریق ایک ایسے شخص سے تھا جو حضور کا ذاتی خادم تھا۔ اور عمر کے لحاظ سے بھی وہ اسوقت کوئی بڑی عمر کے نہ تھے۔ (ایڈیٹر)

(۱۱)

حضور کو پیری مریدی کا شوق نہ تھا

ابتدائی ایام میں مینے حضور کو لکھا کہ میں حضور کی بیعت کرنی چاہتا ہوں تو حضور نے لکھا کہ ہم کو بیعت لینے کا حکم نہیں ہے۔ آپ کسی اور سے بیعت کریں۔ (بابا رحیم بخش صاحب)

(نوٹ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی فطرت میں پیر بننے کی رغبت ہی نہ تھی۔ (ایڈیٹر

(۱۲)

ایک بد اخلاق مولوی سے حضور کا اخلاق

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مولوی ہندوستان سے آیا۔ نماز ظہر ہو چکی تھی۔ ماہ جون تھا۔ حضور نماز پڑھ کر تشریف فرما ہوئے اور بہت سے خدام بیٹھے تھے کہ وہ مولوی آیا۔ حضور نے فرمایا آیئے تشریف لایئے۔ وہ بیٹھنے نہ پایا تھا کہ اس نے گالیاں نکالنا شروع کر دیں اور کہنے لگا کہ تم نے دین محمدی کو بگاڑ دیا ہے۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ مولوی صاحب تشریف رکھیں۔ آپ کے سب سوالات کا جواب دیا جائے گا۔ مجھے فرمایا کہ اندر سے مولوی صاحب کے لئے دودھ میں برف اور کیوڑہ ڈال کر لے آؤ۔ مولوی صاحب گرمی میں سے آئے۔ میں نے دودھ لاکر مولوی صاحب کو دیا مگر اس نے پینے سے انکار کر دیا اور نہ پیا۔ اور برابر گالیاں ...... دیتا رہا۔ ایک نو مسلم جو عیسائی سے مسلمان ہوا تھا۔ وہاں موجود تھا۔ اس سے صبر نہ ہو سکا۔ اور ایک تھپڑ لگا دیا۔ وہ مولوی فوراً اٹھ کر چلا گیا۔

حضرت اقدس اس نو مسلم پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اس مولوی کو کیوں مارا؟ وہ گالیاں تو ہمیں دے رہا تھا۔ اندر مولوی عبدالکریم صاحب بھی سن رہے تھے۔ مگر حضور کی وجہ سے بول نہیں سکتے تھے۔ حضور نے اس نو مسلم سے کہا کہ اس کو ابھی جا کر واپس لاؤ۔ وہ شخص واپس لانے کے لیے گیا۔ بعد میں خود حضور تشریف لے گئے اور اس مولوی سے فرمایا کہ آپ واپس چلیں۔ مگر وہ نہ مانا اور چلا گیا۔

(ملک غلام حسین صاحب)

(۱۳)

اپنے احباب کی قدر و منزلت

کرمدین کے مقدمہ کی واپسی پر حضور نے بعض کو حکم دیا کہ تم چھینہ اسٹیشن پر اتر کر قادیان پہنچو۔ اور بعض کو یکوں پر آنے کا حکم دیا۔ اور بعض کو گڈوں کے ساتھ آنے کا حکم دیا۔ میں پیدل روانہ ہو گیا نہر کے قریب جب ہم پہونچے تو حضور علیہ السلام کا رتھ نظر آیا۔ حضور قضائے حاجت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب حضور واپس آرہے تھے۔ تو ہم نے سوٹی پر چادر تان کر حضور کے لئے سایہ کر دیا۔ اور حضور سایہ میں چلنے لگے۔ حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ تم پیدل آرہے ہو۔ تم کو یکہ پر سوار ہونا چاہیئے میں نے عرض کیا کہ حضور میں پیدل چل سکتا ہوں۔ نہر کے دوسری طرف خلیفہ اول اور بہت سے اصحاب یکوں پر انتظار کر رہے تھے۔ حضرت خلیفہ اول کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضور نے ایسا فرمایا ہے۔ تو حضور نے مجھے بلایا اور حکم دیا کہ یکے پر بیٹھو۔ اور فرمایا کہ نہیں تمکو لازماً بیٹھنا پڑے گا۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا۔

(حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب المعروف بزرگ صاحب)

(۱۴)

کسی سے مفت کام کرانا پسند نہ کرتے تھے

مستری قطب الدین صاحب مرحوم بہت بڑے کاریگر تھے اسلحہ کے بنانے میں بھی بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے فرمایا ایک دفعہ حضور نے مجھے سخت گرمی کے موسم میں بارہ بجے بلوایا۔ حافظ حامد علی مرحوم بلانے کے لئے آئے۔ میں اسیوقت حاضر ہوا۔ حضور ایک اندھیری سی کوٹھری میں دروازہ بند کر کے تشریف فرما تھے آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اس ڈسک کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اس کی مرمت یہیں میرے پاس بیٹھ کر کرائیں۔ مینے عرض کی کہ حضور دوکان پر لے جاؤں تو آسانی رہے گی۔ فرمایا دوکان پر لے جانے میں تو کوئی ہرج نہیں۔ لیکن اس میں میری پرانی یادداشتیں ہیں اور ان کی سب ترتیب میرے ذہن میں ہے۔ خالی کرنے سے ترتیب بگڑ جائیگی۔ اور مجھے تکلیف ہوگی۔ چنانچہ مینے وہیں درست کر دیا۔ حضور بہت خوش ہوئے فرمایا اُجرت کیا چاہیئے؟ مینے عرض کیا کہ حضور میں تو خدمت دین کے لئے آیا ہوں۔ اگر میں بھی اُجرت لیکر کام کروں۔ تو مجھے ثواب تو نہ ہوا۔ فرمایا یہ خیال مت کرو کہ ثواب نہیں ہوگا۔ ثواب ضرور ملے گا۔ میں جانتا ہوں کہ آپکے دل میں اخلاص ہے۔ میرے گھر کے کاموں کا سلسلہ وسیع ہے۔ میں آپ لوگوں کو تکلیف دینا نہیں چاہتا کہ کسی سے مفت کام لوں۔ آپ لوگوں کی خدمت تو میرے ذمہ ہے۔ یہ آپ لوگوں کا احسان ہے کہ مزدوریاں کرتے ہیں اور اپنا گذارہ کرتے ہیں۔ اس طرح میرا بوجھ ہلکا کرتے ہیں

پھر فرمایا کہ آپ مجھ سے مزدوری دگنی لیا کریں مستری صاحب مرحوم نے فرمایا مگر میں نے اپنی مزدوری کبھی حضور سے دگنی نہیں کی۔

(۱۵)

موت زندگی میں تبدیل ہو گئی

میں ایک دفعہ سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے دیکھ کر تبلایا۔ کہ یہ شخص اب زندہ نہیں رہ سکتا۔ مینے آپ کی خدمت میں لکھا کہ سیدی مولائی! میرے لئے وہ دعا کریں جو حضور نے نواب صاحب کے بڑے لڑکے میاں عبدالرحیم کے لئے کی تھی۔ تا مجھے خدا آپ کی کامیابی دکھلائے۔ اور اس سے حصہ دلائے۔ حضور نے جواب دیا کہ میں نے آپکے لئے دعا کی ہے۔ تب میں نے اپنے دوستوں میں اعلان کر دیا کہ میں اب نہیں مروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا

(مولانا عبدالرحیم صاحب نیر)

(نوٹ) نیر صاحب کے حالات سے واقف جانتے ہیں کہ نیر صاحب کو خدا تعالیٰ نے لمبی زندگی عطا فرمائی اور حضور کی کامیابیاں دیکھنے کا موقع دیا۔ اور لنڈن و افریقہ کے ممالک میں ان کامیابیوں میں بھی حصہ دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں اور بھی برکت دے (آمین)

(۱۶)

حضور کی آخری گھڑیاں

رات کے پونے دو بجے احمدیہ بلڈنگ کے سامنے ٹانگہ کھڑا تھا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب آئے تھے۔ حضور بیمار ہو گئے۔ جب ہمکو اندر بلایا گیا اُسوقت حضور کے کرب کی کوئی انتہا نہ تھی۔ حضرت ام المومنین پاس ہی تشریف فرما تھیں فرمایا کہ

اے خدا یہ تو ہمیں چھوڑتے جاتے ہیں
مگر تو نہ ہم کو چھوڑ دیو۔

حضور نے پوچھا اذان ہو گئی۔ شادی خان صاحب نے کہا کہ ہاں حضور ہو گئی۔ حضور نے چادر پر مسح کر کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لئے اور نماز پڑھ لی۔

حضور نے ایک کاغذ لیا۔ اور جلدی سے لکھا کہ تکلیف بہت ہے آواز نہیں نکلتی۔ کچھ دوائی پلائی جائے۔ تب انجکشن کیا گیا۔ دعا کے لئے ارادہ کیا۔ مگر رفع حاجت کی ضرورت پیش آئی تھوڑی دیر کے بعد بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی نے

کہاکہ میر صاحب

انا للہ وانا الیہ راجعون

میں نے اور محمد شادیخان صاحب۔ قریشی محمد حسین صاحب نے حضور کو آخری غسل دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

(میر مہدی حسین صاحب مؤرخ)

(۱۷)

گھنٹہ بھر تک گالیاں سنتے رہے

سراج الدین فقیر لمبے بالوں والا۔ جو سجادہ نشین تھا آیا۔ پہلے تو نرمی سے باتیں پوچھتا رہا۔ پھر گالیاں نکالنی شروع کیں۔ ایک گھنٹہ تک برابر گالیاں دیتا رہا۔ آپ سنتے رہے۔ جب وہ گالیاں دیکر تھک گیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا بس یا کچھ اور بھی؟ (میاں سراج الدین صاحب مرحوم)

(۱۸)

مردوں کا زندہ کرنا

اچھر مل اور بھگت رام نے طاعون کے دنوں میں اعتراض کیا کہ مسیح مردے زندہ کرتا تھا۔ اگر یہ مسیح ہے تو مردے کیوں زندہ نہیں کرتا؟

میری بیوی کو ان دنوں سخت طاعون تھی اور مولوی محمد الدین صاحب بھی مبتلا تھے۔ حضور نے سن کر مجھے فرمایا کہ اسوقت ہماری جماعت میں دو مردے ہیں۔ میں دعا کروں گا تم بھی کرنا۔

خدا کے فضل اور حضور کی دعا سے دونوں کو صحت ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں اب تک زندہ ہیں (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے آمین)

(ٹھیکہ دار اللہ یار)

(۱۹)

حضور کی فراست

میرے والد صاحب سخت بیمار تھے۔ وہ سلسلہ کے سخت دشمن تھے انھوں نے چاہا کہ خلیفہ اول کو بلایا جائے۔ میں جب اس غرض کے لئے قادیان آیا تو حضور اسوقت خود بھی بیمار تھے۔ سخت درد کی شکایت تھی۔ مگر میرا سنکر مجھے اندر بلا لیا۔ اور مجھے دیکھکر مسکرائے۔ میں نے والد صاحب کے حالات سنائے۔ سن کر فرمایا مجھکو مولوی صاحب کے بھیجنے میں کوئی عذر نہیں۔ لیکن اگر معاملہ دگرگوں ہو گیا تو کام خراب ہو جائے گا۔ مجھے یہ بدظنی ہوئی کہ شاید اپنی بیماری کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ مینے مولوی صاحب سے ذکر کیا وہ جانے پر رضامند ہو گئے۔ حضرت صاحب کو اجازت کے لئے رقعہ لکھا۔ مگر حضرت نے وہی جواب لکھدیا۔ تب مولوی صاحب نے فرمایا کہ عبداللہ عرب میرے نسخوں سے واقف ہے۔ اسے لے جائیں۔ میں خوش تو نہ ہوا مگر عبداللہ عرب کو لے گیا۔ انھوں نے نسخہ دیا۔ مگر میرے والد صاحب نے وہ نسخہ استعمال نہ کیا۔ تین چار دن کے بعد وہ فوت ہو گئے تب مجھے معلوم ہوا کہ حضور نے مولوی صاحب کو کیوں نہ بھیجا

(شیخ عبد الرشید صاحب بٹالوی)

(۲۰)

حضور کا جود و سخا

میری والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں۔ حضرت نے اپنی زندگی میں کسی سائل کو خالی نہیں جانے دیا اگر کسی نے دوائی مانگی تو ساری شیشی دیدی خواہ اسپر دس روپے ہی کیوں نہ خرچ آ گئے ہوں

(مرزا افضل بیگ ہوشیارپوری)

(۲۱)

حضور کی دعا کا رنگ

ایک دفعہ میں حافظ حامد علی صاحب کے بھائی کے گاؤں میں گیا۔ انھوں نے ایک بچہ کو دیکھ کر کہا کہ یہ بھی خدا کا ایک نشان ہے۔ میں نے کہا کہ کیسے؟ کہا کہ میرے گھر میں اٹھرا کی مرض تھی۔ میں حضور کے پاس عشا کیوقت گیا۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہے میں نے عرض کیا کہ میری بیوی اٹھرا سے بیمار ہے حضور نے فرمایا کہ کل جمعہ کیوقت یاد کرانا۔ جمعہ سے واپسی پر مینے حضور کا دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کی کہ حضور دوائی دیں۔ حضور نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں تم بھی ساتھ دعا کرو۔ اور آمین کہتے جاؤ۔ انھوں نے کہا کہ میں تو تھک گیا۔ مگر حضور نہ تھکے۔ اس دعا میں حضور کے آنسو جاری ہو گئے حضور نے دوا بھی دی۔ اور پھر یہ بچہ پیدا ہوا۔ اور خدا کے فضل سے زندہ ہے۔

اس کے بعد لوگوں کو نسخہ دیا۔ تو ان کو فائدہ نہ ہوا کیونکہ دعا ساتھ نہ تھی۔

(ماسٹر عبد الرحمان بی۔ اے)

(۲۲)

حد درجہ کی چشم پوشی

مجھے پان کھانے کی عادت تھی۔ میں ایکدفعہ سیر کو حضور کے ساتھ گیا۔ آپنے بھی ازراہ نوازش پان طلب کیا۔ پان میں زردہ تھا۔ اس سے حضور کو تکلیف اور دور جاکر قے کیں میں سخت شرمندہ ہوا۔ اور مینے قلبی تکلیف محسوس کی۔ آپنے میری تکلیف کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ آپکے پان نے تو دوا کا کام دیا۔ طبیعت ہلکی ہو گئی۔

اللہ اللہ یہ اخلاق اور یہ چشم پوشی۔ بجائے عتاب کے میرے غم کو دور کرنے کی فکر میں لگ گئے

(منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی)

۲۳

عرب قاتل قتیل محبت ہو گیا

سنہ ۱۸۹۴ء میں ایک عرب حضور کے قتل کا عزم لیکر لکھنؤ سے قادیان آیا۔ میرے ساتھ بٹالہ سے یکہ پر سوار ہوا۔ اور قادیان کی باتیں سننے لگا۔ اس نے ق کے لفظ پر اعتراض کیا تھا اور سختی سے اعتراض کرتا تھا۔ مگر حضور خندہ پیشانی سے جواب دیتے تھے۔ سیر کو ساتھ گیا۔ راستہ میں اس کی تشفی ہو گئی۔ تب اس نے اپنے منصوبے کا ذکر کیا۔

(حکیم دین محمد صاحب)

(۲۴)

دیوار کے مقدمہ کے دنوں میں

جب مخالفوں نے مسجد مبارک کے نیچے دیوار کھینچ دی تو احباب اور طلباء کو سخت تکلیف ہوئی۔ حضور نے طلباء کی خاطر گول کمرے کا دروازہ کھول دیا وہاں سے لڑکے گذر جاتے۔ کبھی خراس کی جگہ سے بھی گزرتے۔ پھر ہم نے شرط لگائی تھی کہ جب دیوار ٹوٹے گی تو پہلے ہم گزرینگے غالباً بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پہلے گزرے تھے۔

(قاضی عبد اللہ صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی)

(۲۵)

بٹالہ کا سفر بہنس میں

ایکدفعہ بٹالہ جانا تھا۔ حضور کے لئے سواری کا انتظام نہ ہوا یعنی یکہ کم تھے۔ تب حضور نے بہنس منگوائی اور مہمانخانہ کے پاس اس میں سوار ہوئے۔ ہم نہر تک ساتھ چلتے رہے نہر کے پاس اور سواری ملگئی۔ حضور بہنس کو چھوڑ کر اسمیں سوار ہو گئے (میاں احمد دین زرگر)

محبّت سرائے ما

(از جناب حسن صاحب رہتاسی)

ازبسکہ ہست اکبر و اعلیٰ "خدائے ما"
بعد از خدا بزرگ ترین "مصطفائے ما"
آں مہدی و مسیح زماں "میرزائے ما"
واں "نوردیں" کہ بود دوا و شفائے ما
"دار الاماں" مقامِ "بشیر" آمدہ حسنؔ
"امن است در مکانِ محبّت سرائے ما"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت و سیرۃ کے تاثرات

حضرت مخدوم الملۃ مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی زبان سے

"الحکم" کے اس خاص نمبر میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم وصال کی تقریب میں شائع ہو رہا ہے۔ حضرت مخدوم الملۃ مولانا عبدالکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کے تاثرات کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہ کر اور آپ کی پاک سیرت پر بصیرت افروز فکر کے بعد آپ کے قلب پر ہوئے۔ جو کچھ میں ذیل میں لکھوں گا یہ اس سیرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نہیں آیا۔ جو میں نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے دو **مکتوبات** کے مجموعہ کی صورت میں شائع کی تھی۔ ان تاثرات کے پڑھنے سے انسانی قلب پر ایک خاص اثر پڑتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **سیرت** کی بھی عجیب شان نظر آتی ہے۔ میں ان **تاثرات** کو اس لئے بھی شائع کر رہا ہوں کہ اس سے احباب کو اپنے سلسلہ کے ایک **عظیم الشان** اور **رفیع المرتبت** انسان کی یاد تازہ ہو۔ حضرت **مولانا عبدالکریم** ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو **امام الصلوٰۃ** اور **خطیب** مقرر فرمایا تھا وہ سلسلہ کا ایک **غیور فرزند** تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت میں خمیر کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ آپ کا نام

"**مسلمانوں کا لیڈر** رکھا"

میں ارادہ کر رہا ہوں کہ اس سال الحکم کا ایک خاص نمبر حضرت ممدوح کے حالات زندگی پر شائع کروں وباللہ التوفیق مجھے یقین ہے کہ احباب اس کے لئے ابھی سے اپنے خیالات کا اظہار اور اس کی اشاعت کے لئے درخواستیں بھیجدیں گے۔ جو تاثرات ذیل میں دے رہا ہوں۔ وہ یقیناً ہمارے ایمان اور بصیرت کی ترقی اور اخلاقی اور روحانی بھلائی کا موجب ہونگی بالآخر احباب سے درخواست ہے کہ وہ

مرحوم کی ترقی مدارج کے لئے خصوصیّت سے دعا کریں (عرفانی)

①

خدانمائی کا وعدہ اور اُس کا ایفاء

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت اقدس جن دنوں سیالکوٹ تشریف فرما تھے۔ ایک روز میر حسام الدین صاحب (مرحوم) کے مکان میں سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے۔ آپ ٹھیرے اور پیچھے مڑ کر مجھے کہا کہ

مولوی صاحب! میرے ساتھ چلو میں خدا دکھا دونگا

یہ زبردست الفاظ اور وہ پاک صدا اب تک میرے کانوں میں گونجتی ہے۔ اور اب تک میرے دل میں اس کا گہرا اثر باقی ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے اس گھر میں کھڑا ہو کر شہادت دیتا ہوں کہ بے شک میں نے **مرزا غلام احمد (خدا کی نصرتیں اور ملائکہ کا سلام اس پر ہو) کے ذریعہ خدا کو دیکھا۔ اور یقیناً خدا کو دیکھا**"

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے جس موقعہ کا ذکر فرمایا یہ ۱۸۹۲ء کا واقعہ ہے۔ اس سال حضور نے امرتسر۔ لاہور۔ سیالکوٹ اور بعض دیگر مقامات کا ایک سفر فرمایا تھا۔ اور جس وقت اس شہادت کا اظہار آپ نے کیا یہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کا واقعہ ہے۔ اور قادیان کی مسجد اقصیٰ میں یہ شہادت ہم نے ادا کی۔

حضرت مخدوم الملۃ نے اسی سلسلہ میں ایک دوسرے موقعہ پر اپنی شہادت دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

میں وہی نسخہ اور اصول بتاتا ہوں جس نے مجھے شفا دی ہے۔ میں نے قرآن بھی پڑھا تھا۔ مولانا مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کے طفیل سے حدیث کا بھی شوق ہو گیا تھا۔ گھر میں صوفیوں کی کتابیں پڑھ لیا کرتا تھا مگر ان میں **وہ روشنی وہ نور معرفت نہیں وہ ترقی اور بصیرۃ نہ تھی جو اب ہے۔**

②

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کے چند پہلو

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بڑے غور سے ہمیشہ دیکھا ہے مجھے اس زمانہ میں ایک ہی شخص مستقیم ترازو اور پورے پیمانہ سے تولنے والا نظر آیا

ہمیں اپنے امام (ایدہ اللہ) کو ایسا رحیم۔ کریم حلیم۔ عفو دوست پاتا ہوں۔ کہ اس کی نظیر نہیں پاتا۔

میں اکثر اپنے دل کو ملامت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس فکر میں گداز ہو ہو جاتا ہوں اور جس قدر عزت اور تکریم ہماری ہمارا امام کرتا ہے اور جس رأفت اور رحمت اور محبت سے ہم سے سلوک کرتا ہے۔ ہم اس کے مقابلہ میں سراسر شرمندہ ہیں ہر بات میں اس کا ہاتھ اوپر پاتا ہوں۔ دل میں بڑی تڑپ لگی رہتی ہے کہ اس کے حسن اور احسان کے اندازہ پر دلوں میں اس کی اسقدر اور محبت پیدا ہو جائے

مجھ پر تو اس کے خاص فضل اور احسان ہیں میں سخت کمزور ناقص جلد ابتلا میں پڑ جانے والا اور نادان تھا۔ بارہ برس سے (۱۸۸۸ء سے۔ عرفانی) **اس تعلق کا اس پاک انسان کے حلم اور کرم سے ہوا**

ورنہ میں اپنی خو اور طبیعت کے لحاظ سے ایک لحظہ بھی کہیں بیٹھنے کے قابل نہ تھا۔ کردار میں۔ گفتار میں۔ اور مختلف معاملات میں مجھ سے بڑی غلطیاں سرزد ہوئیں

اگر میرا امام پردہ پوش اور نرم خو نہ ہوتا تو میں کب کا ہلاک ہو چکا تھا۔

اس کے اغماض و حلم نے ہماری زود رنج چڑ جانیوالی طبیعتوں کو کبھی موقع ہی نہ دیا۔

کہ کوئی شکایت زبان پر لائیں۔ اس کے اکرام اور احترام نے جو اس نے ہر وقت اپنی حرکات و سکنات میں ہماری نسبت اختیار کیا ہمارے دلوں کو مسخر کر لیا۔ مبارک ہے وہ انسان جس نے ہمارے لئے ایسے انسان کو بھیجا (۱۰ر جون ۱۹۰۰ء)

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو عشق و محبت تھی اس کا اندازہ ناممکن ہے لیکن کسی حد تک اس جذبہ محبت کا اظہار آپ کے اس شعر سے ہوتا ہے ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اسی جذب محبت کا اعتراف ایک اور مقام پہ یوں فرمایا ؎

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

حضرت اقدس کے کلام اور آپ کی زندگی کے واقعات میں ایسی بہت سی باتیں ملتی ہیں جو حضور کی عشق و محبت کا ایک مرقع ہیں۔ مگر میں یہاں ان تاثرات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اس خصوص میں حضرت مخدوم الملۃ کے تھے۔ فرمایا:۔

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اور یاد رکھو میں پورے شعور اور خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر قسم کھاتا ہوں۔ بے وقوفوں اور سفلوں کی طرح نہیں کہ میں جو اس پاک انسان کے پاس بیٹھا ہوں۔ وہ ایک چیز ہے جس نے میری روح کو ذوق اور لذت سے معمور کر دیا ہے وہ بات یہی ہے کہ اس پاک وجود میں خدا تعالیٰ کے پاک دین اسکی سچی اور مہیمن کتاب اس کے کامل اور خاتم النبیین رسول کے لئے ایک بے نظیر غیرت پاتا ہوں۔ ہاں یہی عشق و محبت کی چنگاری ہے جس نے میرے سینہ کو منور کر دیا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اس دل میں اس نے کہاں تک ترقی کی ہے۔ مجھے بھی بہ حیثیت ایک مسلمان کے پھر ایک محقق مسلمان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور سچا عشق ہے کلام مجید کے ساتھ ایک دلچسپی اور اس کے لئے میرے دل میں ایک خاص قدر ہے۔ اور نہایت غیرت ہے۔ مگر میں نے خوب اندازہ کر کے دیکھ لیا اور میں پوری بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ

ایک بھی دل نہیں جو ایسا سوز اور ایسا عشق رکھتا ہو۔ جو میرے آقا میرے ہادی و پیشوا حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دل کو ہے۔ دین کی نصرت اعلاء کلمۃ الاسلام کے لئے وہ کیا کیا بے آرامیاں سہتا اور دکھ اٹھاتا ہے میں بیان نہیں کر سکتا۔

(۴)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ کارنامہ

اس دن کی لذت اور ذوق سے میری روح آج تک بھری ہوئی ہے جبکہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نشہ میں سرشار ہو کر یہ کہا کہ آپ ہی ایک ایسے رسول ہیں جن کا زندہ کارنامہ ہم دنیا میں پاتے ہیں

میری روح اس بات کے تصور سے خوش ہوتی ہے کہ آج ساری دنیا میں سایہ اور ظل کے طور پر خلق عظیم ہمارے امام ایدہ اللہ کو دیا گیا ہے یہ زمانہ اس قسم کا علمی زمانہ ہے کہ اگر کوئی الماری کو چلا دے یا جیبی اور گلہری کو سانپ بنا دے۔ تو تھوڑی دیر کے لئے لوگ حیران تو ہو جائینگے مگر خدا کی عظمت و جلال اور گناہ اور ناپاکی سے نفرت پیدا نہ ہوگی۔ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ ابتداء میں قرآن کریم کا علمی اعجاز تجویز فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں جبکہ شکوک کو کثرت ہوگئی۔ اور خدا پرستی اٹھ گئی۔ ایسا ہی تقاضا کیا ہے کہ قرآن کریم کے رنگ میں قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کیا جاوے۔ چنانچہ یہ معجزہ امام کے کلام قلم اور دوات میں رکھا ہے۔ یہ خدمت جو امام الزمان سے ہو رہی ہے وہی خدمت ہے جو قرآن کریم نے کی جیسے قرآن کی مزدوری غیر منقطع ہے۔ اسی طرح سلطان القلم کی مزدوری غیر منقطع ہے۔ اسیطرح سلطان القلم کے قلم کی مزدوری غیر فانی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کا کیسا احسان ہے کہ جہاں قلم کا نشان دیا اس کے ساتھ ہی اخلاق فاضلہ کا نشان عطا فرمایا تا کہ ظل اصل کے تابع ثابت ہو جاوے براہین احمدیہ میں یہ الہام پچیس برس سے درج ہے۔

"انک لعلیٰ خلق عظیم"

(مارچ ۱۹۰۰ء)

(۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر علیٰ وجہ البصیرۃ ایمان

میں ایک شخص ہوں جو خدا کے لئے اور خدا ہی ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ میں محض راستی کی محبت اور ابتغاء وجہ اللہ کی غرض سے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور میری روح مجھے یقین دلاتی ہے کہ میں اس دعویٰ میں علیٰ وجہ البصیرۃ صادق ہوں اگر مجھے بیت اللہ میں ایک عظیم الشان مجمع کے روبرو کھڑا کر کے رب عرش عظیم کی پرہیبت قسم دلائی جائے تو بھی میں بلند آواز سے کہوں گا کہ میں نے دس برس کے رات دن کے تجربہ اور مشاہدہ اندرونی اور بیرونی واقفیت سے حضرت مرزا صاحب کو ایسا ہی اور اسی طرح صادق اور منجانب اللہ پایا ہے جس طرح اور جس تجربہ سے اور رات دن کی گفتار و کردار کے مشاہدہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صادق اور رسول اللہ پایا اور سمجھا اور پھر استقامت میں ذرا بھی تزلزل نہ آیا خروج دعویٰ میں کوئی نشان نہ تھا۔ کوئی حیرت میں ڈالنے والی تعلیم نہ تھی اور عقل و فطرۃ کو سجدہ میں گرا دینے والی قرآن عظیم کی کوئی پر فصاحت سورۃ نازل ہو چکی اور پڑھی جا چکی تھی جب راہ میں سن کر امام الصادقین والمصدقین رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کو اٹھا اور اس راز کی کلید بجز اسکے کیا ہے کہ ابوبکر صدیق کو دائمی صحبت کے سبب سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا صدق و حق کی سمجھ میں آگئی تھی اسیطرح میں کہوں گا کہ میں نے خلا میں ملا میں گفتار میں کردار میں تحریر میں تقریر میں۔ غرض ہر حال میں دس برس کے دراز اور گہرے تجربہ سے

حضرت مرزا صاحب کو صادق اور مستحق ان دعووں کا پایا جو وہ کرتے ہیں۔

اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کی خدمت میں بیٹھا ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ ہر بات کو میں خدا کے لئے سنتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے نکتہ چینیوں کے اعتراض میں غور کرتا ہوں۔ اور کوئی تعصب مجھے مجبور نہیں کرتا کہ میں باہر کی آواز کی طرف سے کان بہرے کر دوں۔ مگر افسوس ہر ایک مستعجل معترض میں عادۃ صریح ظلم پا کر یقین اور بصیرت میں کل یوم ھو فی شان نمایاں ترقی کرتا ہوں۔ کہ لاریب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح اور مہدی ہیں جو خدا تعالیٰ کے کل راستبازوں کی زبان پر اور آخری نبی خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر موعود ہوئے ہیں (۲۷ر اکتوبر ۱۹۰۰ء)

(۶)

سیرۃ مسیح موعودؑ کے کچھ اور شیون

میں بڑے فخر سے اس بات کو ظاہر کرتا ہوں کہ اس پاک زندگی کا نمونہ ہم میں ہمارے امام ہمام علیہ السلام ہیں۔ یہ ہے ثبوت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کا۔ آپ کے اتباع کی زندہ برکتیں ہر زمانہ میں موجود رہتی ہیں۔ میں اسوقت ایک نازک مقام پہ کھڑا ہوں اگر میں بایں حالت خدا کے گھر میں خدا کی کتاب ہاتھ میں لے کر خدا کے مسیح موعود کے حضور جھوٹ بولتا ہوں۔ تو پھر مجھ سے بڑھ کر لعنتی نہیں ہو سکتا۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ

میں اس برگزیدہ امام کے وجود میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال کو ایسا زندہ دیکھتا ہوں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ دوبارہ خود رسول کریم تشریف لے آئے ہیں۔

مجھے اس دعویٰ کا فخر حاصل ہے - اور میرے دوست جانتے ہیں .... کہ یہ بجا فخر ہے کہ مجھے حضرت امام کی اندرونی زندگی سے زیادہ واقف ہونے کا موقعہ دیا ہے - اور یہی وہ بات ہے جس نے مجھے آپ کی صداقت پر بڑا بھاری یقین دلایا ہے۔

میں نے آپکے ہر معاملہ میں وہ استقامت - وہ وقاری متانت اور سکینت . جمعیت اور طمانیت دیکھی ہے جو صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی۔

ہتھکڑیوں کی دھمکی قتل کے منصوبے - قتل عمد کے جھوٹے مقدمے - کفر کے فتوے ناپاک اور خطرناک گالیوں کے اشتہار اور خطوط آئے - جن کو دیکھ کر اور سن کر انسان کا دماغ پریشان ہو جاتا ہے - اور ایسی ایسی ناسزا باتیں پیش آئیں جو بڑے بڑے متین آدمی کو بھی حیران کر دیتی ہیں - مگر

کبھی دیکھا نہیں گیا کہ حضرت اقدس نے پیشانی پر بل ڈال کر اس اثناء میں کسی کی طرف دیکھا ہو۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بعض اوقات مکدر امور کی وجہ سے اداس ہوا ہوں - مگر حضرت کے پاک اور بشاش چہرے کو دیکھ کر طبیعت ایسی مسرور اور منشرح ہو گئی ہے - گویا بڑے عظیم الشان خوش بخش نظارہ کو دیکھا ہے -

غرض یہ پاک انسان گھر میں بیٹھا ہے جب بھی خوش - اور دوستوں کے درمیان ہے تو خوش و خورم - سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ساتھ مکان کی تلاشی دلا رہا ہے - تو خوش و خورم

اب میں پوچھتا ہوں کہ یہ خلاف عادت فطرت منجانب اللہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی تو کہاں سے آئی۔

تم دیکھو گے کہ جب یہ خدا کا مامور راہ چلتا ہے تو کس طرح پر متانت کے ساتھ نظر بر پشت پا دستہ گویا وقار اور متانت کا ایک پہاڑ ہے - تم نے کبھی نہ دیکھا ہو گا - کہ سنگ فطرت آدمی کبھی جمعیت کے ساتھ ایک رخ کو جاتا ہے - مگر حضرت اقدس ہیں کبھی دائیں بائیں نہیں دیکھتے یہ قوت قلب اور سکینت بتاتی ہے کہ ایک معشوق ذوالجلال ایسا سامنے ہے کہ نگاہ اس سے ہٹتی ہی نہیں ۔ (۱۷ر ستمبر ۱۹۰۵ء)

(عرفانی)

جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ السلام

پاکیزہ سیرت کے چند واقعات

(از قلم صاحبزادہ مولوی عبد الوہاب صاحب عمر)

یہ مضمون اپنے اندر کئی رنگ رکھتا ہے - جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے بعض پہلو اس سے نمایاں ہیں - وہاں حضرت خلیفۃ المسیح اول کی سوانح اور سیرت کے بھی بہت سے پہلو نمایاں ہیں - نیز اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض مکتوبات بھی درج ہو گئے ہیں - الغرض صاحبزادہ عبد الوہاب صاحب نے باوجود اپنی تبلیغی مصروفیتوں کے الحکم کے خاص نمبر کے لئے ایسا اچھا مضمون لکھ کر ارسال فرمایا ہے - میں اسے شکریہ کے ساتھ خاص نمبر میں شائع کر رہا ہوں - (ایڈیٹر)

میرے مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے مجھے ارشاد فرمایا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس سیرت کے کسی پہلو پر جس نے تم پر گہرا اثر کیا ہو کچھ لکھو - میں نے سوچا کہ استدلال و تاثرات کی بجائے حضور علیہ السلام کی سیرت کے واقعات جو مجھے والدہ محترمہ اور دیگر ذرائع سے معلوم ہوئے ہیں لکھدوں چونکہ اول الذکر پہلو سے تو آئندہ نسلیں معلوم کیا کیا موشگافیاں کرینگی - مگر حضور کی سیرت کے سادہ واقعات پیش کر دینے میں جو لطف ہے - وہ کسی اور بات میں کہاں -

حضرت خلیفہ اول رضؓ کی شادی

والدہ محترمہ نے بیان کیا کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی پہلی بیوی سے کوئی نرینہ اولاد زندہ نہ تھی - نکاح ثانی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریک فرمائی اور فرمایا کہ لوگ اچھے گھوڑے کی بھی نسل لے لیتے ہیں میں آپ کو چھوڑ نہیں سکتا - ہماری خواہش ہے کہ آپ کی نسل باقی رہے - نکاح کی تحریک کے لئے حضور نے متعدد خطوط بھی حضرت مولوی صاحب کو تحریر فرمائے - حضور علیہ السلام شادی میں شریک ہونے کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے - نکاح کے متعلق حضور علیہ السلام کے بعض اقتباسات یہاں درج کرتا ہوں :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی اخویم مجذوب بالحق ذوالاحسانات الہیہ سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ جب یہ خاکسار آپکی ملاقات کر کے آیا ہے - تب سے آپکے ہموم و غموم کی نسبت دن رات خیال لگا ہوا ہے - اور میرا دل بڑے یقین سے فتویٰ دیتا ہے - کہ اگر نکاح ثانی کا دلخواہ انتظام ہو جائے - تو یہ امر موجب برکات کثیرہ ہو گا - اور میں امید کرتا ہوں کہ اس سے تمام کسل اور حزن بھی دور ہو گا - اور اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اولاد صالح صاحب عمر و برکت عطا کرے گا - لیکن اہلیہ ایسی چاہیئے جس سے موافقت تامہ کا پہلے سے یقین ہو جائے - نہایت نیک قسمت اور سعید وہ آدمی ہے جس کو اہلیہ صالحہ محبوبہ میسر آوے - جس سے گویا انہیں ایک قسم کا عشق ہو - ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا ایک مشہور واقعہ ہے اور لکھا ہے کہ اسلام میں پہلے وہی محبت ظہور میں آئی سو میں آپکے لئے دعا کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ کو یہ نعمت عطا کرے میرے نزدیک ہر نعمت اکثر نعمتوں کی اصل الاصول ہے - اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کا تقویٰ کا طالب و جویاں ملکہ عاشق و حریص ہوتا ہے اسلئے میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں کا بھرا ہوا ہے - جس میں مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو - اب قصہ کوتاہ یہ کہ اس نعمت کے لئے جلد سے جلد فکر کرنا چاہیئے - اور جو آپنے زبانی فرمایا تھا کہ اپنی برادری میں ایک جگہ زیر نظر ہے اس کی آپ اچھی طرح تحقیق و تفتیش کریں اور بچشم خود دیکھ لیں اور پھر مجھ کو اطلاع دیدیں - اور اگر یہ صورت قابل پسند نہ نکلے - تاہم اطلاع بخشیں - تاکہ جابجا اپنے دوستوں کی معرفت تلاش کی جاوے - الخ

(خاکسار :- غلام احمد از قادیان

۲۲ر فروری ۱۸۸۹ء)

پھر ۲۹ر فروری ۱۸۸۹ء کے ایک مکتوب میں حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"میرے نزدیک یہ امر نہایت ضروری ہے کہ آپ نکاح ثانی کے امر کو سرسری نگاہ سے نہ دیکھیں بلکہ اس کو کسل و حزن کے دور کرنے کے لئے ضروری خیال کریں

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ آپ کو نکاح ثانی سے اولاد صالح بخشے - میرا اس طرف زیادہ خیال نہیں ہے کہ کوئی اہلیہ پڑھی ہوئی ملے - میں یقین کرتا ہوں کہ مرد ہو یا عورت - مگر پاکیزہ ذہن اور فطرت سے عمدہ استعداد رکھتا ہو تو امیت اسکے لئے کوئی بڑی سد راہ نہیں جلدی صحبت سے ضروریات دین سے باخبر ہو سکتا ہے - ضروری امر یہ ہے کہ عفیفہ ہو اور حسن ظاہری بھی رکھتی ہو تو اس سے موافقت اور رغبت پیدا ہو جائے - آپ اس محل زیر نظر میں اچھی طرح تحقیق و تفتیش کریں - اگر حسب دلخواہ

حیات النبی حصہ دوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی حالات

قیمت صرف ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

مینجر اخبار الحکم قادیان دار الامان

نکل آوے تو الحمد للہ ورنہ دوسرے مواضع میں تمام تر جد و جہد تلاش کرنا شروع کیا جاوے۔ بندہ کی طرف سے صرف کوشش ہے۔ اور مطلوب کو میسر کر دینا قادر مطلق کا کام ہے۔ بہرحال اس عالم اسباب میں نیک جد و جہد پر نیک ثمرات مل جاتے ہیں۔ میں نے ابتک کسی دوست کی طرف اس تلاش کے لئے نہیں لکھا۔ کیونکہ آپ کی طرف سے قطعی اور یکطرفہ رائے مجھ کو نہیں ملی اسلئے منتظر ہوں کہ درمیانی خیالات کا جلد تصفیہ کرکے اگر جلد تلاش کی ضرورت پیش آوے تو مجھے اطلاع بخشیں؟

خاکسار غلام احمد از قادیان

اسکے بعد حضرت منشی احمد جان صاحب کی صاحبزادی صغرا بیگم سے نکاح کا فیصلہ ہوا۔ اس نکاح میں اور بھی بہت سی باتیں پیش آئیں۔ مثلاً میرے ماموں پیر افتخار احمد صاحب پکے حنفی خیال کے آدمی تھے اور حضرت مولوی صاحب ابتداء ہی سے وہابیت کی طرف مائل تھے۔ مگر بالآخر یہ سب دقتیں دور ہوگئیں۔ اور آپ کا رشتہ ہوگیا۔ پہلی بیوی نے بہت بڑا منایا۔ اسکی تفصیل حضرت مولوی صاحب کے ان مکتوبات میں موجود ہے جو آپنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تحریر فرمائے۔ میں یہاں یہ بھی ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب مہاراجہ پونچھ کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ مہاراج نے حضرت منشی احمد جان صاحب کی نیکی کی تعریف سنکر ان کو بلوایا تھا۔ حضرت منشی صاحب نے مہاراج کو لکھا کہ

"فقیروں کا امیروں کے دربار میں کیا کام"

اور یہ کہہ کر آنے سے انکار کر دیا۔ حضرت مولوی صاحب نے جب یہ بات سُنی تو آپ پر اس کا بہت گہرا اثر ہوا۔ اور آپنے دعا کی کہ کاش میرا اس شخص سے تعلق ہو جاتے۔ یہ نکاح درحقیقت اس دعا کا نتیجہ تھا۔

نکاح کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی صاحب کو لکھا۔

"عنایت نامہ پہنچکر بہت خوشی ہوئی۔ خدا تعالیٰ آپ میں اور آپ کی نئی بیوی میں اتحاد اور محبت زیادہ کرے اور اولاد صالح بخشے۔ آمین ثم آمین"

حضرت خلیفہ اول رض کی نسبت صدیقیت

حضرت خلیفہ اول رض حضرت عمر رض کی اولاد میں سے تھے۔ ایک واقعہ آپ نے ایک نہایت محبت و گداز میں بھرا ہوا خط حضرت مسیح موعود کو لکھا جس میں دعا کی درخواست کی۔ اور ایک بڑی مالی قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا جس کے آخر میں لکھا "مجھے آپسے نسبت فاروقی ہے" اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو لکھا:۔

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا کمال اخلاص اور غالیت درجہ کی محبت ہے کہ باوجود نہ ہونے روپیہ کے آپ نے قرض لے کر روپیہ بھیجا۔ اور مجھے خارجاً معلوم ہوا ہے کہ پہلے بھی ایک دو مرتبہ آپنے ایسا ہی کیا جزاکم اللہ۔ کما آپ نے لکھا تھا کہ رفاقت اور دوستی میں مجھے آپسے نسبت فاروقی ہے۔ مگر میرے خیال میں آپ کو نسبت صدیقی ہے۔ کیونکہ انشراح صدر سے اپنا مال اور رفاقت فرمانے تک مستعد ہونا نسبت صدیقی تھی"

خاکسار غلام احمد از لدھیانہ۔ محلہ اقبال گنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ لفظ کس طرح پورے ہوئے اور بالآخر خداوند تعالیٰ نے حضرت مولوی صاحب کو حضرت صدیق اکبر کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اول بنایا۔

حضرت مولوی صاحب کی آمد قادیان

حضرت مولوی صاحب وقتاً فوقتاً حضور علیہ السلام سے ملنے کے لئے قادیان آیا کرتے تھے۔ مگر ایک دفعہ جب آئے اور چند دن کے بعد جانے کی اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ۔ پھر ایک دو روز کے بعد پوچھا تو یہی فرمایا ابھی ٹھہر جاؤ۔ حضرت مولوی صاحب پیچھے وطن میں مکان بنوا رہے تھے۔ ایک دو روز کے بعد پھر اجازت مانگی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے الہام کی بناء پر فرمایا کہ:۔

"مولوی صاحب اب وطن کا خیال چھوڑ دیں"۔

حضرت مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد ہم نے وطن کا خیال ایسا ترک کیا پھر کبھی وطن کا خیال آیا ہی نہیں۔ نواب بہاولپور نے بھی ایک دفعہ آپ کو کئی ہزار ایکڑ زمین پیش کی اور بلایا مگر آپنے انکار کر دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ تو کسی اور سرکار کے نوکر ہو چکے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رض فرمایا کرتے تھے:۔

"ایک رات کے لئے بھی قادیان سے جانے کو دل نہیں چاہتا ہم کو تو کوئی ایک رات کے لئے لاکھ روپیہ بھی پیش کرے تو ہم قبول نہ کریں"۔

حضرت مولوی صاحب پھر جب بھی قادیان سے تشریف لے جاتے حضرت مسیح موعود کے حکم سے جاتے ایک دفعہ ایک مریض کے دیکھنے کو حضور علیہ السلام نے بٹالہ جانے کا ارشاد فرمایا۔ اور ساتھ ہی فرمایا

"مولوی صاحب صبح آجائینگے نہ"

حضرت مولوی صاحب شام کے قریب بٹالہ پہنچے۔ مریض کو دیکھا۔ فرمایا میں رات کو ہی واپس جاؤں گا۔ اہل خانہ نے کہا کہ اسوقت سواری کا کوئی انتظام نہیں۔ آپ کل تشریف لے جائیں۔ مگر حضرت مولوی صاحب رات کے اندھیرے میں پیدل ہی روانہ ہوگئے۔ برسات کا موسم تھا کیچڑ میں کپڑے لت پت ہوگئے۔ پانیوں میں سے گذرتے صبح کی نماز میں حضور علیہ السلام کو مل گئے۔ یہی وہ اطاعت ہے جس کی بناء پر حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا" یہ شخص میری پیروی اسطرح کرتا ہے جس طرح نبض دل کی پیروی کرتی ہے۔

حضرت مولوی صاحب سے مشورہ

میں نے سُنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر حضرت مولوی صاحب سے مشورہ پوچھا کرتے تھے مگر آپ قطعاً اپنی تجویز پیش نہ کرتے۔ اور جو کچھ حضرت مسیح موعود فرماتے اس کی تائید کرتے جاتے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے نام خط

ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب پر کوئی ابتلاء پیش آیا۔ آپنے اپنی عام عادت کے مطابق اسکے متعلق خود حضرت مسیح موعود کو کچھ نہ لکھا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو آپسے بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ اور اسی تعلق کی بناء پر حضور علیہ السلام نے ایک تسلی نامہ مولوی عبدالکریم صاحب کو جو اس زمانہ میں کریم بخش کہلاتے تھے لکھا۔ انھوں نے حضرت حکیم الامۃ کو دکھایا:۔

مکرمی اخویم میاں کریم بخش صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ بیشک اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب نہایت قابل تعریف اخلاق سے متخلق ہیں۔ اور مجھ کو ان کے ہر ایک خط دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بفضلہ تعالیٰ ان نادر الوجود مردوں میں سے ہیں۔ جو دنیا میں بہت ہی کم ہیں۔ صفت جوانمردی اور یک رنگی اور خلوص اور وفاداری ہونے کے اور بایں انشراح صدر اور غربت اور فروتنی اور تواضع ایسی ان میں پائی جاتی ہے کہ جس پر درحقیقت ہر ایک مومن کو رشک کرنا چاہیے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء میں خوب جانتا ہوں اور مجھے کامل تجربہ ہے کہ اللہ جل شانہ پر کوئی شخص اپنی صفات میں سبقت نہیں لے جا سکتا۔ اور وہ محسنین کا ہرگز اجر ضائع نہیں کرتا۔ اور ہاں یہ بات ہے کہ درمیانی زمانوں میں ابتلاء کے طور پر کشف خیر میں کچھ توقف ہوتی ہے۔ مگر آخر رحمت الٰہی دستگیری کرتی ہے۔ اور مومن کو چشم گریاں کے ساتھ اس امر کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ربانی نیکی اور رحمت اور مروت اسکی نیکی سے بڑھ کر ہے۔ سو میں دلی اطمینان سے مولوی حکیم نورالدین صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ ہر بات میں امیدوار رحمت الٰہی ہوں خدا تعالیٰ ان کو ضائع نہیں کرے گا۔ وہ جس کے ہاتھ میں سب قدرتیں ہیں۔ نہایت غفور الرحیم ہے۔ وفادار بندے آخر اس سے اپنی مرادیں پاتے ہیں اس کا قدیم سے اپنے خالص بندوں کے لئے یہی قانون قدرت ہے۔ درمیان میں کچھ کچھ خوف و حزن اٹھا کر انجام کار فائز المرام ہوتے ہیں والسلام

غلام احمد از قادیان

۱۴ / مئی ۱۸۸۷ء

حضرت مولوی صاحب حضرت مسیح موعود کے مکان میں

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت حضرت مولوی صاحب قادیان میں ٹھیر گئے تو حضور نے کمال محبت سے اپنے مکان کا ایک حصہ خالی کر دیا۔ اور آپ کو بلایا۔ اور پھر وفات تک کسی دوسر مکان میں جانے نہ دیا۔ بلکہ وفات کے بعد بڑی مشکل سے اپنے مکان میں آئے۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں ہم ابتدائی ایام میں بعض دفعہ اپنے ہاتھ سے مولوی صاحب کے لئے بستر تک بچھا دیا کرتے تھے ہم پر اسقدر احسان اور شفقت فرماتے تھے۔ کہ قبر میں ہماری ہڈیاں بھی ان کے احسانوں کو یاد کرینگی۔

والدہ صاحبہ کو نصیحت

والدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نصیحت کیا کرتے تھے۔ کہ مولوی صاحب بہت قیمتی وجود ہیں۔ اور مجھے بہت عزیز ہیں۔ ان کی خوشی اور آرام کا خیال رکھا کرو۔ وفات سے دو تین ماہ پہلے مجھے کہہ دیا کہ میں بائیس ۲۲ روپے ماہوار تمہیں دیا کروں گا۔ حضرت مولوی صاحب

دین کی خدمت کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے اس رقم کا ذکر مولوی صاحب سے نہیں کیا۔ کہ شاید وہ نہ مانیں یا پسند نہ کریں۔ لوگ تحفے پھل وغیرہ بھیجتے تھے۔ حضور اس میں سے کچھ حصہ نکال کر سب سے پہلے ہم کو بھیجدیتے تھے۔

حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی خلافت کے کئی سال بعد تک یہ ہی طریق جاری رکھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے لئے دو سیر روزانہ دودھ بھی مقرر کیا ہوا تھا

فیاضی اور غربا سے ہمدردی

والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضور علیہ السلام غربا کے ساتھ بے انتہا ہمدردی فرمایا کرتے تھے! بعض بالکل ناواقف غیر احمدی آتے اور بتلاتے کہ فلاں مرد یا عورت کو غشی کی مرض ہے۔ یا کسی بچہ کو ام الصبیان ہے۔ یا کسی عورت کو کمزوری رحم ہے تو حضور فرماتے مجھ سے کستوری لے جاؤ۔ اور اتنی مقدار میں دیتے کہ کوئی سونف یا اجوائن بھی اسطرح نہیں دیتا۔ حضور علاج کے لئے دودھ اور یخنی استعمال کیا کرتے تھے۔ مگر اگر کسی کا بچہ رو پڑتا تو سالن کا سارا پیالہ اُسے دیدیتے

تعلق باللہ اور نماز کا خیال

والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام باوجود کمزوری صحت کے سخت محنت فرماتے۔ اور ہر وقت تصنیف کے کام میں مشغول رہتے۔ اس زمانہ میں اڈیپنڈنٹ تو تھے نہیں۔ کمرے کے دونوں طرف دواتیں رکھی ہوتیں۔ ٹہلتے جاتے اور لکھتے جاتے۔ اور جس طرف جاتے دوات میں قلم ڈبو لیتے۔ سوائے تصنیف اور نماز کے کوئی خیال نہ ہوتا۔ ماں جی ملازمہ تھی۔ بعض دفعہ نماز میں ابھی ایک گھنٹہ ہوتا۔ مگر گھبرا کر پوچھتے ماں جی نماز کا وقت تو نہیں ہو گیا۔

والدہ صاحبہ کی باریک نظر

ہماری والدہ صاحبہ بے حد باریک بین ہیں مجھے اپنا تجربہ ہے کہ اپنا چھوٹا سے چھوٹا نقص بھی میں کبھی ان سے چھپا نہیں سکا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں کئی سال حضرت مسیح موعودؑ کے مکان میں رہی۔ اور خوب حضرت مسیح موعود کی زندگی کا مطالعہ کیا۔ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتی ہوں کہ کبھی کوئی خفیف سا خفیف نقص بھی مجھے نظر نہیں آیا

عاجز عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ کی طبیعت کے بیش نظر ان کی اس شہادت سے میرا ایمان حضرت مسیح موعود پر جس قدر بڑھا۔ ہزار دلائل سے بھی کبھی نہیں بڑھا۔ میرے اطمینان قلب کے لئے تو حضرت مسیح علیہ السلام کی صداقت کے لئے یہی سب سے بڑی دلیل ہے

(عبد الوہاب عمر خلف حضرت خلیفہ اول رضؓ)

شان حَکَم عدل کی

(خامہ اثر:- جناب سید ابو الحسن صاحب قدسی)

ترے نظارۂ رخ میں ہزاروں دل تڑپتے ہیں
جبیں ہیں مہر و مہ گویا صداقت کے چمکتے ہیں
مبارک تجھکو سلطان القلم ہو فتح کا سہرا
گراتا خرمن باطل پہ بجلی ہے قلم تیرا
سراسر پیکرِ حلم و حیا نورِ خدا تو ہے
بروزِ مصطفیٰ تو اور خورشیدِ ہدیٰ تو ہے
ترے ہر کام میں آتا نظر ہے ہاتھ قدرت کا
خدا کی نصرتیں پیہم نشاں تیری صداقت کا
تری تقریر سے ہوتی ہے پیدا روح ایماں کی
تری تقریر میں تاثیر ہے اعجازِ قرآں کی
حقیقت مذہب اسلام کی پھر تو نے بتلائی
رسول اللہ کی عظمت دلوں میں تو نے بٹھلائی
جنھیں نفرت تھی حق سے اور تھے جو دین سے غافل
کئی ہیں ان میں سے جو ہو گئے اسلام کے قائل
وہ دل محروم حق ہے جو عداوت تجھسے رکھتا ہے
ترا دشمن خدا سے برسرِ پیکار ہوتا ہے
بنو منکر نہ لوگو جب حقیقت ہو گئی ظاہر
ذرا انجام کو سوچو تمھیں مرنا بھی ہے آخر
گھٹا چھائی تھی اس سے پہلے سب دنیا پہ ظلمت کی
مسلمانوں پہ آئی تھی مصیبت سخت غربت کی
ضروری تھا سو ایسے وقت میں مامور کا آنا
جو دنیا کو خدا کے نور کا اک جلوہ دکھلاتا
حَکَم ہو کر مسیح و مہدی دوران آیا ہے
زمانہ کا تقاضا ہے خدا کا بھی یہ منشا ہے
خدا کی وحی سے جھگڑے مذاہب کے مٹائے سب
مسائل میں نہ کوئی عقدۂ مشکل رہا ہے اب
جہان تیرہ کو روشن کیا شمع ہدایت سے
اٹھایا ملتِ اسلام کو قعرِ مذلت سے

مسیحا! ایک ادائے ناز سے روحوں کو تڑپا دے
دم قدسی ترا وہ ہے جو مُردوں کو بھی گرما دے

قدسی

حیات احمد حصہ اوّل (یعنی حیات النبی کا حصہ سوم) جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پیدائش سے لے کر زندگی بھر کے حالات۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)
ملنے کا پتہ منیجر الحکم بکڈپو قادیان

دار الامان قادیان آج سے تیس ۳۰ سال پہلے

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

ہم غفارا کے یکہ پر قادیان دار الامان پہنچے ایک بڑ کے نیچے ہمیں اُتار دیا گیا۔ وہاں اپنا اسباب سنبھالا۔ اور مسجد اقصیٰ کا رستہ پوچھا۔ ساتھ ہی ایک بازار تھا۔ جو آجکل رونق پر نہیں ہے اس سے گذر کر ہم چوک میں پہنچے۔ تو اذان کی دلربا آواز نے ہمیں بتا دیا کہ مسجد اقصیٰ یہی ہے۔ وہاں سے مہمان خانہ میں لائے گئے۔ سید احمد نور کے بھائی سید صاحب نور ان دنوں زندہ تھے۔ (میرے سامنے ہی حضرت مسیح موعود کے ایک الہام مشتہر پیشگوئی موت فجاءۃ کے مطابق فوت ہو گئے)

مہمان خانہ کے ساتھ ایک دکان سی تھی اس میں بود و باش تھی۔ لنگر خانہ دفتر طبع و اشاعت کے سامنے والے مکان میں تھا۔ بہت ہی مختصر۔ میں دائم المریض تو تھا ہی۔ سفر کی کوفت سے مجھے خفیف سی حرارت ہو گئی حضرت حکیم الامۃ مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ خود دریافت حالات کے لئے تشریف لائے ایک قدح آلو بخارا وغیرہ کا رکھ دیا گیا جس کا آب زلال میرے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے گھر سے ہمیں بستر بھجوایا۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے پلاؤ بھیجا۔ اس طرح سلسلہ کے بزرگ روزانہ مہمان خانہ میں آکر مہمان نوازی کا فریضہ ادا کرتے رہتے۔ اور پرسش حال کے بعد مہمان کی خاطر و تواضع میں حصہ لیتے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء اسی جگہ پڑھتے تھے۔ جہاں آجکل مدرسہ احمدیہ کے طلباء ہیں ہم ایک کمرے میں داخل ہوئے جہاں لیکچر ہو رہے تھے ہمارے مکرم شیخ عبد الرحمٰن صاحب فاضل مصری نے نہایت اعلیٰ تقریر کی اور میں دنگ رہ گیا۔ جناب الحاج مولانا عبد الرحیم صاحب نیر صدر نشین بزم تھے ہمیں ہر قسم کی معلومات بہم پہنچائیں۔ اور تقاریر پر بڑا اچھا تبصرہ کرکے ہمارے علم و ایمان میں اضافہ فرمایا

ہم نے پنڈت سومراج وغیرہ مشہور چھتنگ والوں سے بھی ملاقات کی۔ اور لالہ ملاوا مل سے بھی ملے۔ لالہ بسکھرام ایک پیرانہ تھے۔ اور اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شاگرد بتلاتے تھے۔ اور ثبوت کلمہ طیبہ اور سورۃ الحمد مع ترجمہ پڑھ کر سنایا کرتے تھے

بورڈنگ میں بھائی محمود احمد صاحب اور ایسے کئی طلباء کا نمونہ نہایت روح پرور ایمان افزا تھا۔ یہ طلباء بڑے التزام کے ساتھ نماز تہجد کے لئے بیدار ہوتے۔ مسجد مبارک کا صرف ابتدائی حصہ تھا جو گلی پر مسقف تھا۔ ایک صف میں ۵ اور بڑی مشکل سے ۶ آدمی آجاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر سے کچھ پہلے تشریف لاکر بیٹھ جاتے اور باہر سے آنیوالے مہمان انفاس طیبہ سے مستفیض ہوتے حضور کی عادت مبارک تھی کہ پگڑی کے شملے سے اپنے لب ہائے مبارک کو ڈھانپ لیتے۔ اور کبھی تو کسی تازہ وحی یا تازہ نشان کا ذکر فرما کر اس پر تقریر شروع فرما دیتے اور کبھی کسی کے سوال پر سلسلہ تقریر شروع ہو جاتا۔ اگر خاموش بیٹھتے تو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد سبحان اللہ زبان مبارک سے فرماتے میں نے خود کئی بار سنا۔ آپ کی نگاہیں ہمیشہ نیچی رہتیں۔ اور کبھی کبھی بحالت خاص آنکھیں اوپر اٹھتیں تو ان میں ایک خاص چمک محسوس ہوتی۔ میں اس نظارہ کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

مجلس میں اپنے وابستگان دامن کا نام ہمیشہ عزت سے لیتے اور عموماً "آپ" سے خطاب فرماتے صبح ۸ - ۹ بجے سیر کے لئے بھی تشریف لے جاتے جو ان دنوں عموماً بسراوا کے رستہ پر ہوتا تھا۔ اور میں اب دیکھتا ہوں کہ جدھر جدھر قدم مبارک پڑے ہیں ادھر ادھر اب آبادی ہی آبادی ہے۔ یہ سب حضور کے قدموں کی برکت ہے۔

حضرت مولانا نور الدین صاحب کا حلقہ درس خصوصیت سے مرجع خلق تھا۔ آپ مطب فرماتے تو زبان مبارک سے عموماً کوئی نہ کوئی نکتۂ معرفت بیان کرتے جاتے۔ اس کے بعد مختلف کتب کا درس ہوتا۔ صحیح بخاری کے درس میں اچھی خاصی رونق ہو جاتی۔ مجھے تو جب کسی مضمون کی ضرورت ہوتی کچھ دیکھنے اس محفل مقدس میں جا بیٹھتا اور اپنا دامن مراد بھر لاتا

ان دنوں مکانوں کی بہت قلت تھی اور ایک ایک مکان میں چادر یا ٹاٹ کے پردوں سے کئی کئی اہل بیت گذارہ کرتے تھے۔

بستی میں بھی کئی مکان کرایہ پر لئے جاتے تھے مگر کچھ مخالفت اور اجنبیت کی وجہ سے اور کچھ اسلئے کہ ان میں نہ تو روشنی ورنہ ہوا کا بندوبست تھا۔ اور نہ گنجائش بہت دقت پیش آتی رہتی تھی۔ مگر جو کچھ ملتا تھا باغ عدن کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا تھا اسوقت موجودہ حالات کے مطابق ضروریات کا تو کیا ذکر نہایت ضروری اشیاء بھی یہاں کے بازار سے نہیں ملتی تھیں — ہمارے دیکھتے دیکھتے ہی خدا تعالیٰ نے جہاں یاتون من کل فج عمیق کا نظارہ دکھایا اور ہر ملک اور قوم کی سعید روحوں کو یہاں جمع فرما دیا وہاں ہی یاتیک من کل فج عمیق کے ماتحت ہر ضروری آرام دہ چیز کو ہمارے لئے مہیا فرما دیا۔

اب تو موٹر ہیں۔ ریل ہے۔ تار ہے۔ بجلی آرہی ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ جو مزا یکہ کے دھکوں میں تھا۔ اس کی قدر بھی وہی کچھ جانتے ہیں جن کو ایسے مواقع پیش آچکے ہیں۔ اب یکے ایسے معدوم ہوئے کہ پچھلے دنوں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو یکے کی تصویر کی ضرورت تھی تو اس طرز کا یکہ نہیں ملتا تھا۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں سواری کرنی پڑتی تھی۔

(اکمل)

در فراق قادیان

از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن

آہ! وہ دار الامان قادیاں
قادیاں جنت نشان قادیاں

کھب گئی دل میں ہر ایک اس کی ادا
بس گئی آنکھوں میں شان قادیاں

نعمت ایماں ہے عرفاں ملے
عرش سے اترا ہے خوان قادیاں

عشق مولیٰ میں ہر ایک رنگین ہے
جو بھی ہے پیر و جوان قادیاں

توتیائے چشم ہے میرے لئے
خاکپائے ساکنان قادیاں

کر رہے ہیں جان و دل کو بے قرار
نغمہ ہائے بلبلان قادیاں

جی کو تڑپاتی ہے اب پھر بہت
یاد یار مہربان قادیاں

پھر وہی رستہ مری آنکھوں میں ہے
جس پہ ہے نہر روان قادیاں

بوئے کوئے یار پھر آنے لگی
ہے مہکتا بوستان قادیاں

یاد آتا ہی جمال روئے دوست
سرور خوبان و جان قادیاں

وہ بھی دن ہونگے کبھی پھر نصیب
میں ہوں اور ہو آستان قادیاں

پھر میں دیکھوں کوچہ دلدار کو
پھر بنوں میں مہمان قادیاں

یاد آتا ہے بہشتی مقبرہ
سو رہے ہیں عاشقان قادیاں

جاں فدا کردوں مزار یار پر
گوہر شب تاب کان قادیاں

یعنی وہ جو چودھویں کے چاند تھے
مہدی آخر زمان قادیاں

وارث تخت شہنشاہ رسل
مورث نسل شہان قادیاں

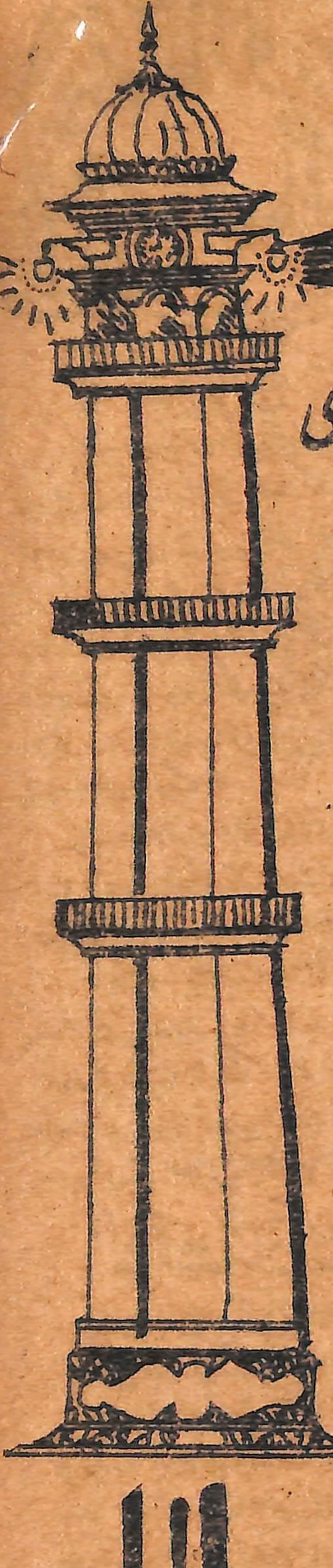

منارۃ البیضائے مسیح قادیان

از قلم — قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی اے سرحدی

توکہ انگشتِ شہادت کی طرح استادہ ہے
آسماں قدموں میں تیرے گرنے پر آمادہ ہے
کوکب و خورشید شمعوں کے تری پروانے ہیں
مشتری اور زہرۂ گردوں ترے دیوانے ہیں
کنگروں پر بیٹھ کر تیرے فرشتے صبح و شام
دیتے ہیں اہلِ نظر کو امن و اماں کا پیام
سرزمینِ قادیاں میں مثلِ نخلِ طور ہے
تو سراپا نور ہے ہاں تو سراپا نور ہے
بام تیرا ہے تخیل سے مرے بڑھ کر بلند
فکرِ شاعر کی پہنچتی ہے نہیں واں تک کمند

خندہ زن ہے تیری رفعت پستیِ اقوام پر
برق زن ہے نور تیرا ہستیِ اوہام پر

مصطفےؐ کی آنکھ نے دیکھا تھا جس خورشید کو
اور ترستی آنکھ ظلمت کی تھی جس کی دید کو
بام پر تیرے ہوا جلوہ نما وہ آفتاب
آہ! لیکن آنکھ ظلمت کی ہے اک محوِ خواب
کسطرح ان کو جگائے کوئی ان کے خواب سے
کسطرح کوئی نکالے ان کو اس گرداب سے
آہ کیا انجام ہوگا ان کا مجھ کو غم ہے یہ
دو جہاں میں ذلت و رسوائی ہو تو کم ہے یہ
صاف باطن کے لئے نظارہ ہے تیرا نشاں
دیدۂ ظاہر پرست اب تک ہے مغلوبِ گماں

دیدۂ خفاش ہے محرومِ نورِ آفتاب
چشمِ نابینا سے ہے مستور حسنِ بے حجاب

گلستاں میں آگیا بادِ بہاری کا پیام
ساقیِ گل خندہ لب محفل میں ہے آتش بجام
قمریاں شاخِ صنوبر پر ہوئی ہیں نغمہ سنج
اور عنادل کی چہک کرتی ہے استیصالِ رنج
شاخِ نازک مستی میں لیتی ہے سو انگڑائیاں
ہر لبِ غنچہ کرتا ہے دنیا میں آرائیاں
اسقدر نظارہ ہے مجذوبِ تصویرِ جمال
چشمِ نرگس کو ہوئی ہے جنبشِ مژگاں محال
بوم اور خفاش کو نظارہ سے ہے کیا غرض
بڑھتا ہے سو سو طرح سے انکی وحشت کا مرض

چبھتی ہے ان کو کرن خارِ مغیلاں کی طرح
نور سے نفرت ہے ان کے دل کو ارماں کیطرح

نغمۂ شیریں بلبل فصلِ گل کی ہے دلیل
اور صحرا میں نشانِ کارواں بانگِ رحیل
ہستیِ مے پر ہے شاہد کسوتِ مینائے سرخ
سوزِ پروانہ ہے غمازِ گلِ سینائے سرخ

اور تو ہے تا بقائے گردشِ لیل و نہار
"مہدیِ اُمت کی سطوت کا نشانِ پائدار"

قصرِ الحمرا ہے عبرت دیدۂ سیار کو
اور فراموشی نے ڈھانپا آج کی مینار کو
حوضِ گستنی غوطہ زن ہے آبِ استعجاب میں
دستِ قدرت نے ہے ڈالا اسکو کس گرداب میں
جامعِ قسطنطنیہ فاتحِ اعظم کی یاد
عظمتِ پارینہ اسکو کہہ گئی ہے خیر باد
اک نشاں ہے قسمتِ برگشتہ کا اہرامِ مصر
کسقدر دیکھے ہیں اب تک جلوہ ہائے بامِ مصر
اے کہ تیرے سامنے ہے سرنگوں بامِ فلک
رہتے ہیں تیری حفاظت کو سدا حاضر ملک
یورشِ ایام کا تجھ پر اثر کچھ بھی نہیں
تجھ کو مٹ کر خاک ہونے کا خطر کچھ بھی نہیں

"تیری شمعوں سے تجلی راہ پیما کو رہے"
حسن تیرا منظرِ خوش چشمِ بینا کو رہے

پرانا اور نیا اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مولانا الحاج عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ اسلام کے قلم سے

بعثت ثانی

انسانی طبائع میں محبوب کی واپسی کی ہوس ہے اور محبت کا جذبہ متقاضی ہے کہ محبت کرنے والا، تسلی دینے والا، نکر کہدے کہ "میں پھر آؤں گا"۔ بچوں کی لوریوں میں مغربی مائیں گاتی ہیں "چاندی کے سے بادبان مغربی پانیوں پر نکل آئے ہیں اور اب ننھے کے ابا اپنے آشیانہ میں آ جائیں گے"! اور سفر پر جانیوالا باپ دنیا بھر میں کہتا ہے۔ "گھبراؤ مت میں جلدی آؤں گا"۔

یہی اثر عالم روحانی میں ہے۔ موسیٰؑ نے خدا سے اپنے جیسے نبی کو برپا کئے جانے کی تسلی بخش خبر پالی اور مسیح نے پھر آنے کا وعدہ کر دیا۔

سرکار دو عالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر دی اور اشاروں میں کہدیا کہ گھبراؤ مت ہم خود بھی آ جائینگے۔ غرض ذات انسانی کا تقاضا ہے کہ وہ محسن و محبوب کو پھر دیکھنے کی متمنی ہے اور اس کے مطابق بعثت ثانی کا مسئلہ ہے

بعثت ثانی کا مفہوم

کافر و مومن میں ایک فرق یہ ہے کہ اول الذکر الفاظ کی پرستش کرتا ہے اور ہوائے نفس کا تابع ہو جاتا ہے۔ اور موخر الذکر کو علم کی روشنی میں قشر کی بجائے مغز کو لیتا ہے اور الفاظ کی بجائے معانی سے مستفیض ہوتا۔ اور اپنی خواہش کو ترک کرکے خدا کے پیغام پر توجہ دیتا ہے

یہود نے مسیح کا انکار اسلئے کیا کہ اُن کی کتابوں میں الیاس کا آسمان سے اُترنا مسیح کا یہودیوں کو داؤدؑ کی سلطنت بخشنا۔ اور پر جلال بادشاہ ہو کر آنا لکھا تھا۔ مگر حضرت ابن مریم کی بادشاہت محض روحانی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہود اب تک دیوار گریہ کے ساتھ کھڑا ہو کر "مسیح" کو پکارتا ہے اور روتا ہے۔ اسرائیل کی مصیبت پر آنسو بہاتا ہے اور اپنے مفروضہ بادشاہ کو بلاتا ہے۔ مگر مسیحی ایمان کی روشنی سے منور ہوا حضرت ابن مریمؑ پر ایمان لایا۔ اس نے الیاس کی بعثت ثانی یوحنا میں دیکھ لی۔ لفظ پرست نہ بنا معنی کا مطیع ہوا۔

گو مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح کی آمد ثانی کے متعلق یہود کی غلطی کا مرتکب ہوا۔ مسلمان مسیحی سے ایک قدم آگے بڑھا اس نے فاران سے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آنے کا جلوہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں تسلیم کیا۔ مگر ابن مریمؑ کی آمد ثانی کے چکر میں یہود کے کعبہ کفر کا طواف کرنے لگا۔

احمدی اور غیر احمدی

ہر احمدی اور غیر احمدی میں یہودی و مسیحی کا سا فرق ہو گیا۔ ایک لفظ پرست ہے۔ اور آخری زمانہ کی تمام پیشگوئیوں کو جو بعثت ثانی سے تعلق رکھتی ہیں الفاظ کے مطابق ظہور پذیر ہوتے دیکھنے کا خواہشمند ہے اور دوسرا ایمان کی روشنی میں الفاظ کا مفہوم اور استعارات کا مطلب سمجھتا ہے۔ ایک دنیوی بادشاہت کفار سے جہاد سیف کے خواب دیکھتا ہے۔ اور دوسرا پہلے مسیح کی آمد میں تمام پیشگوئیوں کا حل پا کر احمد مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہے

شیخ سنوسی

مینے شیخ سنوسی صاحب سے مکہ معظمہ میں دریافت کیا کہ (شیخ صاحب کے صاحبزادے و خلیفہ جو اطالوی ہاتھوں سے قتل ہو چکے ہیں) آیا آخری زمانہ کی پیشگوئیاں کی نسبت آپ لفظاً لفظاً پورا ہونے پر یقین رکھتے ہیں یا اُن کو استعارات سمجھ کر ان کا معناً پورا ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں؟ صاحب موصوف نے جواب دیا "لفظاً لفظاً" اس سوال و جواب کا مطلب یہ تھا کہ آیا مہدی مسیح آکر تلوار سے اشاعت اسلام اور کفار پر جہاد کرینگے اور دجال یاجوج ماجوج دابۃ الارض کی تاویل و تعبیر ہو گی۔ یا یہ پیشگوئیاں لفظوں کے مطابق پوری ہونگی۔ اور جواب یہ تھا کہ ہم لڑیں گے۔ جہاد کریں گے دجال بڑا کانا جن آئے گا۔ اُسے قتل کیا جائے گا وغیرہ وغیرہ

پرانا اور نیا اسلام

اب مسلمان اسقدر یہودی عقیدہ کا شکار ہو چکے ہیں اسرائیلیات نے اُن پر اسقدر اثر جما لیا ہے کہ ع

"مسلماں را مسلماں باز کردند"

کے سوا چارہ نہیں۔ پہلے مسیح نے فرمایا کہ "میں تو جو کچھ کھویا جا چکا ہے اُسے تلاش کرنے اور بچانے کے لئے آیا ہوں"۔ یہی مقصد دوسرے مسیح کا ہے۔ اور موجودہ مسلمان قرآن پاک کی تعلیم سے اسقدر دور ہو چکا ہے کہ حاملین قرآن پیروان مسیح موعود جب آسمان سے دوبارہ واپس لائے ہوئے قرآن کو پیش کرتے ہیں تو دنیا کہتی ہے کہ یہ اسلام نیا ہے

پیرس میں ایک کانفرنس مذاہب پر حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں احمدی نمائندے کے مضمون پر لوگوں نے کہا "یہ نیا اسلام ہے"۔

کانفرنس مذاہب لندن ۱۹۲۴ء میں سر تھیوڈور ماریسن نے خطبہ صدارت میں احمدیت کی طرف اشارہ کرکے کہا

"میں خوش قسمت ہوں کہ میں زندگی میں اسلام کے اندر ایک امن پسند تحریک دیکھتا ہوں"۔

"اسلم ورلڈ" قاہرہ بابت مارچ ۱۹۳۵ء میں "پرانا نیا اسلام" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اور مضمون نگار مسلمانوں کی اصلاحی کوششوں کو نیا اسلام قرار دیتا ہے۔ اور پرانے اور نئے اسلام میں سب سے بڑا امتیاز انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے حوالہ سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ "جہاد کی تعلیم کو ترک کر دینے سے اسلام سے بالکل دست برداری لازم آتی ہے"۔ اور پرانا اسلام یہ ہے کہ نعرۂ اللہ اکبر کے ساتھ کافروں کا قتل عام اور اُن کے اموال و متاع کا لوٹنا اور اُن کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا" شروع ہو جانا چاہیئے۔

یہ خیال محض دشمن کا حملہ نہیں بلکہ مسلمان علماء کے عقیدہ اور مسلمان سلطنتوں کے عمل درآمد کے مطابق ہے

مجھ سے حج کو جاتے ہوئے ایک سُنی مولوی صاحب نے اور بعد میں ایک شیعہ عالم نے اس کے متعلق دل کھول کر گفتگو کی اور اپنے ایمان کا اظہار کیا کہ کفار کی اطاعت عارضی اور مجبوراً ہے۔ اور ایک خاتون نے کشتی میں مجھ سے کہا:۔

"آپ کے حضرت نے کتنے کافر قتل کئے ہیں کہ ہم اُن کو مہدی تسلیم کریں"

احمدیت حقیقی اسلام ہے

چونکہ حق ہمیشہ نقطۂ وسطی پر ہوتا ہے۔ انتہائی نقاط حقیقت سے دور ہوتے ہیں اسیطرح پرانے علماء اور اُن کے ہم عقائد کافروں کو قتل کرنے کا مذہب رکھنے والے سیاستیں غلطی پر ہیں۔

جو مذہب خدا کی مخلوق پر ظلم و جبر کی تعلیم دیتا ہے اُس کا نام اسلام (صلح و امن) نہیں ہو سکتا۔ اور جو لوگ جہاد کا مطلق انکار کرتے ہیں۔ وہ بھی غلطی پر ہیں۔ جہاد کی تعلیم اسلام نے دی ہے۔ مگر جہاد بالسیف صرف ضرورت کے وقت جائز ہے جس طرح کثرت ازدواج۔ طلاق و غلامی ضرورت کیوقت بطور ضروری برائیاں Necessary evils کے جائز ہیں۔ اسیطرح کشت و خون کی مجبوری کیوقت بطور اندفاع اجازت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے "پرانے اسلام کا منظر دکھایا۔ اور حضورؐ نے اپنی امت کو یہود کے مثل دیکھ کر مسیح کی آمد کی خبر دی اور فرمایا کہ خون آشام غارت پسند غازیوں کو بدلے گا اور یضع الحرب یعنی دین کی تمام جنگوں کا اختتام کر دے گا۔ اور جنگ و قتال کو دین کی اشاعت کے لئے حرام کر دے گا۔ اسلئے مسیح موعودؑ نے آ کر حکم دیا ہے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

پس حقیقی اسلام ہر دو خیالات کے بین بین ہے۔ خونی مہدی کی آمد کا عقیدہ۔ تلوار سے جبراً مسلمان کرنے والا جہاد اسلام میں جائز نہیں۔ اور نہ ہی جہاد سے مطلق انکار ہے۔ احمدیت حقیقی اسلام ہے۔ اور مسیح موعود تعلیم دیتے ہیں کہ اب نفس کو قابو کر کے جہاد سے اسے مغلوب کر کے اموال اور نفوس سے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرو۔

مسیح موعودؑ کا پیغام

کشت و خون کی تعلیم۔ لوٹ و غارت گری و شہوت و لغویات کی عادی قوم کو جو ملاازم اور جھوٹی اور جاہلانہ تفاسیر کے بوجھ سے لدی ہی تھی ایک ہادی کی ضرورت تھی۔ اسے اللہ نے بھیجا اور پرانے اور نئے اسلام کا نقشہ اس کے سامنے اسطرح کھینچا:۔

آپ نے ایک پھلدار درخت دیکھا جس پر بیل چڑھ گئی تھی اور اسے اسقدر ڈھانپ اور جکڑ لیا تھا کہ اس درخت کی شکل نظر نہ آتی تھی۔ اس نے پھل توکیا دینا تھا وہ خشک ہو رہا تھا۔ تب خدا کے فرشتے نے آپکے دست مبارک میں ایک درانتی دی اور کہا کہ اس بیل کو کاٹ ڈالو۔ آپ نے اس بیل کو کاٹ ڈالا۔ اور پھلدار درخت نمودار ہوا۔ تب خداوند خدا محمد رسول اللہ کے رب العلمین کے فرشتے نے کہا کہ یہ درخت اسلام کا درخت ہے اور بیل اس کی طرف منسوب کئے ہوئے عقائد ہیں۔ آپنے ان کو کاٹ کر اصل ثمر اور شجر کی شکل ظاہر کر دی اور اس کے ثمر دنیا کو پہنچانے ہیں۔ یہ ہادی مسیح موعود۔ بیل پرانا اسلام۔ اور بیل سے نجات یافتہ ثمردار درخت نیا اسلام احمدیت ہے۔

ایک اور مثال ہے جس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے دیکھو اسلام کا شاندار محل اس آقا نے تیار کر کے دیا جو ماضی و حال اور مستقبل کو جانتا ہے۔ مگر محل کے رہنے والے نادان بچوں نے کوئلہ کی لکیریں کھینچ کر سفیدی خراب کر دی اور خون کے دھبے تمام دیواروں میں لگا دیئے چھت میں سوراخ اور فرش میں گڑھے پیدا کر دیئے تب آقا نے پھر سے صفائی کرائی اور صحیح و سالم دیواروں اور بنیادوں کو چھوڑ کر دیواروں پر سفیدی چھت و فرش کی مرمت کرائی پرانا اسلام خراب شدہ اور نیا اسلام حقیقی اسلام صفائی کردہ محل ہے جس کا نام احمدیت ہے۔ آقا وہی ہیں جو پہلے محمد موسیٰ موعود صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر آئے اور اب احمد مسیح موعود ہو کر نمودار ہوئے اور فرمایا:۔

**مبارک وہ جو مجھے قبول
کرتا ہے اور بد قسمت ہے وہ
جو مجھ سے دور رہتا ہے کیونکہ
میرے بغیر سب تاریکی ہے**

(مسیح موعودؑ)

اللھم صل علی محمد و
علی عبدہ المسیح الموعود
وبارک وسلم

اے رُدّر گوپال تیری مہا گیتا میں لکھی ہے

(نتیجۂ فکر جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم)

نین رسیلے چھب متوالی   سج دھج شری مہا ورالی   سندر چال اور ڈھال
براجے منموہن گیو پال

اُترے آکر بیاس کنارے   روپ مسلمانوں کا دھارے   کاٹا جگ کا کال
براجے منموہن گیو پال

بھولی بسری گئوئیں ساری   بھاگی آئیں ماری ماری   بنسی کی سن تال
براجے منموہن گیو پال

بھگتوں کو دی پریم سکھشا   دکھیوں کو آنند کی بھکشا   بن کر دین دیال
براجے منموہن گیو پال

پورے ہوئے ہیں لکھشن سارے   گرہن لگے اور ٹوٹے تارے   مری۔ کال۔ بھونچال
براجے منموہن گیو پال

دکھیارے سب کھوٹے چھوٹے   پاپوں کے بندھن سب ٹوٹے   دور ہوئے جنجال
براجے منموہن گیو پال

نارائن کی لگن لگا کر   من میں پریم کی جوت لگا کر   جیون دیا اجیال
براجے منموہن گیو پال

جن کی مہما ہے گیتا میں   چکر سدرشن ہاتھ میں ہیں   بدھ کینا دجال
براجے منموہن گیو پال

شری غلام احمد گردھاری   گورو جگت کے کرشن مراری   سب کو کیا نہال
براجے منموہن گیو پال

گاتے ہیں سنک سیں سارے   سورج چاند ستارے تارے   دھرتی اور پاتال
براجے منموہن گیو پال

یہ تسنیم برہ کا مارا   پاپوں میں ہے گھرا بچارا   لینا اسے سنبھال
براجے منموہن گیو پال

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصوف

از جناب مولانا مولوی
جلال الدین صاحب
شمس مولوی فاضل
مبلغ بلاد اسلامیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح زندگی پر غور کرنے سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی زندگی حقیقی تصوف کا نمونہ تھی۔ اور آپ اُن لوگوں میں سے تھے جو خدا کے ہو جاتے ہیں۔ اور جو دنیوی اسباب اور تدابیر کو ایک حد تک تو اختیار کرتے ہیں۔ لیکن اپنے نفع اور ضرر کا مالک سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں سمجھتے۔ نہ اپنے نفس کو۔ نہ اسباب و تدابیر کو۔ ان کے دل میں وہم بھی نہیں گذرتا کہ ظاہری اسباب یا تدابیر ہمیں کچھ نفع یا ضرر پہنچا سکتی ہیں۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور معاملہ تقدیر میں اپنے آپ کو مردہ بدست زندہ بنا لیتے ہیں۔ مشکلات اور مصائب کے وقت جبکہ ایک دنیا دار انسان گھبرا اُٹھتا ہے اور حصول کامیابی کے لئے اپنی تدابیر کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ اپنے قادر خدا کی قدرت پر کامل یقین رکھتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ اور اگر ہمیں کوئی مصیبت پہنچے گی تو وہ ہماری ترقی درجات کا موجب ہوگی۔ اسلئے وہ اپنے مولا کی طرف سے آئی ہوئی مصیبت پر بھی دل میں خوشی محسوس کرتے ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ذرّے سے بھی حقیر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں" (انوار الاسلام ص۲۳)

اور اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اور اس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے" (کشتی نوح ص۱۱)

بایزید بسطامیؒ اور حضرت مسیح موعودؑ

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں لکھتے ہیں کہ بایزید بسطامی رح سے کسی نے دریافت کیا ؎

ما التصوف! قال وجدان الفرح
فی الفؤاد عند اتیان الترح

کہ تصوف کیا چیز ہے؟ تو بایزید نے جواب دیا کہ:۔ "تصوف مصیبت کے نزول کے وقت دل میں خوشی محسوس کرنے کا نام ہے"۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سے بڑھ کر فرماتے ہیں ؎

لنا عند المصائب یا حبیبی
رضاء ثم ذوق وارتیاح

اے میرے پیارے دوست جب ہم پر مصائب آتی ہیں تو ہمیں تین باتیں حاصل ہوتی ہیں

پہلی بات یہ کہ ہم اس تکلیف پر جو ہمارے محبوب کی طرف سے ہمیں پہونچتی ہے۔ راضی ہو جاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ محض راضی ہو جانا تو کمال نہیں کیونکہ بعض وقت انسان کو کڑوی دوائی پینے کے لئے بھی راضی ہونا پڑتا ہے جو بامر مجبوری ہوتا ہے۔ لیکن ہمارا راضی ہونا بامر مجبوری نہیں۔ بلکہ ہمیں اس میں ایک مزا محسوس ہوتا ہے۔ پھر صرف مزا ہی نہیں بلکہ تمام تکان اور کوفت اُتر جاتی ہے۔ اور ایک راحت محسوس ہونے لگتی ہے۔ ان باتوں کی تائید میں قارئین کرام کی خدمت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو واقعات پیش کرتا ہوں:۔

پہلا واقعہ

استاذی المکرم حافظ روشن علی صاحب رضؓ مرحوم نے قرآن مجید کی آیت ولبشر الصابرین کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"جب میاں مبارک احمد صاحب مرحوم کا جنازہ مقبرہ بہشتی میں لے کر گئے تو ابھی قبر کے تیار ہونے میں کچھ دیر تھی حضرت اقدس وہاں بیٹھ گئے۔ اور حضرت خلیفہ اول مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا "مولوی صاحب! خوشیوں کے موقع بھی کبھی کبھی ملتے ہیں۔ ۱۸ سال کے بعد ہمیں یہ موقع ملا ہے۔ لوگ سوال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انبیاء مصائب پر کیوں خوش ہوتے ہیں۔ اسلئے وہ انھیں مجنون کہتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اصلاح کے لئے دو قانون رکھے ہیں۔ ایک قانون شریعت اور دوسرا قانون قضا و قدر۔ قضاء خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ اپنے اس قانون قضا کی رو سے جس قدر بندے کی اصلاح کرنا چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ ایسی ایک مصیبت چالیس سال کی نمازوں سے بڑھ کر ہے"

حافظ صاحب نے فرمایا کہ حضرت اقدس نے جو یہ فرمایا کہ ۱۸ سال کے بعد موقعہ ملا ہے۔ اس میں بشیر اول کی وفات کے موقعہ کی طرف اشارہ تھا

دوسرا واقعہ

استاذی المکرم حافظ روشن علی صاحبؓ مرحوم نے فتوح الغیب کے چھٹے مقالہ کا درس دیتے ہوئے یہ واقعہ سنایا کہ

"آتما رام ایک آریہ جج تھا۔ مولوی کرم دین سکنہ بھیں نے جو مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دائر کیا ہوا تھا۔ وہ اسی کی عدالت میں چل رہا تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قید کرنے کے لئے پختہ ارادہ کر چکا تھا۔ اور اپنے ارادہ کو مکمل کرنے کے لئے اس نے یہ تجویز کی تھی کہ فیصلہ ہفتہ کے روز آخری وقت میں جبکہ کچہریاں بند ہو جاتی ہیں سناؤں گا۔ اگلا دن اتوار ہوگا اس دن تو عدالتیں لازماً بند رہینگی۔ اسلئے انھیں اپیل کا موقع سوموار کے روز ملے گا۔ اور اسطرح کم از کم ایک دن اور ایک رات تو قید میں رہ سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ منشی احمد دین صاحب لدھیانوی ملازم نواب محمد علی خان نے سنایا کہ میں ان دنوں گورداسپور آیا ہوا تھا (اور دوران مقدمہ میں اکثر آتے رہتے تھے۔ حافظ صاحب) میں نے دیکھا کہ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی صاحب اور چند اور احباب مل کر مشورہ کر رہے تھے کہ اگر اس نے قید کا حکم سنایا تو ہم اپیل کرینگے۔ مجھ سے انھوں نے دریافت کیا تو میں نے کہا کہ یہ مشورہ فضول ہے جب ایک دفعہ ہتھکڑی لگ جائے اور قید خانے میں چلے جائیں تو ہماری عزت کہاں رہی پھر اپیل کا کیا فائدہ؟ تب انھوں نے کہا کہ آپ ہی بتائیں کہ کیا کرنا چاہیئے؟ تو میں نے کہا کہ ایک آدمی تلاش کرو جو ضامن بن سکے اور چار ہزار یا بیس ہزار وغیرہ جتنی ضمانت مانگنے کا احتمال ہو سکتا ہے اتنی جائداد کا وہ مالک ہو۔ اور بروقت ضمانت دے سکے۔ اور ایک درخواست اپیل کی لکھ کر اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستخط کرائے جائیں اور اپیل جو کہ سشن جج امرتسر کی عدالت میں ہوگی۔ اسلئے امرتسر میں ایک بیرسٹر کو ایک دن کی پوری فیس دیجائے اور وہ عدالت کے دروازے پر موجود رہے اور ایک موٹر اپنے قبضہ میں رکھنی چاہیئے۔ حکم سنتے ہی ارجنٹ تار دیا جائے اور وہ بیرسٹر جو امرتسر سشن جج کی عدالت کے دروازے پر کھڑا ہو اپیل داخل کر کے منظوری بذریعہ ارجنٹ تار اطلاع دیدے۔ یہ رائے سن کر سب خوش ہو گئے کہ یہ رائے بہت اچھی ہے تب انھوں نے کہا کہ آپ ہی حضرت صاحب کے پاس جا کر اس رائے کو پیش کریں میں گیا۔ حضرت صاحب لیٹے ہوئے تھے میں حضور کے پاؤں دبانے لگ گیا۔ باتوں باتوں میں میں نے ذکر کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جج دشمن ہے اور اس کی نیت ٹھیک نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہے تو یہ دشمن ہی تو میں نے کہا کہ کیا تدبیر کرنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا ہی جانے۔ میں نے کہا کہ مجھے ایک تدبیر سوجھی ہے۔ جب میں نے بیان کی تو آپ لیٹے ہوئے تھے سن کر بیٹھ گئے اور فرمایا:۔ "منشی صاحب! یہ تو انتہائی تدبیر ہے۔ اگر یہ کیجائے تو اسطرح خدا تعالیٰ کا نشان مٹتا ہے"۔ یہ سن کر میں خاموش ہو گیا۔ اور ادھر آتما رام نے چھ مہینہ قید اور پانچسو روپیہ جرمانہ لکھا ہوا تھا۔ سنا گیا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو پتہ لگا تو اس نے جھگڑا کر کے اس سے سزا ہلکی کی کہ چھ مہینہ قید یا پانچسو روپیہ جرمانہ۔ یعنی ڈپٹی کمشنر کے سمجھانے پر اس نے حکم میں چھ مہینہ قید یا پانچسو روپیہ جرمانہ لکھا تھا جب حکم سنانے کا وقت آیا تو اس نے خوب اچھی طرح پولیس کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اور عدالت کے ارد گرد سپاہی کھڑے تھے۔ اور اندر جانے کی اجازت کسی کو نہ تھی۔ یہاں تک کہ خواجہ کمال الدین صاحب جو اس وقت آپکے مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے ان کو بھی اجازت نہ دی۔ آپ اندر داخل ہو گئے اور اس نے حکم سنا دیا۔ تو آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور پانچسو روپیہ کا نوٹ میز پر رکھ دیا۔ اور رکھ کر باہر تشریف لے آئے۔ اور یہ نوٹ پانچسو روپیہ کا اسی دن نواب محمد علی خان صاحب نے مالیر کوٹلہ سے بطور نذر بھیجا تھا۔

اس واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی ذات پر کس قدر بھروسہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے خود ہی ایسا انتظام کر دیا کہ جو کسی کے وہم و خیال میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔

خاکسار
جلال الدین شمس

فتح وسلامتی کا شہزادہ مسیح موعود علیہ السلام

مفتری ہوتا ہے آخر اس جہاں میں روسیہ
جلد تر ہوتا ہے برہم افترا کا کاروبار
(المسیح الموعود)

(از جناب ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی اے۔ گجراتی)

۱

خداتعالیٰ نے اپنے ازلی وابدی قانون کی رو سے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہی ہمیشہ غالب رہینگے کَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (مجادلہ ع ۳) جب ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ دنیوی سلطنتیں اور حکومتیں اپنے باغی کو کبھی بے سزا نہیں چھوڑتیں۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ جو شخص خدائی سلطنت کا باغی ہو الٰہی سلطنت کا حکمران اور فرمانبردار بننے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہو۔ اس کو اللہ تعالیٰ بے سزا چھوڑ دے؟ خداتعالیٰ کا اٹل قانون ہے کہ وہ جھوٹے مدعی الہام کو ۲۳ برس کے عرصہ کے اندر نیست و نابود تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ایک مثال بھی اس کے خلاف پیش نہیں کی جا سکتی۔ کہ کسی شخص نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا ہو۔ اور اپنے پاس سے جھوٹا الہام بنا کر خداتعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہو۔ اور پھر اسکے بعد ۲۳ برس زندہ رہ گیا ہو قرآن مجید میں سورہ الحاقہ پارہ ۲۹ع۱ میں اللہ تعالیٰ صاف طور سے فرماتا ہے کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین (الحاقہ ع ۲) اگر یہ اپنے پاس سے بعض جھوٹے اقوال بنا کر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ اور اہل سنت والجماعت کے حقانیت کی معتبر کتاب شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۰ پر لکھا ہے کہ یہ عقلی طور پر ناممکن ہے کہ ایک شخص جھوٹا دعویٰ نبوت کرے اور ثم یمہلہ ثلاثا وعشرین سنۃ پھر خداتعالیٰ اس کو ۲۳ برس کی مہلت دے کیونکہ ہمارے آنحضرت صلعم (اصفیاء) کے سردار کو اللہ تعالیٰ ۲۳ برس کی مہلت دے اور وہی ۲۳ برس کی مہلت ایک جھوٹے بدکردار مفتری کو بھی دیدے اس لئے خداتعالیٰ کا اٹل قانون یہی ہے کہ وہ جھوٹوں کو ۲۳ برس کی مہلت نہیں دیا کرتا

۲

جہاں خداتعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ مفتری علی اللہ کو ۲۳ برس کی مہلت نہیں دیتا۔ اور اسے ناکام ونامراد اور خائب وخاسر کرکے ہلاک کرتا ہے۔ وہاں اس کا اپنے سچے نبیوں کے متعلق یہ بھی قانون ہے کہ وہ ان کو دنیا میں کامیاب وکامراں مظفر ومنصور کرتا ہے۔ اور ان کے ماننے والوں کو تدریجی طور پر بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اور یہی ان کی صداقت کی دلیل ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے :—

افلا یرون انا ناتی الارض ننقصها من اطرافها افهم الغالبون۔ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ منکرین کو چاروں طرف سے دن بدن آہستہ آہستہ کم کرتے چلے آتے ہیں۔ کیا اب بھی ان کو گمان ہے کہ وہ غالب آ جائینگے؟ ع

این خیال است ومحال است وجنوں

غرضیکہ صادق اور راستباز کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ یکدم فوری طور پر کچھ ترقی کر جاتا ہے۔ مگر فوراً ہی اسی سرعت اور تیزی کے ساتھ ہلاک بھی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہوا۔ ایک لاکھ کے قریب لوگ ایک سال میں اس کے ساتھ ہو گئے۔ مگر ایک ہی سال میں وہ سب اس سے علیحدہ ہو گئے۔ اور وہ انتہائی ذلت اور خواری کے ساتھ قتل ہوا۔

مختصر یہ کہ سچے مدعی نبوت کی نشانی یہ ہے۔ کہ اس کے ماننے والے اس کے دشمنوں کے دیکھتے دیکھتے ہر روز آہستہ آہستہ ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور خداتعالیٰ اس کے مخالفین کو کھلا موقع دیتا ہے کہ وہ الٰہی سلسلہ کو مٹانے کے لئے اپنا پورا زور صرف کر لیں۔ آج بھی کوشش کر لیں۔ کل بھی کوشش کر لیں۔ پھر کر لیں۔ پھر کر لیں۔ اکیلے بھی اور جمع ہو کر بھی اس کو مٹانے کے منصوبے سوچ لیں۔ تاکہ ان کو خدا کے نبی کی کامیابی کے متعلق یہ شبہ پیدا کرنے کا موقع نہ مل سکے کہ یہ ترقی اتفاقی طور سے ہو گئی۔ ورنہ اگر ہم ساری طاقت صرف کر لیتے تو یہ سلسلہ ضرور تباہ ہو جاتا۔ پس خداتعالیٰ نے **صادق کی نشانی** ہی یہ رکھی ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کی کوششوں کے باوجود آہستہ آہستہ بڑھتا چلا جاتا ہے

دنیا اس کو مٹانا چاہتی ہے مگر مٹا نہیں سکتی

الا ان حزب اللہ ھم الغالبون (مائدہ ع ۸)

۳

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے آج سے نصف صدی قبل قادیان کی مقدس سرزمین سے خداتعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے کام پر مامور ہونیکا دعویٰ کیا۔ چاروں طرف سے آپ کو مٹانے کے لئے کوششیں کی گئیں۔ ہر سمت سے مخالفانہ آوازیں بلند ہوئیں اور علماء اور عوام نے مل کر خدا کے اس جری کو نیست ونابود کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ آپ کا دعویٰ یہ تھا کہ میں نے اپنے رسول مقتدیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرکے آپ کی غلامی اور قرآن مجید کی اشاعت کی تکمیل کا کام کرکے خداتعالیٰ سے نبی کا لقب پایا ہے میرا مشن دنیا میں کسی نئی شریعت کا قائم کرنا نہیں۔ بلکہ قرآن مجید کی اشاعت کی تکمیل کا کام خداتعالیٰ نے میرے سپرد فرمایا ہے۔ قیامت تک کوئی شریعت نہیں آ سکتی جو قرآن مجید کو منسوخ کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر کوئی انسان کوئی روحانی درجہ حاصل نہیں کر سکتا ہاں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے آپ کو یہ ...... قوت قدسی عطا فرمائی کہ آپ کی پیروی اور اطاعت کے نتیجہ میں نبوت کا مقام بھی ملتا ہے اور کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی موجودہ قابل رحم حالت پر رحم کھایا ہے۔ اور ایسے وقت میں ایک طرف کفر۔ اور شرک۔ ضلالت اور گمراہی اور بدعملی اسلام کو کھا رہی تھی تو دوسری طرف عیسائیت کا دیو مہیب اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ خداتعالیٰ نے مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل اور آپ کے پاک نمونہ کو از سر نو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابتدائے دعویٰ ہی میں جب آپ فرد واحد اور تن تنہا تھے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی شائع فرمائی کہ ابتداء میں دنیا مجھ کو قبول نہیں کرے گی اور اپنی پوری طاقت کے ساتھ میرا مقابلہ کرے گی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ دنیا میں مجھ کو کامیاب وکامگار فرمائے گا۔

فحان ان تعان وتعرف بین الناس

کہ وقت قریب آ گیا ہے کہ تیری مدد کی جائے اور نصرت کی جائے اور تجھ کو دنیا میں مشہور کیا جائے

وسع مکانک ولا تسئم عن الناس

اپنے مکانوں کو وسیع کر دے تیرے پاس کثرت سے قادیان میں لوگ آئینگے۔ دیکھ لوگوں کی کثرت سے گھبرا نہ جانا

یاتون من کل فج عمیق ویاتیک
من کل فج عمیق

کہ تیرے پاس اس کثرت سے لوگ آئینگے کہ سڑکوں میں گڑھے پڑ جائینگے۔

"I Will Give you a Large Party of Islam."

میں تجھے ایک خاص جماعت عطا کروں گا۔

غرضیکہ وہ الٰہی وعدے تھے جن کو حضرت مسیح موعود نے ۱۸۸۰ء میں اپنی کتاب براہین احمدیہ میں شائع فرمایا۔ آپ اسوقت ایک فرد واحد اور مخفی عن الناس تھے۔ اس زمانہ کی نسبت حضرت خود تحریر فرماتے ہیں:-

"اور میرے پر ایک زمانہ گذرا ہے کہ بجز چند گاؤں کے لوگوں کے۔ اور کوئی مجھ کو نہیں جانتا تھا۔ یا کچھ اردگرد کے دیہات کے لوگ تھے کہ روشناس تھے اور میری یہ حالت تھی کہ کبھی سفر سے اپنے گاؤں میں آتا تو کوئی مجھ کو نہ پوچھتا تھا۔ کہ تو کہاں سے آیا ہے۔ اور اگر میں کسی مکان میں اترتا۔ تو کوئی سوال نہ کرتا کہ تو کہاں اترا ہے؟ اور میں اس گمنامی اور اس حال کو بہت اچھا جانتا تھا۔ اور شہرت اور عزت اور اقبال سے پرہیز کرتا تھا۔ پھر میرے رب نے مجھے عزت اور برگزیدگی کے گھر کی طرف کھینچا۔ اور مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ مجھے مسیح موعود بنائے گا۔ اور اپنے عہد مجھ میں پورے کرے گا۔ اور میں اس بات کو دوست رکھتا تھا کہ گمنامی کے گوشہ میں چھوڑا جاؤں"

(ریویو آف ریلیجنز اُردو ۱۹۰۳ء صفحہ ۵۸)

پھر فرماتے ہیں ؎

میں تھا غریب و بیکس و گمنام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اسطرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

بھائیو! مندرجہ بالا پیشگوئیوں کو براہین احمدیہ میں کھول کر پڑھو جو ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء کی چھپی ہوئی ہے۔ اور پھر قادیان آکر ان کو حرف بحرف پورا ہوتے دیکھ لو۔ پھر خدارا غور کرو کہ دنیا میں آج بھی بیسیوں نبوت کے جھوٹے مدعی موجود ہیں ان کو اسقدر قبولیت کیوں نہیں ہوتی۔ ان کے مقام کیوں "مرجع خواص" نہیں بنتے؟ وہاں کے لوگوں کی آمد و رفت کی کثرت کی وجہ سے سڑکوں میں گڑھے کیوں نہیں پڑتے۔؟ اور سب سے بڑھ کر یہ ان پر دوسرے فرقوں کی طرف سے کفر کے فتوے کیوں نہیں لگتے؟ وہاں "احرار کانفرنس" کیوں نہیں منعقد ہوتیں؟ کیا اس کی یہی وجہ نہیں کہ مخالفین کو یقین ہے کہ ان کے دام تزویر کو تار تار کر کے رکھ دینے والا خدا کا جری اس قادیان کی سرزمین میں پیدا ہوا۔ دوسرے مدعیان نبوت سے متعلق ان کو تسلی ہے کہ چونکہ ان کے پاس صداقت نہیں اسلئے ان کی طرف سے ان کو کوئی خطرہ نہیں خطرہ اسی کی طرف سے ہے جو حق و صداقت کا علمبردار ہے۔ اور جو خدا کے ان پیاروں کی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ جن کے ساتھ ٹھٹھا تمسخر اور استہزا کرنا نسل انسانی کی پرانی عادت ہے۔

یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم
من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن

کہ افسوس ان بندوں پر کہ ان کے پاس ایک بھی ایسا نبی نہیں آیا جن کے ساتھ انھوں نے تمسخر نہ کیا ہو۔

(۴)

مسیح قادیانی علیہ السلام کے خلاف مخالفت کا ایک طوفان اٹھا۔ تمام دنیاوی طاقتیں آپ اور آپکے جاں نثار غلاموں کے خلاف متحد ہوگئیں۔ تمام ظاہری سازوسامان آپکے مخالفوں کی حمایت میں تھے۔ مگر ایک فوق الطاقت ہستی آپ کے ساتھ تھی۔ ایک قادر مالک جسنے اپنے بھیجے ہوئے غلام کی مدد و نصرت کر کے تمام دنیا پر اس کو غالب کر دیا۔

۱۲۹۰ھ میں آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوئے۔ اور ۱۳۲۶ھ میں آپنے وفات پائی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۳۶ برس تک سلسلہ الہامات کے بعد زندہ رکھا۔ آپنے اپنے دعاوی کو کتابی صورت میں ۱۸۸۰ء میں شائع فرمایا۔ اور اس کے ۲۸ برس بعد تک آپ زندہ رہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۲۳ برس سے زیادہ مہلت دے کر اپنے فعل سے ثابت کر دیا کہ فی الواقع آپ خدا کی طرف سے تھے۔ کیونکہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں ایک مثال بھی اس امر کی پیش نہیں کی جا سکتی کہ کوئی جھوٹا مدعی نبوت یا ماموریت اپنی طرف سے جھوٹے الہامات بنا کر خدا کی طرف منسوب کرے اور پھر اس کے بعد ۲۳ برس تک زندہ رہ جائے

حضرت مسیح موعود کی جماعت نے بھی تدریجاً ترقی کی اور اب تک دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مجھے اس خدائے کریم و عزیز کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن ہے اور مفتری کو نیست و نابود کرنے والا ہے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اسی کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں اور اسی کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا جب تک وہ اپنے تمام کام کو پورا نہ کر لے۔ جس کا اس نے ارادہ فرمایا ہے۔" (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳)

"یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کر سکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے مت دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کے لئے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا۔ اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہو جاتا کہ اب تک اس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا۔ کہ اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم سے کم یہ تو سوچو کہ شاید غلطی ہو گئی ہو اور شاید یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔"

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۵)

"مخالف چاہتے ہیں کہ میں نابود ہو جاؤں اور ان کا کوئی ایسا داؤں چل جاوے کہ میرا نام و نشان نہ رہے۔ مگر وہ ان خواہشوں میں نامراد رہینگے۔ اور نامرادی سے مرینگے۔ اور بہتیرے ان میں سے ہمارے دیکھتے دیکھتے مر گئے اور قبر میں حسرتیں لے گئے۔ مگر خدا میری تمام مرادیں پوری کرے گا۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ جب میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اس کام میں مشغول ہوں تو میں کیوں ضائع ہونے لگا۔ اور کون ہے جو مجھے نقصان پہنچا سکے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۹)

"دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی مگر وہ مجھکو جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے یہ ان لوگوں کی بدقسمتی اور سراسر غلطی ہے کہ وہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے خود اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ اے لوگو تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک میرے ساتھ وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بڈھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب ملکر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے تمہاری ناکیں گھس جائیں تب بھی خدا تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو مکمل نہ کر لے۔ پس اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ نہیں چھوڑتا۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳)

"دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچکر اسطرف لا رہے ہیں کیا اس آسمانی کارروائی کو انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو۔ اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ اور اتنی بد دعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ مگر بدقسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا تو اس امت پر رحم کر۔"

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶)

"ہر ایک مخالف کو چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگائے اور پھر دیکھے انجام کار وہ غالب ہوا یا خدا؟ پس یقیناً سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہو سکتا۔ وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے بدقسمت وہ جو اسے شناخت نہ کرے۔"

پیارے بھائیو! ہم آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ آپ ذرا ٹھنڈے دل سے خدا تعالیٰ کی اس سنت قدیمہ پر جو اس کی سچوں کے متعلق ہے ایک نظر ڈالیں۔ ۲۳ سالہ معیار پر غور فرمائیں۔ پھر حضرت مسیح موعود کے مخالفین کی طرف سے شدید مخالفت اور اس کے بالمقابل آپ کی استقامت۔ اولوالعزمی کو دیکھیں اور پھر ان مخالف حالات میں جماعت احمدیہ کی ترقی پر غور فرمائیں تو یقیناً آپ کو علم ہو جائیگا کہ حق اور راستبازی کسطرف ہے۔ اور کون وہ فریق ہے جو دن رات خدا تعالیٰ کی بے شمار نصرتوں سے مؤید و منصور ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو اور آپ کو حق قبول کرنیکی توفیق دے (آمین)

مکتوبات احمدیہ

الحکم کے اس خاص نمبر کے لئے ہم حضرت سیٹھی غلام نبی صاحب رضی اللہ عنہ کے تین مکتوبات حضور کی اصل تحریر کا عکس شائع کرنے کا فخر حاصل کرتے ہیں۔ ان خطوط کا عکس ہم کو سیٹھی صاحب مرحوم کے فرزند سیٹھی کرم الٰہی صاحب کی مہربانی سے ملا ہے۔ جس کے لئے ہم اُن کے از حد شکر گزار ہیں۔

حضور کے یہ مکتوبات نہایت اہم مسائل پر مبنی ہیں۔ خصوصاً سودی روپیہ کے متعلق حضور کا فتویٰ کہ وہ اغراض دینی کے لئے صرف کیا جا سکتا ہے

اس سے کوئی کج فہم یہ نہ خیال کرے کہ حضور نے سود حلال کر دیا۔ بلکہ آجکل کے زمانہ میں بعض ایسی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن سے سود کی رقم بغیر کسی قصد کے مل جاتی ہے۔ جیسے بنک یا ڈاک خانہ وغیرہ میں روپیہ رکھانے سے ایسی صورتوں میں بجائے اس کے کہ اس روپیہ کو عیسائیت کی اشاعت میں خرچ ہونے دیا جاتے۔ اشاعت اسلام میں لگایا جا سکتا ہے۔

الحکم کو یہ سعادت ہمیشہ سے حاصل رہی ہے کہ اس نے حضور کے بہت سے گرامی ناموں کو محفوظ کیا۔ اور آج حضور کے تین گرامی ناموں کا عکس شائع کر رہا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد توفیق دے کہ ہم حضور کے خطوط کے فوٹوز شائع کر سکیں (ایڈیٹر)

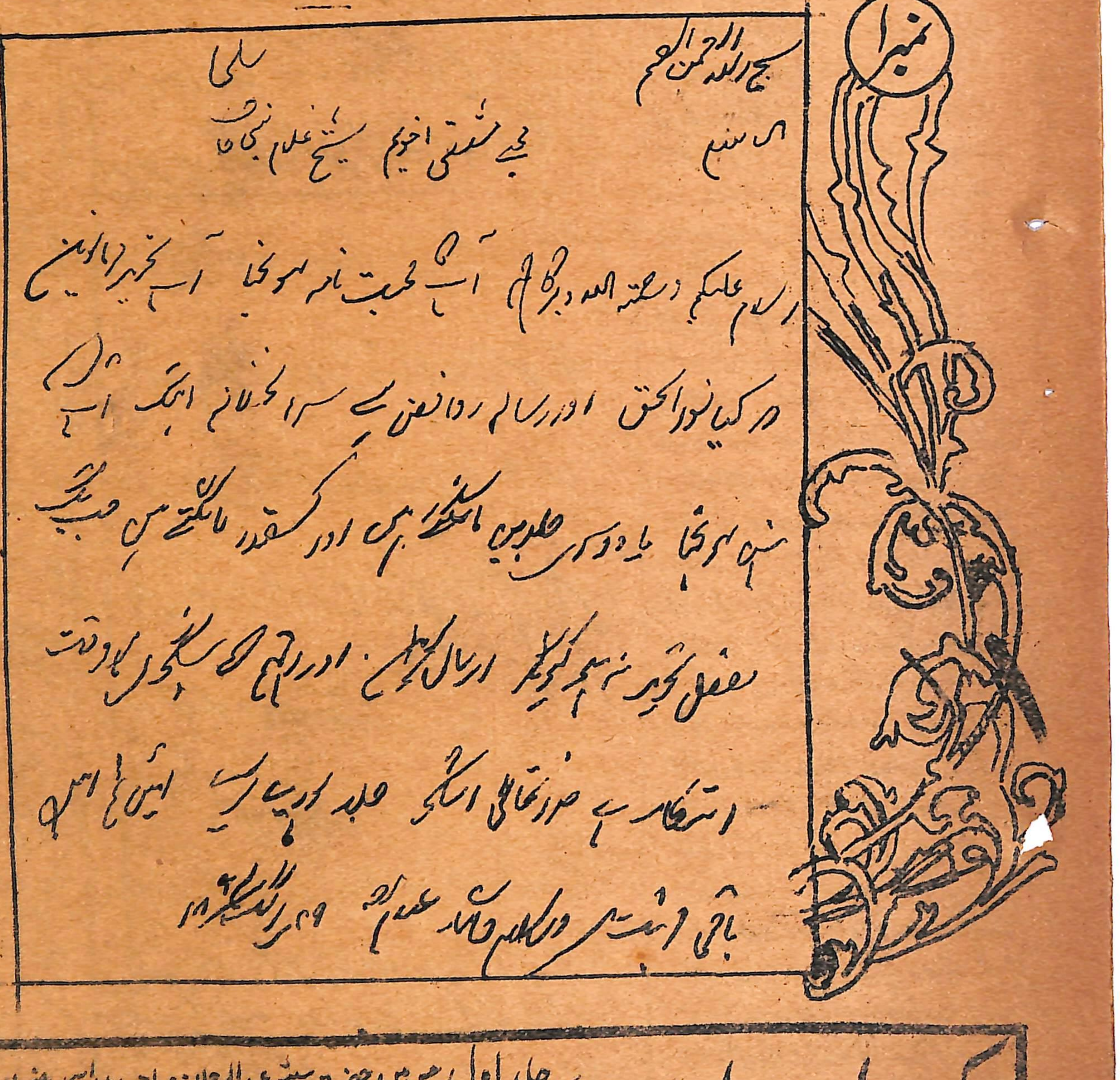

بسم اللہ الرحمن الرحیم
سلمہٗ
[illegible] محبی مشفقی اخویم شیخ غلام نبی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا محبت نامہ پہونچا آپ تحریر فرماتے ہیں
کہ کیا نور الحق اور رسالہ روافض یعنی سر الخلافہ ابتک آپ کو
نہیں پہنچا یا دوسری جلدیں مانگتے ہیں اور کس قدر مانگتے ہیں جب تک
مفصل تحریر نہ ہو کیونکر ارسال کریں اور آتھم کی پیشگوئی کا وقت
انتظار ہے خدا تعالیٰ اسکو جلد پورا کرے آمین ثم آمین
باقی خیریت ہے والسلام خاکسار غلام احمد ۲۹ اگست ۱۸۹۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبی مشفقی اخویم شیخ غلام نبی صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ کیا نور الحق اور رسالہ روافض یعنی سر الخلافہ اب تک آپ کے نہیں پہنچا۔ یا دوسری جلدیں مانگتے ہیں۔ جبتک مفصل تحریر نہ ہو کیوں کر ارسال کریں۔ اور آتھم کی پیشگوئی کا وقت انتظار ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو جلد پورا کرے۔ آمین ثم آمین باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار
غلام احمد ۲۹ اگست ۱۸۹۴ء

مکتوبات احمدیہ کی
جلد اول جس میں حضرت سیٹھ عبد الرحمان صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں قیمت عہ
جلد دوم " حضرت حکیم الامۃ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ " " " قیمت عہ
جلد سوم " چودھری رستم علی خان صاحب " " " قیمت عہ
جلد چہارم " حضرت نواب محمد علی خان صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام مکتوبات ہیں قیمت عہ
ملنے کا پتہ:- مینجر الحکم بکڈپو قادیان دار الامان

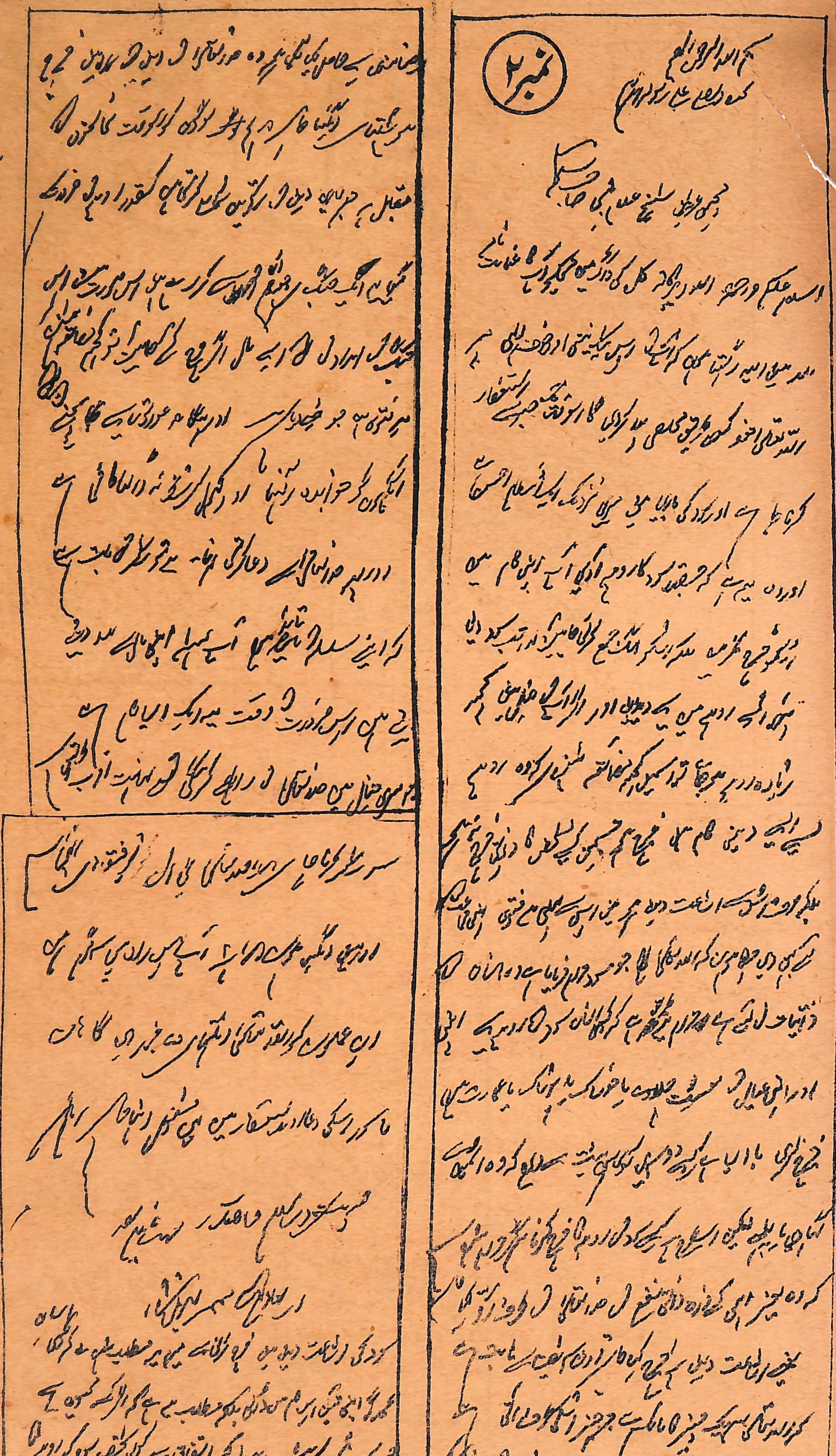

نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی شیخ غلام نبی صاحب سلمہ

خط در بارہ سود

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی شیخ غلام نبی صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں مجھ کو آپ کا عنایت نامہ ملا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپکی اس نیک نیتی اور خوف الٰہی پر اللہ تعالیٰ خود کوئی طریق مخلصی پیدا کر دیگا۔ اسوقت تک صبر سے استغفار کرنا چاہیئے۔ اور سود کے بارے میں میرے نزدیک ایک انتظام احسن ہے اور وہ یہ ہے کہ جس قدر سود کا روپیہ آوے آپ اپنے کام میں اس کو خرچ نہ کریں۔ بلکہ اس کو الگ جمع کرتے جائیں۔ اور جب سود دینا پڑے اسی روپیہ میں سے دیدیں۔ اور اگر آپکے خیال میں کچھ روپیہ زیادہ ہو جاوے تو اسمیں کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ وہ روپیہ کسی ایسے دینی کام میں خرچ ہو۔ جس میں کسی شخص کا ذاتی خرچ نہ ہو۔ بلکہ صرف اس سے اشاعت دین ہو۔ میں اس سے پہلے یہ فتویٰ اپنی جماعت کے لئے بھی دے چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سود حرام فرمایا ہے وہ انسان کی ذاتیات کے لئے ہے۔ حرام یہ طریق ہے کہ کوئی انسان سود کے روپے سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی معیشت چلاوے۔ یا خوراک یا پوشاک یا عمارت پر خرچ کرے۔ یا ایسا ہی کسی دوسرے کو اس نیت سے دے کہ وہ اس میں کھاوے یا پہنے۔ لیکن اس طرح پر کسی سود کے روپیہ کا خرچ کرنا ہرگز حرام نہیں ہے کہ وہ بغیر اپنے کسی ذرہ ذاتی نفع کے خدا تعالیٰ کی طرف رد کیا جائے یعنی اشاعت دین پر خرچ کیا جائے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا مالک ہے جو چیز اس کی طرف آتی ہے وہ پاک ہو جاتی ہے بجز اسکے ایسے مال نہ ہوں کہ انسانوں کی مرضی کے بغیر لئے گئے ہوں۔ جیسے چوری۔ رہزنی یا ڈاکہ یہ مال کسی طرح سے بھی خدا اور دین کے کاموں میں بھی خرچ کرنے کے لائق نہیں۔ لیکن جو مال رضامندی سے حاصل کیا گیا ہو وہ خدا تعالیٰ کے دین کی راہ میں خرچ ہو سکتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ ہم لوگوں کو اسوقت مخالفوں کے مقابل پر جو ہمارے دین کے رد میں شائع کرتے ہیں کس قدر روپیہ کی ضرورت ہے گویا یہ ایک جنگ ہے جو ہم ان سے کر رہے ہیں اس صورت میں اس جنگ کی امداد کے لئے ایسے مال اگر خرچ کئے جائیں۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ فتویٰ ہے جو میں نے دیا ہے۔ اور بیگانہ عورتوں سے بچنے کیلئے آنکھوں کو خوابیدہ رکھنا۔ اور کھول کر نظر نہ ڈالنا کافی ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا۔ یہ تو شکر کی بات ہے کہ اپنے سلسلہ کی تائید میں آپ ہمیشہ اپنے مال سے مدد دیتے رہتے ہیں۔ اس ضرورت کے وقت یہ ایسا کام ہے کہ میرے خیال میں خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے لئے نہایت اقرب طریق ہے سو شکر کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق دے رکھی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ہمیشہ آپ اس راہ میں سرگرم ہیں ان عملوں کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے وہی جزا دے گا۔ ہاں ماسوا اسکے دعا اور استغفار میں مشغول رہنا چاہیئے باقی خیریت ہے والسلام

(خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۲ اپریل [illegible])

سود کی اشاعت دین میں خرچ کرنے سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی انسان عمداً اپنے تئیں اس کام میں ڈالے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مجبوری سے [illegible] پیش ہے۔ یا کسی اتفاق سے کوئی شخص سود کے روپیہ کا وارث ہو جائے تو وہ روپیہ اس طرح پر جیسا کہ میں نے بیان کیا خرچ ہو سکتا ہے اور اسکے ساتھ ثواب کا بھی

نمبر ۳

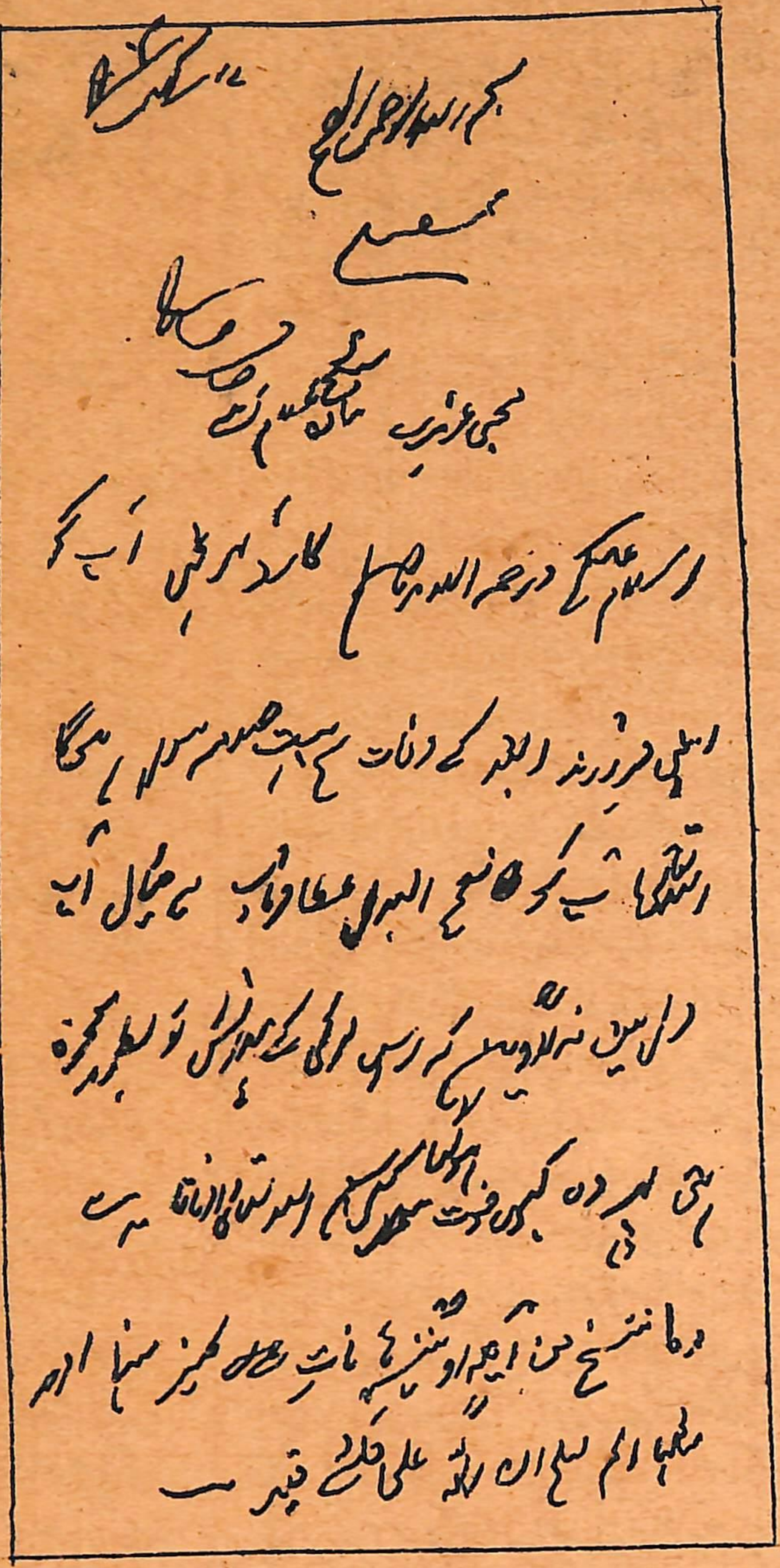

ص۱

۱۷ / اکتوبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی
محبی عزیزی میاں شیخ غلام نبی صاحب سلمہ ربہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کارڈ پہنچا آپ کو
اپنے فرزند دلبند کی وفات سے بہت صدمہ ہوا ہوگا
اللہ تعالیٰ آپ کو نعم البدل عطا فرماوے یہ خیال آپ
دل میں نہ لاویں کہ اس لڑکے کی پیدائش تو بطور معجزہ
تھی پھر وہ کیوں فوت ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او
مثلھا الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر

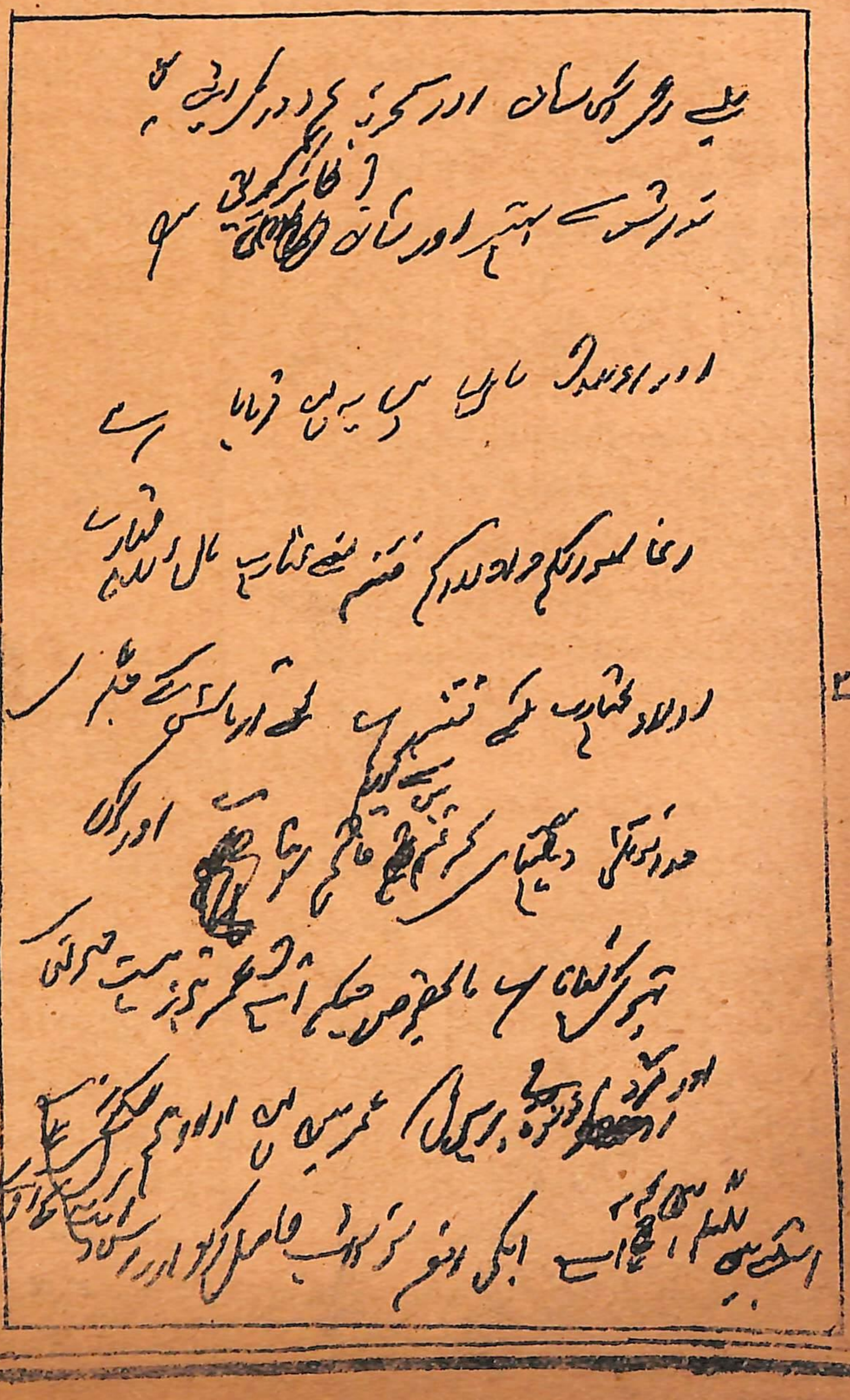

ص۲

یعنی اگر کوئی نشان اور معجزہ ہم دور کر دیتے ہیں تو
اس سے بہتر اور نشان ظاہر کرتے ہیں
اور اولاد کے بارے میں بھی فرمایا ہے
انما اموالکم واولادکم فتنۃ یعنی تمہارے مال اور
اولاد تمہارے لئے فتنہ ہے یعنی آزمائش کی جگہ
خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ تم میں سے کون قائم رہتا ہے اور کون
ٹھوکر کھاتا ہے بالخصوص جبکہ آپ کی عمر ہنوز بہت تھوڑی
ہے اور مرد کو نوے برس کی عمر میں بھی اولاد ہو سکتی ہے
اس لئے میں لکھتا ہوں کہ اب کی دفعہ تو ثواب حاصل کر لو اور اس ایک کے ادا سے

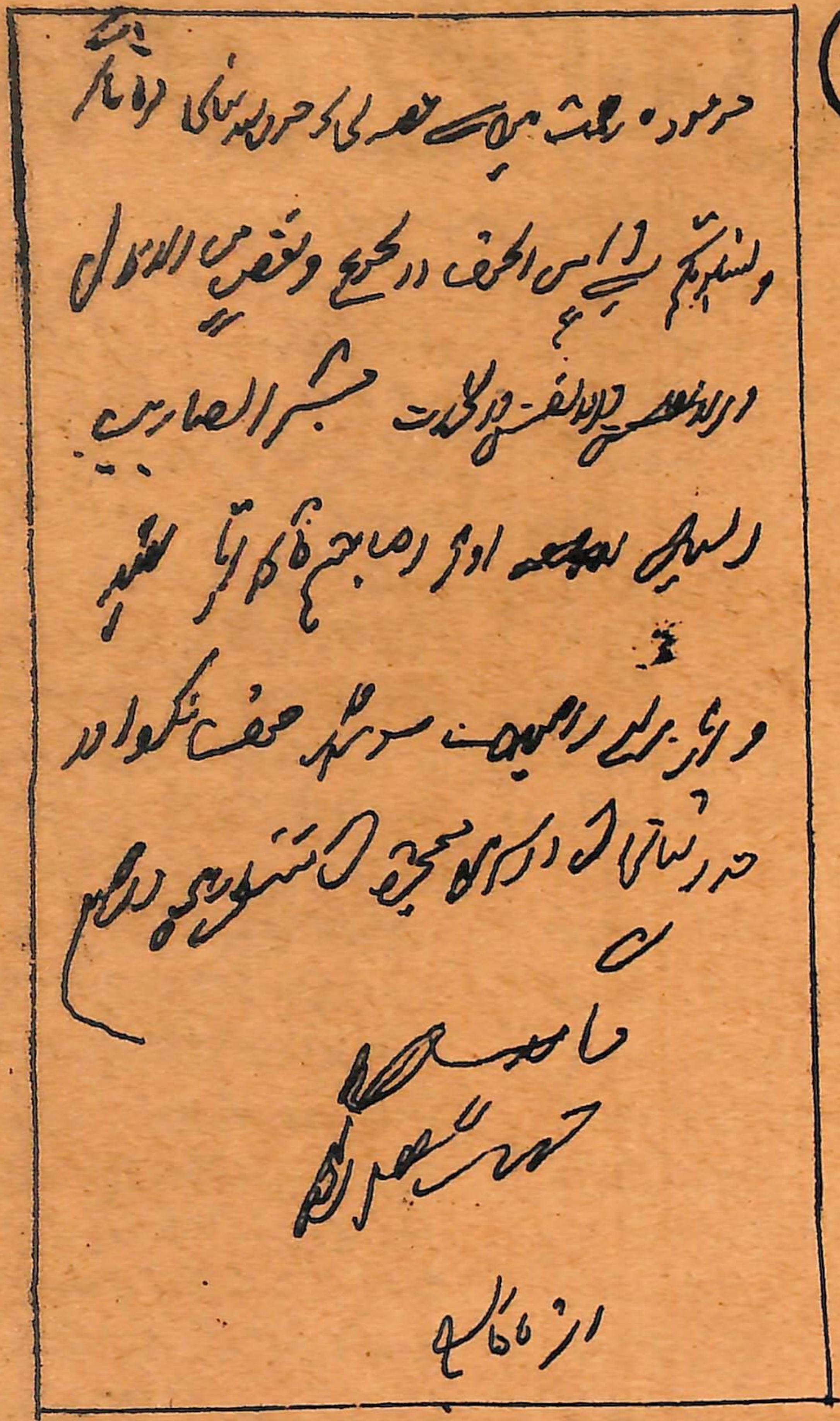

ص۳

موعود رحمت میں حصہ لے لو جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال
والانفس والثمرات وبشر الصابرین
الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ
وانا الیہ راجعون سو ہرگز خوف نہ کرو اور
خدا کے دوسرے معجزہ کے منتظر رہو
والسلام
خاکسار
مرزا غلام احمد
از قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء
نحمدہ ونصلی

محبی عزیزی میاں شیخ غلام نبی صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کارڈ پہنچا آپ کو اپنے فرزند دلبند کی وفات سے بہت صدمہ ہوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نعم البدل عطا فرماوے۔ یہ خیال آپ دل میں نہ لاویں کہ اس لڑکے کی پیدائش تو بطور معجزہ تھی۔ وہ کیوں فوت ہوگیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی اگر کوئی نشان اور معجزہ ہم دور کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر اور نشان ظاہر کرتے ہیں۔ اور اولاد کے بارے میں بھی فرمایا ہے انما اموالکم واولادکم فتنہ یعنی تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے فتنہ ہے۔ یعنی آزمائش کی جگہ ہے خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ تم میں سے کون قائم رہتا ہے۔ اور کون ٹھوکر کھاتا ہے۔ بالخصوص جبکہ آپ کی عمر ہنوز بہت تھوڑی ہے اور مرد کو نوے برس کی عمر میں بھی اولاد ہو سکتی ہے اسلئے میں لکھتا ہوں کہ اب کی دفعہ تو ثواب حاصل کر لو۔ اور اس ایک کے ادا سے موعود رحمت میں حصہ لے لو۔ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

سو ہرگز خوف نہ کرو اور خدا کے دوسرے معجزہ کے منتظر رہو۔ والسلام

خاکسار
مرزا غلام احمد
از قادیان

حیات النبی حصہ اول
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندانی حالات قیمت صرف عمہ
ملنے کا پتہ الحکم بکڈپو قادیان

بولو امن کے شہزادہ کی جے

(از جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر "نور" کی قلم سے)

عزیزم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کا ارشاد ہے کہ میں الحکم کے خاص نمبر کے لئے کچھ لکھوں۔ فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کے زیر طبع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت کی تکمیل کی وجہ سے میری مصروفیت اسقدر بڑھی ہوئی ہے کہ میں بارہ بجے کا کھانا ہفتے میں شاید دو ایک ہی دفعہ کھاتا ہوں گا۔ اب اس حالت میں دلجمعی کے ساتھ مضمون لکھنا کارے دارد۔ مگر میں عزیز موصوف کو مایوس بھی نہیں کرنا چاہتا لہذا چند سطریں بطور تعمیل ارشاد پیش کرتا ہوں :۔

اگر ہم غور سے دیکھیں تو حضرت مسیح موعود کی بعثت سے قبل سفینۂ اسلام ڈانواں ڈول حالت میں تھا۔ اور اغیار کا تختۂ مشق بنا ہوا تھا عیسائیوں کی یورش اور آریوں کا دھاوا کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ مسلمان دھڑا دھڑ عیسائی ہو رہے تھے۔ اور اگر مسلمان تیزی کے ساتھ آریہ نہیں بنتے تو اسکی یہ وجہ نہیں کہ وہ آریہ بننے کے لئے تیار نہ تھے بلکہ اس کی یہ وجہ تھی کہ مسلمانوں کو ہضم کرنے کے لئے آریوں کا معدہ قوی نہ تھا۔ مگر آریوں کے حملوں نے مسلمانوں کو شش و پنج میں ضرور ڈالدیا تھا۔

اور یہ سراسیمگی دن بدن افزوں ہو رہی تھی ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے کھڑا کیا اور آپ نے ایسے علم کلام کی طرح ڈالی جو رہتی دنیا تک یاد رہے گی۔ اور جس میں وہ شوکت وہ دبدبہ وہ چمک تھی کہ جس نے اغیار کو بلاشبہ خیرہ چشم کر دیا۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اسلام پر حملہ آور ہوتے انھیں اپنا بچاؤ کرنا مشکل ہو گیا :۔

آریہ عقائد پر ایسی معقول اور کڑی نکتہ چینی کی کہ جس سے آریوں کو عہدہ برآ ہونا مشکل ہو گیا۔ اس کے لئے سرمہ چشم آریہ اور چشمہ معرفت اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ یہ کتابیں پڑھ کر انسان کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ آریہ مذہب پر چل کر کوئی انسان مکمل روحانیت اور خدا کو قادر مطلق اور سروشکتی مان نہیں مان سکتا۔

ذرا غور تو کیجئے کہ جس ہستی کو ایسا تہیدست ثابت کیا گیا ہو کہ نہ وہ کوئی روح پیدا کر سکے۔ اور نہ مادے کا کوئی ذرہ ہی بنا سکے بھلا ایسی ہستی کا اثر دوسرے پر کیا ہو سکتا ہے۔ جو کسی شخص کا ذرہ سے ذرہ گناہ بھی معاف نہ کر سکے۔ خواہ وہ کتنا ہی تضرع عاجزی اور گڑگڑاہٹ سے کام لے بھلا ایسی ہستی کے لئے کسی کے دل میں کیا محبت ہو سکتی ہے۔ عقیدہ نیوگ کی ابتر حالت کسی تشریح کی محتاج نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج تک آریہ لوگ کوئی اسکی عملی مثال پیش کرنے سے عاجز رہے ہیں

یہ جملہ امور آریوں کی کتب مقدسہ میں درج تھے۔ مگر کسی کو علم نہ تھا۔ یہ سہرہ میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر رہا ہے جنہوں نے مسلمانوں کو آریہ مذہب کی ان خامیوں سے آگاہ کرتے ہوئے اسلام کا منور چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ آریہ سماج کی جارحانہ روش کا ایک گونہ سدباب ہو گیا۔ اور آریوں کو اپنے ڈیفنس کی پڑ گئی۔ اور مسلمانوں کے دلوں سے آریہ مذہب کی وقعت جاتی رہی۔ چنانچہ یہ اسی کا ہی نتیجہ ہے کہ آریوں کو مسلمانوں میں کوئی کامیابی نہیں ہو سکی۔ اور نہ ہی آئندہ ہونے کی امید ہے گویا دوسرے الفاظ میں آریہ مسلمانوں سے مایوس ہو چکے ہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے اب آریہ ایک ایک کرکے اسلامی اصولوں کو اختیار کر رہے ہیں۔ یہ کس کے طفیل محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل۔

جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ اگر حضرت مسیح موعود کی بعثت سے قبل مذہبی دنیا پر نظر ڈالی جائے۔ تو ہم اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہوں گے کہ مسلمان بکثرت عیسائی بن رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود نے عیسائی مذہب پر ایسی زبردست نکتہ چینی کی کہ ان کے چھکے چھڑا دیئے۔ وفات مسیح کا ایسا زبردست تبلیغی حربہ چلایا جس نے عیسائیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت ہی بے بس بنا دیا۔ اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اب عیسائی اگر کسی جماعت کے سامنے آنے سے کنیاتے ہیں تو احمدی جماعت سے۔ اب مسلمانوں سے شاذ ہی کوئی عیسائی مذہب اختیار کرتا ہے۔ ورنہ جس تیزی سے مسیحی لوگ مسلمانوں کو خراب کر رہے تھے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود مبارک اسکے لئے کھڑا نہ ہوتا۔ تو آج مسلمانوں کا بیشتر حصہ مسیحی مذہب کی گود میں ہوتا۔ اور احمدیت اس پر بجا فخر کر سکتی ہے کہ اس نے مسیحی مذہب کی اس تبلیغی رو کو مسلمانوں کی طرف سے قریباً قریباً بالکل پھیر دیا۔

سکھ مذہب کے پیرؤوں کی تعداد بہت کم ہے۔ مگر بعض خصوصیات کے لحاظ سے یہ گروہ ایک اہمیت رکھتا ہے۔ گو یہ سکھوں کے واجب الاحترام بانی کے زمانہ میں ہی ان کی ذات والا صفات کے متعلق لوگوں میں یہ بات پیدا ہو چکی تھی کہ شری گورو نانک دیوجی مہاراج کا لگاؤ اسلام سے تھا۔ مگر یہ خیال محض خیال ہی رہ گیا تھا حضرت مسیح موعود نے اس کے لئے ایک زبردست آواز بلند کی۔ کہ شری گورو نانک دیوجی مہاراج اسلامی روحانیت کے قدردان تھے۔ اور اس کے لئے زبردست دلائل دیئے جو ست بچن نامی کتاب میں موجود ہیں۔ اور اسی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج نہ صرف احمدی بلکہ کئی ایک دیگر مسلمان بھی سکھوں کے اس واجب الاحترام گورو [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک الفاظ سے یاد کرتے ہوئے فخر سمجھتے ہیں۔ اگر ہم اچھے رنگ میں اس بہادر قوم میں ان تبلیغی ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دیئے تبلیغ کر سکیں۔ تو ہم بہت جلد کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات والا صفات نے دنیا پر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ دنیا اس کے لئے جسقدر بھی شکریہ ادا کرے کم ہے اس سے قبل مسلمانوں کے دلوں میں شری کرشن اور شری رامچندر کی کوئی قدر نہ تھی۔ سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ آواز بلند کی کہ فرقان حمید کے اس اصول کے ماتحت کہ "لکل قوم ھاد" شری کرشن اور شری رامچندر جی بھی اپنے وقت کے نبی اور رسول تھے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان بزرگوں کے لئے مسلمانوں کے دلوں میں احترامیہ جذبہ پیدا ہو گیا۔ اور اب نہ صرف احمدی ہی بلکہ دوسرے مسلمان بھی ہندوؤں کے ان بزرگوں کو بزرگ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ کہ باوجود آریوں وغیرہ کی طرف سے رنگیلا رسول وغیرہ غایت درجہ اشتعال انگیز کتابیں لکھنے کے مسلمانوں نے کبھی بھی ہندو بزرگوں کی شان میں سوء ادبی سے کام نہیں لیا۔ اور یہ ہندو قوم پر ہی نہیں بلکہ بنی نوع انسان پر اسقدر احسان ہے کہ اسکا جسقدر بھی لوگ شکریہ ادا کریں کم ہے۔ اور اگر دوسرے مذاہب والے بھی اس اصول پر کاربند ہو سکیں تو دنیا میں آج ہی امن کا دور دورہ ہو سکتا ہے لہذا ہم سب یک زبان ہو کر یہ آواز بلند کہیں

بولو امن کے شہزادے کی جے

چندہ تحریک جدید اور زمیندار جماعتیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کے زمیندار احباب کو موقع عطا فرمایا۔ انھوں نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ العزیز کی تحریک جدید میں لبیک کہا۔ اور نہ صرف وعدے ہی فرمائے بلکہ ایک معتدبہ حصہ زمیندار احباب نے اپنے وعدوں کا ایفا بھی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرماوے

ابھی ایک حصہ جماعت کا ایسا بھی ہے کہ جن کا وعدہ قابل وصول ہے۔ اب یہ دن زمیندار احباب کے فصل ربیع کے ہیں۔ پس وعدہ کرنیوالے مخلص زمیندار احباب سے التماس ہے کہ انھوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے حضور قربانی کا جو وعدہ فرمایا ہے اسے اس فصل سے ادا کریں۔ کیونکہ اکثر وعدے احباب کے ماہ مئی۔ جون میں ہی فصل پر ادا کرنے کے ہیں اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرماتا رہے

خاکسار

برکت علی خان نائب سکرٹری تحریک جدید

مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کونسی ادا پیاری لگی؟

سیرت نمبر کے لئے چند احباب سے جو دفتر الحکم کے پاس سے گزرے۔ میں نے مندرجہ بالا سوال کیا۔ میری غرض اس سے یہ تھی کہ میں دیکھوں کہ احباب اس کے متعلق چند فقروں میں کیا کہتے ہیں۔ اور اسطرح سے مختلف خیالات کا مجموعہ ایک دلچسپ مضمون کی شکل میں ظاہر ہو سکے گا۔ بیشک جواب میں احباب کو آزادی دی کہ خواہ وہ ظاہری اداؤں کی طرف چلے جائیں یا باطنی یعنی سیرت کی طرف ہر قسم کا جواب کوئی نہ کوئی شان محبوبی اپنے اندر ضرور رکھے گا۔

میرے اس سوال کو بہت سے احباب نے حیرت سے دیکھا۔ اور بعض نے اس لحاظ سے غلط قرار دیا کہ وہ مجسمہ حسن و احسان تھا اس کی کسی خاص ادا کو دلربا اور پیارا اور باقیوں کو چھوڑ دینا یا کم پیارا کہنا درست نہیں ہو سکتا۔ مانا —— بیشک محبت کا تقاضا یہی ہے۔ لیکن ایسے سوال سے عام طور پر مراد یہ ہوتی ہے کہ کس خاص بات کو اپنے قلب پر نمایاں پاتے ہیں۔ چنانچہ بعض احباب نے دلچسپ جوابات دیئے۔ اگر اس سلسلہ جواب کو لمبا کیا جائے۔ تو چند سطروں میں حضور کی سیرت کے ہزاروں پہلو نکل آئیں۔ تاہم میں الحکم کے اس خاص نمبر میں اس سوال کے نمبر میں ایک جدت پیش کرتا ہوں

جوابات کے لئے کوئی خاص ترتیب نہیں رکھی گئی بلکہ جس ترتیب سے جوابات مجھے ملے ہیں۔ اسی ترتیب سے میں نے درج کر دیئے ہیں۔

(ایڈیٹر)

۱ —— جناب اللہ دین صاحب فلاسفر

میں نے دیکھا کہ اس زمانے میں ہر ایک چیز نے غیر معمولی اور حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ مثلاً میں نے جاپان کا کارخانہ دیکھا۔ اور دھاریوال کا کارخانہ دیکھا تو میں محو حیرت ہو گیا۔ یہ جولاہوں کے کام کی ترقی کا ایک نمونہ ہے جیسے کوئی یہ نہیں جو لاہا ترقی پر لیجاتے لیجاتے اس مقام پر لے گیا۔

آج اس جولاہے کی عظمت کو راجے مہاراجے بھی مانتے ہیں۔ اور اس کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہی حال ہر ایک چیز کا ہے۔ ہر ایک باب علم کا ہے۔ ایسے علمی اور ترقی یافتہ زمانہ کے لئے جو نبی آنا چاہیئے وہ کیا ترقی یافتہ ہونا چاہیئے؟ پس میں حضرت مسیح موعود کی عظمت کو دیکھتا ہوں اور محو حیرت ہو جاتا ہوں۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ حضور کی کس ادا کو پیاری کہوں اور کس کو نہ کہوں۔

۲ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی

میرا محبوب دشمنوں کا بھی ہمدرد تھا۔ غریبوں کا غمگسار تھا۔ اس کو کسی بڑائی کی خواہش نہ تھی۔ اس کی یہ شان تھی کہ حضور کے لخت جگر صاحبزادہ مبارک احمد کی نعش سامنے رکھی تھی مگر وہ اسوقت روتا نہیں۔ اس کے منہ سے اسوقت بھی اسلام اور خدا کے سوا کچھ نہ نکلتا تھا۔ ان اوصاف سے متصف محبوب کی میں کس ادا کو پیارا کہوں۔ اور کس ادا کو دوسری پر ترجیح دوں

۳ مہاشہ محمد عمر مولوی فاضل

میرے دلبر آقا کی تحدی اور یقین نے وہ اثر کیا کہ میں اس کی اس ادا پر قربان ہو گیا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ مفتری دنیا کو للکارے اور تحدی کرے۔ پس میں تو ان کی تحدی اور یقین پر قربان ہوں

۴ مرزا ارشد بیگ صاحب

میں تو حضور کی آنکھوں کا متوالا ہوں اور جو حیا اور جو لطف و کرم ان آنکھوں میں پوشیدہ تھا میں نے کسی کی آنکھوں میں نہ دیکھا ——

(۵) جناب قاضی محمد یوسف صاحب آف پشاور

حضور سادگی کے مجسمے تھے۔ اور تکلفات سے دور تھے ——

در شان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی امیر جماعت احمدیہ پشاور

خوش بگوشم کلام احمد شد
زاں دل من غلام احمد شد
چوں مرا مے برد لبوئے خدا
خود مرا ہم مرام احمد شد
آں مسیحا کہ بر فلک گویند
ظاہر انیجا بنام احمد شد
مردگاراں دوبارہ زندہ نمود
زندگی بخش جام احمد شد
قتل دجال شد بہ تیغ دلیل
کامیابی بہ کام احمد شد
عرش در فرش دور ہست ولے
منزلش طے بہ گام احمد شد
خاتم انبیاء محمد بود
بر ولایت ختام احمد شد
سیزدہ شب گذشت بعد نبی
روبمز ابلہ تا تمام احمد شد
انبیاء گرچہ بودہ آند بسے
فوق زایشاں مقام احمد شد
چوں محمد سلام گفتہ براو
برتو واجب سلام احمد شد
روز در خلق و شب بقرب خدا
بہ زنقطہ منام احمد شد
گشت آزاد از شر شیطاں
آنکہ دربند دام احمد شد
ہر دہ گو کے بود کسے کاراں
در رہائش لجام احمد شد
ہیچ فہمیدہ نظام الشمس
مظہر او نظام احمد شد
اتباعش چو ماسن خلق است
جائے یوسف خیام احمد شد

(۶)

غازی نذیر احمد صاحب برقؔ پریذیڈنٹ احمدیہ سولر سوسائیٹی

مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ عاشقانہ ادا پیاری لگی۔ جو حضور سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق کے رنگ میں ظاہر ہوئی حضور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کمال عشق تھا اس کی نظیر اور شان دنیائے محبت میں بالکل نرالی۔ اور انوکھی ہے۔

(۷)

بابا محمد حسن صاحب واعظ

حضور کی یہ شان تھی کہ ہر ایک آدمی جو حضور سے وابستہ تھا۔ اس سے ایسی محبت کرتے تھے کہ وہ یہ سمجھنے لگتا کہ حضور مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اپنے خدام سے محبت کی یہ مساوات میں نے اور کسی انسان میں نہ پائی۔ اور پھر طرفہ یہ کہ اپنی ذات کو حضور کبھی بڑا بنانے کی نہ خواہش کرتے تھے۔ اور نہ کوشش۔ وہ خوبیوں کی کان تھا

(۸)

ماسٹر عبد الرحمان صاحب بی اے نو مسلم

میں سکھ سے مسلمان ہوا۔ میرا دل اسی محبت کا شکار رہا۔ جو حضور اپنے خدام سے فرمایا کرتے تھے وہ ایسی محبت تھی کہ کبھی معلوم نہ ہو سکا کہ حضور کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

(۹)

مسٹر غلام محمد صاحب اختر سٹاف وارڈن لاہور

مجھے حضور کی قبولیت دعا پیاری لگی۔

(۱۰)

بھائی مدد خان صاحب

مجھے حضور کا چہرہ بہت پیارا لگتا تھا میں جب اسکو دیکھتا۔ اپنے سارے غم بھول جاتا۔

(۱۱)

بابا کریم بخش صاحب مہاجر

میں نے جب حضور کو پہلی دفعہ دیکھا۔ تو حضور کا جلوہ مجھے بہت پیارا لگا۔ جس نے میری قوت کو سلب کر دیا۔ میں جہاں کھڑا تھا وہاں کھڑا رہ گیا۔ اور نہ میں آگے ہو سکتا تھا۔ اور نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ وہ کیسا جلوہ تھا۔ اس میں کونسا جادو تھا میں اسکو نہ جان سکا۔

(۱۲)

جناب ڈاکٹر غلام غوث صاحب

حضور اسقدر مجسمہ حُسن و اخلاق تھے کہ میں حیران ہوں کہ میں حضور کی کس ادا کو پیارا کہوں اور کس کو نہ کہوں۔

(۱۳)

جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر ایک ادا دلربا و دلکش تھی میں کس کو کس پر ترجیح دوں ع

کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است

(۱۴)

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صورت مجھے بڑی پیاری لگتی تھی آنکھوں میں غنودگی سی تھی جو دلبر ہمیشہ یہ اثر پیدا کرتی تھی کہ حضور ذکر الٰہی میں مستغرق ہیں۔ یہ وہ منظر ہے جو اب تک میری آنکھوں میں پھرتا رہتا ہے اس کی دید سے میرا دل گداز ہے۔

(۱۵)

مولوی عبد اللہ صاحب اعجاز

حضور کے متعلق میں کیا کہوں ؎

سرفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است

(۱۶)

چودھری مظفر الدین صاحب بنگالی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امن پسندی مجھے بہت پسند آئی کرشن جی مہاراج اور رامچندر جی مہاراج اور مہاتما بدھ کو انبیاء کے زمرے میں تسلیم کر کے ہم کو یہ تعلیم دی کہ ہم دوسروں کے بزرگوں کی عزت کریں۔ اور جب یہ اصل دنیا میں کام کرنے لگے تو اس سے کسقدر امن دنیا میں پیدا ہو گا۔ پس حضور کی مجھے امن پسندی بہت پسند آئی۔

(۱۷)

جناب مفتی فضل الرحمان صاحب طبیب

میرا آقا سید القوم خادمھم کا مصداق تھا۔ میں دوسروں کی کیا کہوں۔ اپنی کہتا ہوں۔ گرمی کا موسم تھا۔ حضور نے فجر کی نماز کے بعد مجھے گورداسپور بھیجا میں وہاں سے ۱۲ بجے سخت دھوپ میں واپس آیا۔ حضرت اسوقت گول کمرے کے پچھلے کمرے میں تھے۔ اور آرام فرما رہے تھے۔ کمرہ ٹھنڈا تھا۔ پنکھا لگا ہوا تھا۔ میں نے حاضر ہو کر جواب پیش کیا۔ حضور نے ازراہ شفقت فرمایا کہ میاں فضل الرحمان تم بیٹھو۔ میں تمہارے لئے شربت لاتا ہوں۔ میں گرمی کا مارا ہوا تھا۔ اور سفر کی منزل سے تھکا ہوا تھا۔ بستر پر لیٹ گیا۔ اور خیال کیا کہ جب حضور کی آہٹ پاؤں گا۔ اٹھ کر بیٹھ جاؤں گا۔ لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ حضور آئے اور مجھے معلوم نہ ہوا۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گذرنے پر آنکھ کھلی۔ دیکھا میرا آقا سید و مولی کھڑا ہے۔ پنکھے کی رسی اس کے ہاتھ میں ہے اور مجھے ہوا دے رہا ہے میں دیکھتے ہی گھبرا گیا۔ بیقرار ہو گیا۔ گھبراہٹ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور ندامت سے چور تھا۔ حضور نے میری ندامت کو دیکھ کر فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں آپ تھکے ہوئے تھے میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا یہ لو شربت پی لو۔

ایسے محسن آقا کی ہر شان جب مجھے یاد آتی ہے میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں میں اس محسن آقا کی کس بات کو کس پر ترجیح دوں۔ یہ میری طاقت سے باہر ہے۔

(۱۸)

بابو محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر

مجھے حضور علیہ السلام کا وہ کلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے۔ اور حضور کا وہ عشق جو حضور کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا بہت پیارا لگتا ہے۔

(۱۹)

بابو وزیر خان صاحب بلب گڑھی

حضور کا چہرہ اسقدر خوبصورت تھا کہ یہ خوبصورتی میں نے کسی انسان میں نہ دیکھی۔ حضور جب کلام کرتے تھے تو چاند کی طرح چمکتا ہوا چہرہ نظر آتا تھا۔ آج تک حضور کے پیارے چہرے کی یاد میرے دل میں دلنشین ہے اور میں اس منہ کی دید کا بھوکا ہوں۔

(۲۰)

شیخ عبد الرحمان صاحب قریشی مسکین فرید آبادی

مجھے تو حضور کے اخلاق نے گرویدہ کر لیا۔ میں جب حضور کی مجلسوں میں اپنا کلام پیش کرتا تو شعراء کی نگاہ میں وہ شاعری سے گرا ہوا ہوتا مگر حضور پسند فرما کر تبسم فرماتے۔ اور میرے جیسے ناچیز خادم کو چہرہ مبارک پر بل ڈال کر دلگیر نہ فرماتے کسی اور معمولی آدمی سے بھی میں توقع نہیں رکھتا کہ وہ اسقدر وسعت اخلاق کا منظر پیش کرتا چہ جائیکہ کوئی بڑا آدمی ہو

(۲۱)

پیر مظہر حق صاحب

میں نے بچپن میں حضور کو دیکھا۔ ہم بہت سے بچے اکٹھے ہو کر اس کمرے کے باہر شور مچاتے اور کھیلتے۔ جہاں حضور آرام فرماتے۔ بلکہ اسی پر بس نہ کر کے صحن میں بھی فٹ بال کھیلتے ہوئے اس دروازے میں بھی فٹ بال کی ککیں لگاتے حضور کمرے کے اندر موسم گرما میں آرام فرمایا کرتے تھے۔ مگر وہ اخلاق کا مجسمہ کبھی ناراض نہ ہوتا۔ اور کبھی نہ ڈانٹتا کہ کیوں میرے آرام میں خلل انداز ہوتے ہو۔

میں اب پورے شعور کے ساتھ انسانی فطرت کا مطالعہ کرتا ہوں اور اس عظیم الشان شخص کے اخلاق کو دیکھتا ہوں۔ تو حیرانی میں گم ہو جاتا ہوں۔

(۲۲)

منشی کظیم الرحمن صاحب

جو بچے یہاں تعلیم کے لئے قادیان میں حضور کے زمانے میں آئے تھے۔ حضور انپر اپنے بچوں کی طرح مہربان تھے۔ ایک دفعہ میرے بھائی

محب الرحمٰن کے روپیہ آنے میں تاخیر ہوئی۔ اور ضابطہ کے مطابق ان کی روٹی بند ہوگئی۔ انھوں نے چند دن کسی دوسرے شخص سے ملکر کھانا کھالیا جب حضور کو اس کا علم ہوا سپرنٹنڈنٹ کو بلوایا اور اسپر سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ یہ بچے میرے پاس آئے ہیں۔ کسی کو کوئی حق نہیں کہ ان کی روٹی بند کرے۔ میرے بھائی محب الرحمان کو بلا کر اس کی بڑی دلداری کی اور تسلی دی۔ اور کہا کہ جب تمہاری روٹی بند ہوئی تو مجھے کیوں اطلاع نہ دی۔ یہ حضور کی شفقت کا علی الاعلان ایک منظر ہے۔

۲۳

قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی اے

مینے حضور کو دیکھا نہیں۔ مگر حضور کی دینی غیرت میرے دل میں گھر کر گئی ہے۔ خاصکر میں دو واقعات کا ذکر کرتا ہوں۔ پہلا واقعہ وہ ہے جو لیکھرام کے متعلق ہے۔ جب اس نے حضور کو سلام کیا تو حضور نے اپنا منہ اس سے اس لئے پھیر لیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ اور آپ کے سلام کے لئے آیا ہے۔

دوسرا وہ واقعہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح اول سے بڑی محبت تھی۔ حضور نے اپنی زبان مبارک سے ان کے حق میں فرمایا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے

اس قدر محبت کے باوجود جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت مولوی صاحب آریہ سماج کے اس جلسے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی۔ جلسہ کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نہ اٹھے تو سخت ناراض ہوگئے

میں نے اس غیرت دینی کے بہت سے منظر حضور کی سیرت میں پائے اور میں اسپر قربان ہوں ــــ

(۲۴)

حکیم عبد العزیز صاحب لسوڑی

میرے قلب پر حضور کے تقویٰ کا بہت اثر ہے۔ یعنی مجھے اس تقوے نے گرویدہ کر لیا میں نے اس تقوے کے جو منظر حضور کی ذات میں دیکھے۔ ان کا اثر اس زمانے بھی میرے قلب پر موجود ہے۔ حضور خود فرماتے ہیں ؎

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے

(۲۵)

شیخ نور الدین صاحب تاجر قادیان

حضور کی بشاشت میرے دلپر اب تک اثر انداز ہے۔ جب کسی خادم سے ملتے تو اسقدر مسرت اور بشاشت حضور کے چہرے سے ظاہر ہوتی کہ اسکی مثال نہیں ملتی۔

(۲۶)

جناب عبد الرحیم صاحب متخلص حشم دہلوی

میں حضور کے عفو تقصیر پر فدا تھا۔

(۲۷)

چودھری مولوی فضل محمد صاحب ہرسیاں والے

میرے دلپر حضور کی اس وسعت حوصلہ کا اثر ہے جو میں بارہا خود حضور کی طبیعت میں دیکھ چکا ہوں۔ میں کئی دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ایسی باتیں کرنے لگتا۔ جن کا حضور سے کوئی تعلق نہ ہوتا۔ مجھے اب وہ باتیں یاد آتی ہیں۔ تو حضور کے قیمتی وقت ضائع کرنے کا افسوس کرتا ہوں۔ مگر حضور نے کبھی بات سننے میں بے پرواہی یا عدم توجگی کا اظہار نہیں کیا۔ اور کبھی نہیں فرمایا کہ بس کرو۔ مجھے کوئی اور کام ہے۔ بلکہ پوری بشاشت سے حضور سنتے رہتے۔ پس اس وسعت حوصلہ کی نظیر مجھے کسی انسان میں نظر نہیں آتی۔

(۲۸)

سید عزیز الرحمان صاحب مہاجر بریلوی

ہر ایک شخص یہی خیال کرتا تھا کہ حضور مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ حضور کی محبت کی یہ شان مجھے بہت پیاری لگتی۔ اور حضور کا پگڑی باندھنا اور پگڑی کے پیچ مجھے بہت ہی بھلے۔

(۲۹)

جناب مولوی عبید اللہ صاحب تھالوی مہاجر قادیان

۱۹۰۷ء میں میں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اسوقت میں بہت کم عمر تھا۔ حضور علیہ السلام کا خلق اور محبت و شفقت سے مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا میرے والد سے کہیں زیادہ محبت کرتے ہیں حضور کا میری پیٹھ پر اپنا دست مبارک پھیرنا میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ وہ ایک مقناطیسی قوت تھی۔ جوں ہی میرے بدن سے مس ہوئی ایک بجلی کی رو کی طرح تمام بدن میں دوڑ گئی

اب بھی جب کبھی مجھے وہ خیال آتا ہے تو وہی بجلی کی لہر میرے تمام بدن میں لہریں مارنے لگتی ہے

(۳۰)

بابو محمد سعید صاحب آرشد سکرٹری مال راولپنڈی

۱۹۰۴ء میں میں کوئی دس برس کا ہوں گا۔ کہ جب طاعون اور پلیگ سے موتا موتی کا بازار گرم تھا جیسے بھڑجی کے بھاڑ میں چنے بھنتے ہوں۔ یا جیسے کوئی ڈاکٹر جراثیم کے مارنے کے لئے دوائی چھڑک دے اور کیڑے بلبلا بلبلا کر مر جائیں یہی حالت بجنسہ اسوقت زمینی آدمیوں کی تھی چونکہ ہمارے خاندان میں احمدیت ۱۸۹۷ء میں پہنچ چکی تھی۔ ہم نے اس پرشوکت اور پرہیبت نشان کو دیکھا

حضور علیہ السلام کا رعب کچھ اسطرح دلوں پر چھا گیا تھا بغیر ماننے کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ ہم لوگ آزادی سے چلتے پھرتے۔ کھیلتے کودتے۔ مگر احمدیوں کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ خدا کے فضل سے سب کے سب محفوظ رہے

میرے دل پر حضور علیہ السلام کا وہ پرشوکت و جلال اندازی نشان اور حضور کے رعب کا اسقدر گہرا اثر ہے کہ اب بھی مجھے وہ وقت یاد آتا ہے میں کانپ جاتا ہوں

(۳۱)

حبیب احمد کاتب الحکم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مضامین اند تحریر میں ایک روح اور ایک روشنی ہے۔ مجھے جب بھی مطالعہ کا موقع ملتا ہے۔ میرا دل سرور اور مسرت سے بھر جاتا ہے۔ میری روح وجد میں آجاتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے جس خوبی سے بڑے بڑے اہم مضامین کو چند سطروں میں ادا فرمایا ہے وہ دنیا کے بڑے بڑے فلاسفر۔ ادیب صحیفہ نگار بلبیئوں صفحوں۔ جزووں اور کتابوں میں بیان نہیں کر سکتے۔

لاریب وہ سلطان قلم تھا۔ مجھے اسی کی گردش قلم نے موہ لیا ہے۔

(۳۲)

مولانا الحاج عبد الرحیم صاحب نیر مبلغ اسلام

میں تو حضور کی نگاہ کا کشتہ ہوں۔ میں جب پہلی دفعہ قادیان آیا تو مینے پوربی زبان میں ایک نظم کہی جس کا ایک مصرع یہ تھا ؎

تنک نجر یا کینو ہمری اور گوپال

یعنی اے گوپال ہماری طرف بھی ایک نظر فرما۔ حضور نے یہ سن کر آنکھ اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اس نظر کا جادو مجھپر ایسا ہوا کہ میں اس کا نقشہ کھینچ نہیں سکتا۔ میرا وہ جوانی کا عالم تھا ــــ امنگوں کا زمانہ تھا۔ دماغ میں شاعری کا دور دورہ تھا۔ مگر خدا کی قسم اس نظر کے بعد اس سے بہتر اور خوبصورت نظر آجتک نظر نہ آئی۔

(۳۳)

حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی

بجہر احمدیت کیوجہ سے مخالفوں نے مقدمات کر دیئے اور میرا مکان مجھ سے چھین لیا۔ میں نے حضور سے شکوہ کیا۔ حضور نے فرمایا کہ:

حافظ صاحب! لوگ ختنوں اور شادیوں پر مکانات فروخت کر دیتے ہیں۔ آپ کا مکان اگر خدا کے لئے جاتا ہے تو جانے دو اس بات کا مجھپر وہ اثر ہوا جیسے زلیخا نے ایک شعر میں حضرت یوسف کی خریداری پر کیا ؎

جان دادم چندادم جہاں خریدم

بحمد للہ عجب ارزاں خریدم

اس دن سے میرے دل میں سے مکانوں وغیرہ کی محبت جاتی رہی اور ان کی قدر و قیمت ایک ٹوٹی جوتی کی برابر بھی نہ رہی۔

ہاں خدا نے پھر اپنے فضل سے مجھے سب کچھ دیدیا جواب میں انعام کے رنگ میں سمجھتا ہوں۔

(۳۴) محمد اسمٰعیل صاحب صدیقی۔ میں حضور علیہ السلام کے جذبہ تبلیغ پر فدا ہوں جو حضور نے ہم مسلمانوں میں پیدا کر دیا اللھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد و علیٰ عبدک المسیح الموعود و بارک و سلم

احمدی نوجوانوں کا نعرۂ لبیک

(از جناب مولوی عبد اللہ خان صاحب اختر جتوئی بلوچ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

تحریک جدید کے مطالبات حضرت شاکر صاحب نے نظم کیئے۔ اور حضرت اختر صاحب نے اُن کا جواب نعرہ لبیک میں دیا اختر صاحب کی یہ سعی جو ہر احمدی نوجوان کے جذبات کی ترجمان ہے قابل شکریہ ہے۔ اختر صاحب اب تبلیغ کے لئے ہندوستان سے باہر گئے ہیں۔ احباب اُن کی کامیابی کے لئے دعا کریں ؛

(ایڈیٹر)

اے مرے آقا مرے رہبر مرے دل کے قرار
اے شہ لولاک کے نور بصر فضل عمر

ہادیٔ دین متیں محبوب خیر المرسلیں
تیرے دامن سے ہے وابستہ حیات روزگار

تیرے دم سے ہو رہے ہیں بحر و بر آباد پھر
سینکڑوں مُردوں نے پائی تیرے دم سے زندگی

تیرے دل میں درد ہے اسلام کا ایمان کا
آپنے پھیلا دیا ہر ملک میں اسلام کو

خدمت اسلام میں مشغول ہیں صبح و مسا
ہم بھی اب لبیک کہتے ہیں تیری آواز پر

دین کو دنیا پہ رکھینگے مقدم ہر گھڑی
ایک ہی سالن پہ ہر دم ہم کرینگے اکتفا

سینما تھئیٹروں کے ذکر اذکار بند
ہم نئے زیور خریدیں گے نہ بنوائیں گے پھر

اپنے بچوں کو کریں گے وقف دیں کے واسطے
ہم نہیں ڈرتے کبھی احرار پُر اشرار سے

سر کٹانے کے لئے تیار ہیں چھوٹے بڑے
آپ گر فرمائیں "جاؤ ڈوب کر مر جاؤ تم"

ایک دنیا دیکھ لیگی ہم نہ ٹھیرینگے کبھی
در حقیقت آپ کا فرمان ہے حکم خدا

زندگی ہے در حقیقت موت کی آغوش میں
مال کیا اولاد کیا ہم دے چکے ہیں جان بھی

ہم مٹا ئینگے رسومات قبیحہ سب کی سب
ہم مٹائیں گے تمیز خادم و مخدوم کو

گورے کالوں کو ملا کر ایک کر دینگے کبھی

معدن صدق و صفا اے عاشق پروردگار
احمد مختار کے لخت جگر فضل عمر

مصلح موعود قبلہ اے امیر المومنیں
تیری الفت ہی ہے روحانی ترقی کا مدار

تیرے دم سے ہو گیا فتنہ و شر برباد پھر
جو ہر ظلمت زدہ کو مل گئی تابندگی

تیرا دل ہمدرد ہے غربت زدہ انسان کا
اور قرباں کر دیا ہے نیند کو آرام کو

اپنا تن من دھن سبھی اسلام پر قرباں کیا
ناز کرتے ہیں تیری اسکیم کے اعجاز پر

ہم رہیں گے بھائی بھائی مل کے باہم ہر گھڑی
چھوڑ دینگے کپڑے بنوانا ضرورت کے سوا

آپکے ارشاد پر ہم سب رہینگے کاربند
سر میں یہ سودا کبھی بھی ہم نہیں لائینگے پھر

بھیج دینگے اُن کو ہم علم و یقیں کیواسطے
اور گھبراتے نہیں ہم لشکر جرار سے

آپکے ارشاد کے ہیں منتظر سارے کھڑے
پیارے دیں کیواسطے کچھ جوش تو دکھلاؤ تم

دیکھتے ہی دیکھتے ہم کود جائینگے سبھی
مادیت اور دہریت کا بھی عقدہ کھل گیا

آ رہی ہے یہ صدا ہر احمدی کے گوش میں
جس کے بدلے مل گیا ایمان بھی عرفان بھی

پرچم اسلام پھر ہر گھر میں کر دینگے نصب
ہم نہ چاہینگے کبھی بھی عزت موہوم کو

سارے عالم کے برُوں کو نیک کر دینگے کبھی

رشتہ اصلاح چھوٹیگا نہ اپنے ہاتھ سے
دردمندوں پر کرینگے جان ہم اپنی فدا

موت سے تو ہم کو ملتی ہے حیات جاوداں
لاکھوں حملے ہو رہے ہیں ہم پہ غیر اقوام کے

جان میں ہے جان جب تک آگے بڑھتے جائینگے
ہم بیاں کرتے رہینگے خوبیاں اسلام کی

چیختے چلاتے آخر چھوڑ دیں گے ایکدن
صلح کرنے کیلئے پیغام بھیجیں گے ہمیں

خوب ہی دل کھول کر ایذائیں دیں ہم کو مگر
دیکھ لینا اس دل آزاری کا ہو انجام کیا

ظلم رانی کا نتیجہ ہے تباہی دیکھنا
غیر ملکوں میں بھی ہم اسلام کو پھیلائینگے

بھوکے پیاسے رہ کے بھی تبلیغ کرتے جائینگے
فخر کرتے جائینگے قرآن کی آیات پر

حادثات دہر سے ہرگز نہیں گھبرائینگے
احمدیت کی صداقت کو کرینگے آشکار

ہم ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں اپنی جان کو
کس طرح اغراض ممکن ہو سکے اسکیم سے

سارے حصوں پر عمل کرتے رہینگے تین سال
ہم اٹھا دینگے جہاں سے رسم بیکاری کو جب

الغرض ہم ساری باتوں پر عمل پیرا ہوئے
اے مرے محمود قبلہ میں بھی ہوں خدمتگذار

عدل اور انصاف نکلے گا ہماری بات سے
ہم مٹا دینگے جہاں سے ظلم اور جور و جفا

جس پہ شاہد مدتوں سے ہو رہا ہے آسماں
ہم ہیں دیوانے مگر خدام ہیں اسلام کے

کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہم اُسے سمجھائینگے
گو کریں بوچھاڑ ہم پر طعن کی دشنام کی

لیڈران احرار کے منہ موڑ لیں گے ایکدن
اور وفاداروں میں اپنے نام بھیجیں گے ہمیں

ہم بھی اب اللہ کے گھر جاتے ہیں خستہ جگر
آہ لاتی ہے دل مظلوم کی پیغام کیا

روشنی آنے سے مٹتی ہے سیاہی دیکھنا
گو بھکاری یا گدائے بے نوا کہلائینگے

گو دبائینگے مخالف ہم ابھرتے جائینگے
اور امیر المومنیں کے پاک ارشادات پر

کام جو کرنا ہے آخر ایکدن کر جائینگے
گرچہ ہم کو گالیاں کھانی پڑیں ستر ہزار

جان پر بھی ہم مقدم رکھتے ہیں ایمان کو
ہے ہماری آبیاری شیوۂ تسلیم سے

حسب حیثیت ادا کرتے رہینگے نقد مال
ایک دنیا بول اُٹھے گی العجب ثم العجب

احمدیت کے نئے اعجاز پر شیدا ہوئے
آپکے ارشاد کا میں کر رہا ہوں انتظار

حکم ہوتے ہی روانہ کام پر ہو جاؤں گا
میں تیرا اختر فدا اسلام پر ہو جاؤں گا

جری اللہ فی حلل الانبیاء

(از قلم جناب صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ سابق مبلغ ماریشس)

زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ظہر الفساد فی البر والبحر۔ تمام ادیان کے ماننے والے صرف قشر پر قانع ہو رہے ہیں۔ اور مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہو رہی ہے یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القراٰن الا اسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا کہ اسلام باقی نہیں رہے گا۔ مگر اس کا نام اور قرآن سے باقی نہیں رہیگا مگر رسم الخط۔ ان کی مساجد خوب سجاوٹ مزین اور آباد ہوں گی مگر ہدایت سے بالکل خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان کے پاس سے شرارت نکلیگی اور ان ہی میں واپس جائیگی

زمانہ حال کے خیالات دہریت کے زہریلے اثرات سے پُر ہیں۔ دجالیت کے زہریلے مواد تقریباً ہر ملک و ملت میں سرائیت کر گئے ہیں فلسفہ عتیق و جدید انہی توہمات سے بھرا ہوا ہے اور سب کا مآل دہریت اور مادہ پرستی ہے عقلی دلائل صرف ظن غالب تک پہنچاتے ہیں۔ اور وہ ایمان جو یقین اور بصیرت سے پُر ہوتا ہے۔ وہ دنیا سے بالکل مفقود ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا کہ لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس۔ اگر ایمان زمین سے اُڑ کر آسمان پر چلا جائے گا۔ تو بھی ایک فارسی الاصل انسان (مرد) اس کو حاصل کرلے گا۔ اب یہی وہ ہمارا موجودہ زمانہ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی نقص عیب لگاتے جاتے ہیں۔ بلکہ اس کی ہستی کو ہیچ سمجھا جاتا ہے وحی کے کلام کے ساتھ ہنسی کی جاتی ہے۔ اسکے انبیاء و رسل سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اور آجکل ملائکہ وغیرہ جزو ایمانیات کو لغو قرار دیا جاتا ہے وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون۔ اور بہت سے اسپر ایمان کا دعویٰ کرنیوالے اس کے ساتھ شرک کر رہے ہیں ما قدروا اللہ حق قدرہ اور چونکہ معرفت الٰہی ان کی خام ہے بلکہ بالکل عدم اسلئے ان کے خیالات اور معتقدات جو ذات الٰہی کے متعلق ہیں بالکل لغو اور لچر ہیں۔ مولوی ظفر علی ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا اسلئے ان کی تحریر خدا کی نسبت گستاخانہ اور بے ادبانہ نکل رہی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک کلام حضور علیہ السلام کی صداقت پر مہر لگا رہا ہے من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ جو اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ دیکھئے کیسی بیہودہ بات خدا کی نسبت اپنے شعر میں ۵ رمئی ۱۹۳۵ء کے زمیندار میں خدا کو مخاطب کرکے لکھتا ہے ؎

مجرم اگر ہوں میں تو ہے تو بھی قصوروار
پہلے ہی دن سے کیوں ہوئی روش درگذر تری

اگر ان کو خدا کی معرفت حاصل ہوتی۔ تو ایسا کلام انکے منہ اور قلم سے کبھی نہ نکلتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اعلمکم باللہ واتقٰکم میں تم سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ سے صرف اسکے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اللہ کو جانتے ہیں۔ اگر ظفر علی امام وقت کو پہچانتا تو ایسی نامعقول بات خدا کے متعلق نہ کہتا۔

یہ بالکل سچی بات ہے اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہی انسان کو گناہ سے پاک کرسکتا ہے۔ رسمی ایمان صرف چھلکا ہے جس کے اندر مغز نہیں ہے۔ وہی چھلکا مفید اور قابل قدر ہے جو اپنے اندر مغز رکھتا ہے۔ اور مغز کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اگر وہ چھلکا ہی چھلکا ہے اور اس کے اندر مغز بالکل نہیں ہے تو وہ پھینک دیئے جانے کے قابل ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قدیم سنت ہے کہ ایسا محکم ایمان صادقین کی معیت میں حاصل ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے دکھانے کا آئینہ ہوتے ہیں۔ وہ خدا تو نہیں مگر وہ خدا نما ضرور ہوتے ہیں۔

قانون قدرت اور عقلی دلائل سے انسان خدا کی ہستی پر ظن غالب کرسکتا ہے۔ فلسفیانہ دلائل ضرورت ہستی باری تعالیٰ کو ثابت کرتے ہیں۔ وہ یہ بتاتے ہیں کہ خدا ہونا چاہیئے۔ ان سے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ خدا ہے بھی۔ اور یہ بالکل واضح اور صریح بات ہے کہ ہونا چاہیئے۔ ناقص معرفت الٰہی اور ہے کامل معرفت الٰہی کا جام پلا رہی ہے فلسفی اپنی عقل سے خدا کو تلاش کرکے معلوم کرتا ہے۔ اور اس طرح کا اللہ تعالیٰ پر احسان جتاتا ہے کہ میں نے اپنی عقل سے اسکو معلوم کیا مگر نبی پر خدا اپنے تئیں اپنے کلام سے ظاہر کرتا ہے اور اپنی میٹھی گفتار اسکو سناتا ہے یہی وجہ ہے کہ فلسفی کی ناقص معرفت فلسفی کے اعمال اور افعال میں کوئی اچھی تبدیلی پیدا نہیں کرتی۔ اور نبی خود بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور اسکے پاس بیٹھنے والے بھی پاک ہو جاتے ہیں اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات اللہ مومنوں کا مددگار بن جاتا ہے ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں (معرفت الٰہی سے بے نصیب) کا مددگار شیطان ہو جاتا ہے جو ان کو نور سے نکال کر اندھیروں کی طرف لیجاتا ہے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنا وعدہ یاد رکھا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ضرور ہم نے قرآن شریف کو اتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرینگے۔ سو خدا تعالیٰ نے فیج اعوج کے زمانہ میں اپنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیج کر اپنے کلام قرآن شریف کی حفاظت کی۔ اور لوگوں کے قلوب میں ازسر نو وہی ایمان پیدا کردیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا تھا۔ جیسا کہ خود اس نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں ایمان آسمان پر چلا جائیگا اور ایک فارسی الاصل مرد اسکو آسمان سے واپس لائیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اپنے وجود کو ظاہر کیا اور اپنے متکلم ہونے کا ثبوت دیا اور ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ اب بھی کلام کرتا ہے جیسا کہ پہلے کلام کرتا تھا۔ جیسا کہ وہ آدم کے ساتھ بولا نوح کے ساتھ کلام کیا ہود اور صالح کو وحی کی اور ابراہیم اور موسیٰ سے باتیں کیں اور عیسیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا۔ اس خدا نے ہمارے اس مادہ پرستی اور دہریت کے زمانہ میں احمدیت قادیانی سے باتیں کیں اسپر اپنی وحی نازل کی۔ اسپر امور غیبیہ بکثرت ظاہر کئے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ خدا تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ یعنی کثرت سے اسپر امور غیبیہ ظاہر نہیں کرتا۔ مگر اسی پر جس کو وہ اپنا رسول بنا کر پسندیدہ کرلیتا ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے:۔ ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فاٰمنوا باللہ ورسلہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ تم کو غیب پر غالب کردے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرلیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اسکے رسولوں پر۔ اگر تم پاک ہونا چاہتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم اور اگر اللہ تعالیٰ اور اپنے زمانہ کے رسول پر ایمان لے آؤ گے تو تم کو بہت اجر ملے گا۔

خدا کی عجیب شان ہے کہ یہ ہماری صدی چودھویں صدی ہے اور چودھویں رات کا چاند اپنے اندر سورج کے تمام کمالات لے لیتا ہے اور اس کے کسی حصہ میں تیرگی اور تاریکی نہیں رہتی۔ خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی میں معمولی مجدد نہیں بھیجا بلکہ مسیح موعود کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ جس نے تمام کمالات نبوت محمدیہ کو اپنے اندر لے لیا۔ مگر ظالموں نے اس کی قدر نہ کی اور بالکل انکار کردیا۔ اور یہ گوارا کر لیا کہ خدا اور رسول کا وعدہ جھوٹا ہو جائے۔ مگر مسیح موعود کو نہیں مانیں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علے راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ۔ کہ اللہ تعالیٰ جو عزت و جلال والا ہے وہ بھیجتا رہے گا مجدد اس امت کے لئے ہر سو سال کے سر پر جو اس کے لئے اسکے دین کو تازہ کرتا رہے گا ۔ وہ خدا جس نے پہلی تیرہ صدیوں میں مجدد بھیجے اور ہر صدی پر وہ مجدد بھیجتا رہا تو کیا اس صدی میں اُس نے اپنے وعدہ کے خلاف کرنا تھا ہرگز نہیں ۔ اس نے اپنا مجدد جو کہ مہدی اور مسیح موعود تھا بھیجدیا ۔ مگر فمنھم من امن ومنھم من کفر جیسا کہ ہر نبی کے زمانہ میں ہوتا رہا ہے ۔ ایسا ہی یہاں بھی ہوا ۔ بعض ایمان لے آئے اور بعض نے کفر کیا ۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سارے بنی اسرائیل نے نہیں مانا تھا ۔ ایسا ہی مسیح موعود کو سارے مسلمانوں نے نہیں مانا ۔ فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طائفۃ ایک گروہ بنی اسرائیل میں سے ایمان لایا ۔ اور ایک گروہ کافر بن گیا ۔ ایسا ہی سارے مسلمانوں کا مسیح موعود کو نہ ماننا اس بات کی دلیل نہیں ہے .... کہ مسیح موعود علیہ السلام سچے نہیں ہیں ۔ بلکہ جیسے کہ سارے بنی اسرائیل کے نہ ماننے سے حضرت عیسیٰؑ جھوٹے نہیں تھے سچے کی دلیل آگے بیان فرماتا ہے فایدنا الذین امنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین ۔ جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اُن کی ہم نے مدد کردی ان کے دشمنوں پر ۔ پس وہ غالب ہو گئے ایسا ہی یہاں بھی مسیح موعود پر ایمان لانیوالوں کی اللہ تعالیٰ مدد کر رہا ہے ۔ اور وہ دلیلوں سے نہ ماننے والوں پر غالب ہیں ۔ قرآن و حدیث اور تعامل اسلام اور عقلی دلائل کی رو سے احمدی غیر احمدیوں پر غالب ہیں ۔ بے شک سیاسی طور پر تمام اسلام کے مدعی مسلمان کہلائینگے ۔ جیسا کہ ہندوؤں کے تمام فرقے ہندو کہلاتے ہیں ۔ ایسا ہی عیسائی خواہ وہ بے شمار فرقوں میں منقسم ہوں ۔ مگر ہر فرقہ اپنے آپ کو حقیقی مسلمان یا حقیقی ہندو یا حقیقی عیسائی سمجھتا ہے ۔ اور دوسروں کو غیر حقیقی مسلمان یا ہندو یا عیسائی خیال کرتا ہے ۔ مگر درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے ۔ اب حقیقی مسلمان وہی ہیں جو کہ اللہ و رسول کو سچے مانیں ۔ اور جو انکے وعدے کے موافق آوے اُس کو قبول کریں ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ۔ اور ایسے وقت میں بھیجا جبکہ اسلام ظاہری سلطنت میں بھی کمزور ہو گیا تھا اور روحانی طور پر بھی اس کی حالت نہایت نازک تھی ۔ فیج اعوج کی ایک ہزار برس کی رات اس پر طاری تھی ۔ یاجوج ماجوج اپنی پوری طاقت کے ساتھ زمین کے اعلےٰ اور عمدہ ملکوں پر قابض ہو چکے تھے ۔ مادہ پرستی اور دہریت کا دور تھا ۔ مغربیت نے روحانی تہذیب اور تمدن کو بالکل بگاڑ دیا تھا ۔ قریب تھا کہ حق بالکل پوشیدہ ہو جائے اور باطل اپنی ساری شان و شوکت کے ساتھ دنیا میں غلبہ پا جائے ۔ خدا نے اپنا وعدہ یاد کیا اور حضرت احمد قادیانی کو اپنے کلام پاک سے مشرف فرمایا ۔ اور امور غیبیہ کے خزائن آپ پر کھول کے نما کر اس کو بھیجدیا ——

تمام انبیاء کا بروز

اور تمام مذاہب کے بانیوں نے جو دنیا کے مصلح کے لئے پیش گوئی کی تھی وہ پوری کر دی اور سب کے بیان کردہ نشانات اور علامات آپ کے وجود باجود پورے کر دیئے ۔ اور خدا سے کلام پاکر اور خدا کے حکم سے آپنے دعویٰ کیا ۔ اور خدا نے آپ کی تائید کی اور تمام مخالفین نے ناخنوں تک زور لگایا ۔ مگر وہ ناکام رہے

اگر خدا تعالیٰ اسوقت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں نہ بھیجتا ۔ تو دنیا میں دہریت ہی دہریت پھیل جاتی تمام کالجوں کے تعلیم یافتہ عیسائی دہریہ بن رہے تھے اور قریب تھا کہ سب دہریہ ہو جائیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے مسلمانوں میں سے عیسائی ہونے بند ہو گئے ۔ عیسائی اور آریوں کے اعتراضات کے جو دندان شکن جوابات حضرت مسیح موعود نے دیئے ہیں وہ ایسے ہیں جن سے وہ ہمیشہ کے لئے مر گئے ۔

مسیح موعود اکیلے تھے ۔ خدا نے فرمایا تھا کہ میں تمھیں ایک زبردست جماعت دوں گا ۔ سو خدا نے آپ کو ایک زبردست جماعت دے دیدی ۔ جن کے سامنے دلائل کے ساتھ کوئی ٹھہر نہیں سکتا

خدا نے وعدہ کیا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ۔ سو آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے کناروں تک آپ کی تبلیغ پہونچ گئی ہے ۔ اور حضور کی ذریت سے حضور کا نظیر حسن و احسان میں **محمود** موجود ہے ۔ جو اپنے کاموں میں اولوالعزم ہے اور اس کے ذریعہ سے دنیا کے تمام براعظموں اور ملکوں میں حضور کا نام پہنچ گیا ہے

اسوقت مسلمانوں میں ایک نیا گروہ پیدا ہوا ہے جو اپنے تئیں احرار کہلاتا ہے ۔ ان کو حق اور سچ سے کوئی کام نہیں ہے ۔ وہ اپنی دنیاوی اغراض کو مدنظر رکھ کر کبھی کانگریس کے ساتھ ملتا ہے ۔ اور کبھی دنیا ہی گورنمنٹ کے خلاف تقاریر کر کے عوام کالانعام میں شورش پیدا کر کے روپیہ وصول کرتا ہے مگر جب اس نے دیکھا کہ یہ سب ذرائع آمدنی بند ہونے لگے تو اس نے احمدیوں کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا ۔ اب وہ لوگوں میں جھوٹ بول کر دھوکہ دیکر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتا ہے ۔ اور لوگوں کو کہتا پھرتا ہے کہ نعوذ باللہ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں ۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور سیاہ جھوٹ ہے ۔ جتنی احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے ہیں ۔ اتنی کوئی عزت کر سکتا ہی نہیں ۔ کیونکہ عزت وہی کرتا ہے جس کو اس کی عزت اور شان معلوم ہوتی ہے ۔ احمدی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول مانتے ہیں ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے احمد نبی بن گیا ۔ اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے کوئی نبی نہیں بن سکتا ۔

احمد علیہ السلام نے اسلام کو سچا اور زندہ مذہب ثابت کر دیا ۔ اور اس پیشگوئی کو سچا کر دیا لیظھرہ علی الدین کلہ کہ وہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دیگا ۔

آپ نے تمام مذاہب کے لیڈروں کو دعوت دی اور ان کو الٹی میٹم دیا ۔ کہ جو کوئی کسی مذہب کا قائل ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرے ۔ کوئی میدان میں نہ آیا پوپ ۔ دیانند ۔ سجارک ۔ پنڈتوں ۔ پادریوں اور تمام علماء کو بلایا کہ وہ آکر اسلام کی صداقت کے زندہ ثبوت دیکھ لیں ۔ مگر سب دم بخود ہو گئے ۔

میں نے خود حضرت احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تیرہ برس آپ کی صحبت میں گزارے ہیں ۔ خدا کا کلام جو آپ پر نازل ہوتا تھا ۔ براہ راست آپ کی زبان مبارک سے اپنے کانوں سے سنا ہے ۔ آپ کے چہرہ مبارک اور ہونٹوں کو حرکت کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ خدا کا کلام آپنے بلاواسطہ سنایا ہے ۔ اور اس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا ہے ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ لوگ تو سنی مسلمان ہیں ہزاروں واسطوں کے بعد سن کر مسلمان ہوئے ہیں ہم نے بلا واسطہ خدا کے بھیجے ہوئے مسیح موعود نبی اللہ سے خدا کا کلام سُنا ہے ۔ وہی الفاظ جو خدا نے اسپر نازل فرمائے اُس نے ہم کو سنا دیئے لاکھوں پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہوئیں ۔ ایسے بینات کا انکار کیوں کر ہو سکے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس سچی بات کا بھی انکار کر دیا جائے ۔ تو کوئی بات بھی پھر سچ ثابت کرنی محال ہو جائے گی ۔

یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم آپ کی صداقت کو ایسا ہی پہچانتے ہیں ۔ جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں

احمدیوں کے مخالفین کو جھوٹ بولنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ۔ بھلا اگر وہ حق پر تھے ۔ اور اس کو حق سے کام ہے تو پھر کیوں جھوٹ سے ان کو ہر وقت واسطہ زمیندار کا ہر پرچہ اور اس کا ہر بیان جو احمدیت کے خلاف وہ لکھتا ہے ۔ وہ سراسر جھوٹ سے لبریز ہوتا ہے ۔ وہ اپنی طرف سے جھوٹے اور لغو امور احمدیت کی طرف منسوب کرتا ہے ۔ تاکہ عوام بھڑک اٹھیں

مگر اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ سانچ کو آنچ نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ہفوات اور ہزلیات لوگ پڑھ پڑھ کر احمدیوں کی اصل کتابیں منگوا کر پڑھتے ہیں ۔ اور پھر سچ معلوم کر کے احمدیت قبول کر لیتے ہیں ۔ اور ان کے اکاذیب ہمارے لئے کھاد کا کام دے رہے ہیں ۔

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ
وکونوا مع الصادقین

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ ۔

یہ سچ سے کام نہیں لیتے ۔ کیونکہ صادقین کی معیت سے محروم ہیں ۔ نہ ان کو صادقوں کی معیت حاصل ہے ۔ اور نہ یہ صدق سے کام لیتے ہیں مکذبین کی ذلیل اور لعنت ان پر پڑ رہی ہے ۔ یہ کیسے سچ بول سکتے ہیں

اے خدا ! ہم نے تیرے مسیح کو مان لیا وہ صادق تھا ۔ ہمیں اس کی معیت میں رکھ آمین ۔

(غلام محمد سابق مبلغ ماریشس)

انک لعلیٰ خلق عظیم

(از جناب ماسٹر اللہ دتا صاحب مہاجر دار الرحمت قادیان)

میں ایکدفعہ جلسہ سالانہ پر آرہا تھا۔ ریل گاڑی میں میرے ساتھ ایک ہندو گریجوئیٹ تھے۔ انھوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ مرزا صاحب کا معجزہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر میں آپکے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات بیان کردوں تو آپ کہینگے اس سے بڑھ کر تو آج مسمریزم والے دکھا سکتے ہیں وہ اسوقت ضرور معجزات تھے۔ لیکن آج جبکہ علمی تحقیقات کمال جوبن پر ہے ان کی کوئی قدر و منزلت نہیں رہی اسلئے اس زمانہ میں خدا نے جس نبی کو پیدا کیا اسکو ایسے معجزات عطا کئے ہیں جن کو کوئی سائنس کوئی فلاسفی جھٹلا نہیں سکتی۔ اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) سب سے عالی شان معجزہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے وہ حضور کے اخلاق فاضلہ ہیں۔ جوں جوں کوئی شخص حضور کے اخلاق کا مشاہدہ کرے گا۔ اسی قدر اس کی حیرت بڑھتی جائیگی۔ اور اس کو اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ یہ انسانی طاقت سے بالا اخلاق ہیں۔ اور وہ صرف اسی شخص کے ہو سکتے ہیں جس کو خدا نے اخلاق کا مجسمہ بنا کر پیدا کیا ہو۔ نازک سے نازک اوقات میں جبکہ تکلف اور تصنع کی چادر انسان سے اُتر جاتی ہے۔ اور جذبات اپنی اصلی حالت پر جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق کے مشاہدہ پر بے اختیار انسان کے منہ سے نکلتا ہے انک لعلیٰ خلق عظیم۔ میں نے چند مثالیں ان کے سامنے پیش کر کے حضور علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کی شناسائی کرائی:۔

(۲) اسکے بعد میں نے بتایا کہ دوسرا معجزہ میرے نزدیک حضور کی پاک صحبت ہے جو وقت قادیان کی پاک زمین میں داخل ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی دھوبی نے دل کی میل دھو دی ہے۔ اور جب حضور علیہ السلام کی پاک صحبت میں بیٹھیں اور حضور کے کلمات طیبات سے مستفیض ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا نورانی چادر اُڑھا دی گئی ہے انسان کے دل سے دنیا کی محبت نکل کر اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۳) اسکے بعد میں نے بتایا کہ تیسرا معجزہ حضور کی دعا ہے اسکے بھی چند نمونے بیان کئے کہ کسطرح برخلاف امید حالات میں جبکہ یاس و نومیدی کا غلبہ تھا۔ بلکہ عدم امکان کا پہلو غالب نظر آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں کو قبول کیا۔

وہ صاحب چونکہ بی۔ اے تھے اور تھے بھی منصف مزاج وہ جھٹ بول اُٹھے اگر آپ لاکھ معجزہ بھی بیان کرتے تو میرے دل پر اس کا ہرگز اثر نہ ہوتا۔ لیکن یہ تینوں باتیں جو آپنے بتائی ہیں وہ دل میں گھر کر گئی ہیں۔

واقعی اگر حضور علیہ السلام پیدا ہو کر دنیا کو اپنے اخلاقی کمالات کا مشاہدہ نہ کراتے۔ ہرگز ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس ارشاد ربانی کی تصدیق نہ ہو سکتی تھی کہ انک لعلیٰ خلق عظیم۔ انبیاء کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم سے تنگ آکر دعا مانگتے ہیں رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا اعلیٰ پایہ کا نبی دعا مانگتا ہے واشدد علی قلوبھم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کا مکمل بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ممتاز شان کے ساتھ جلوہ پیرا نظر آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب طائف کے بدمعاشوں نے گھر بلا کر سخت اذیت پہنچائی۔ اور کئی میل تک آپ کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ حضور کی پنڈلیاں اینٹوں سے لہولہان ہو گئیں۔ تب بھی ایک سایہ کی جگہ کھڑے ہو کر حضور نے دعا مانگی اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ ایسا ہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ جب مخالفین کی شامت اعمال طاعون کو کھینچ لائی اور موتا موتی لگ گئی۔ خدا کا مقدس نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پچھلی رات کو سجدہ میں سر رکھے اس انداز سے جیسے عورت دردزہ سے کراہتی ہے۔ دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ اگر تو نے سب کو مار دیا تو تجھ پر کون ایمان لائے گا

اللہ اللہ کس شان کا نبی ہے۔ سچ ہے ع

پتھر عوض ثمر کے ثمر ہے نہال کا

سچ ہے انک لعلیٰ خلق عظیم۔ اللہ تعالیٰ پر اسقدر بھروسا حضور علیہ السلام کو تھا کہ کسی صورت میں دامن امید ہاتھ سے نہ چھوٹتا تھا۔ حضرت نواب صاحب کا فرزند جب سخت بیمار ہوا۔ اور علم طب جواب دے چکی تو دعا مانگی اسپر الہام ہوا کہ تقدیر مبرم ہے۔ اسپر حضور بیدل نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب میں عرض کرتے ہیں کہ اگر تقدیر مبرم ہے تو میں شفاعت کرتا ہوں جو قبول ہو کر حضور کا طرۂ امتیاز بنتی ہے

مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم یادگیری کو جب باؤلا کتا کاٹتا ہے۔ اور کسولی علاج کے باوجود بھی مرض عود کر آتی ہے۔ حضور علیہ السلام دعا مانگتے ہیں۔ اور بیمار جس کو کسولی کے معالج جواب دیتے ہیں زندہ رہتا ہے۔ بھلا اس سے زیادہ احیاء اور موتی کے نمونے اور کیا ہو سکتے ہیں۔

خدا کی باتوں کے پورا ہونے کا اسقدر شوق ہے کہ اپنے لخت جگر مبارک احمد کی وفات پر خوشی مناتے ہیں کہ میرے اللہ کی پیشگوئی پوری ہوگئی نادان ہیں وہ جو ان باتوں پر اعتراض کرتے ہیں حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح مرغی اپنے چوزوں کے سامنے دانہ پر یونہی چونچ مارتی ہے وہ دراصل چوزوں کو سکھلاتی ہے یہی حال دراصل خدا کے راستباز نبیوں کا ہے کہ زن و فرزند اور دنیاوی علائق جو ان میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ محض صحیح تعلقات سکھلانے کے لئے ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کی ذات پاک ان علائق سے بکلی بے نیاز ہوتی ہے ان کا تعلق صرف اللہ سے ہوتا ہے۔ حضور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے بندوں سے دوستانہ معاملہ ہوتا ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی بات مان لیتا ہے۔ اور کبھی اپنی بات ان سے منواتا ہے اور اسپر لقمان کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ اس کا آقا ایک دن اسے خربوزہ کی قاشیں کھلا رہا تھا اور لقمان مزے لے کر سر ہلاتا اور کھاتا جاتا تھا۔ آخر ایک قاش آقا نے اپنے منہ میں ڈالی تو سخت کڑوی تھی۔ اس نے کہا کہ لقمان اگر کڑوی تھی تو تو نے بتا کیوں نہ دیا اور اسطرح مزہ سے کھاتا رہا کہ گویا بہت میٹھی ہے۔ لقمان نے کہا کہ ان ہاتھوں سے ہر روز میٹھی چیزیں کھائیں۔ اگر ایک کڑوی کھالی تو کیوں برا مناؤں۔

حضور فرمایا کرتے تھے بعض وقت ایک انسان دعا مانگتا ہے تو اس کی امید کے خلاف کسی اور صورت میں دعا قبول ہو جاتی ہے۔ مثلاً زمیندار گھوڑے کے لئے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے بیل دے دیگا۔ کیونکہ اسکے کارآمد یہی چیز ہے۔ بیوقوف انسان سمجھتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ احسن رنگ میں قبول ہوگئی۔

حضور علیہ السلام جب کوئی تازہ بات لکھتے۔ یا اپنی شان پاک کا اظہار اور رنگ میں فرماتے۔ تو مخالفین بھڑوں کے چھتے کی طرح اُمنڈ پڑتے آخر تھک کر بیٹھ جاتے۔ حضور علیہ السلام پھر کوئی روایت لکھتے۔ پھر مخالفین تڑپ اُٹھتے اور یہی سلسلہ جاری رہتا۔

فرماتے تھے کہ ایک بوڑھا آدمی جب گلیوں سے گذرتا تو لوگ اس کو اینٹ پتھر مارتے تھے۔ ایکدن جب گذرا تو کسی نے اس کو کچھ نہ کہا۔ تو کہنے لگا کہ آج لوگ مر گئے ہیں۔ یہی حال ہمارا ہے۔ ہم کو یہ لوگ ستاتے رہیں تو خوب مزہ آتا ہے۔ کیونکہ اللہ کی جناب میں زیادہ رجوع کا موقع میسر آتا ہے

شیخ سعدی کے کلام کو حضور بہت پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ بعض الہام بھی شیخ سعدی کے کلام میں ہوئے اور اس کے بعض اشعار کو عقائد کی تائید میں پیش فرمایا کرتے۔ مثلاً وہ کہ گر مردہ باز گردیدے بمیان قبیلہ و پیوند۔ رد میراث سخت تر بودے۔ وارثاں را ز مرگ خویشاوند کو وفات مسیح کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر یہ شعر پڑھا کرتے ؎

تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

اور فرماتے کہ حضرت مسیح کی تو عاجزی میں عمر گذری انکی ان کی حلم و مسکینی کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کیا حقیقت رکھتی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کو حکومت اور طاقت حاصل ہوئی تب بھی حضور نے بہت اعلیٰ اخلاق دکھلائے۔ یہاں تک کہ دکھ دینے والے مجرم پیش ہوئے تو فرمایا:۔

لا تثریب علیکم الیوم

پیروں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنی تعظیم بلکہ پرستش کراتے ہیں۔ لیکن حضرت

مسیح موعود علیہ السلام ان باتوں سے پاک تھے۔ ایکدفعہ حضور علیہ السلام کے وصال سے چند دن پہلے قندہار یا ہرات کی طرف کے پٹھان لاہور میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک نووارد پٹھان نے حضور علیہ السلام کے پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ اسپر حضور علیہ السلام نے اظہار ناپسندیدگی فرمایا اور فرمایا کہ ایسی تعظیم کسی انسان کے لئے جائز نہیں

انہی دنوں میں ایک صاحب میاں مستقیم مرحوم بھینی سے حاضر خدمت ہوئے۔ چونکہ چل پھر نہ سکتے تھے۔ اور لوگ آگے بڑھنے نہ دیتے تھے انھوں نے دور سے پکارا۔ حضور میں دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا ان کو آجانے دو۔ وہ اٹھے تو بڑھاپے کی کمزوری کیوجہ سے اٹھا نہ گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بابا جی کو بہت تکلیف ہوتی ہے میں خود ہی انکے پاس چلا جاتا ہوں سچ ہے انک لعلی خلق عظیم

حضور کی عادت تھی کہ کوئی شخص اگر لمبے چوڑے قصے سنانے شروع کر دیتا یا واہی تباہی باتیں بناتا لوگ تو تنگ آجاتے ہیں لیکن حضور علیہ السلام ذرا نہ گھبراتے اور پوری توجہ سے سنتے رہتے۔ بلکہ سنانے والے کی دلجوئی کے لئے بعض کلمات بھی فرماتے رہتے۔ غرض حضور علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ اگر ساری عمر بیان کرتے رہیں عمر ختم ہو جائیگی۔ مگر حضور کے کمالات ختم نہ ہونگے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان کے ساتھ پیدا کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی ذات بارکات میں جمع کر دیئے۔

اللھم صل علی محمد و علی عبدک
المسیح الموعود و بارک و سلم انک
حمید مجید

اس زمانے کا روحانی معالج اور مریض

(مولوی محمد شریف صاحب گجراتی)

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب مختلف قسم کے امراض دنیا کے مختلف طبقات میں نمودار ہوں۔ تو ہیں اور آہستہ آہستہ اور پکڑتے جاتے ہیں حتی کہ لوگ ان کی تکالیف کے نیچے پھنس کر چیخ اٹھتے ہیں۔ اور ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے کئی قسم کی تجاویز سوچتے اور ان سے رہائی پانے کے لئے کئی ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ جب ان کی کوششیں ناکام ثابت ہوتی ہیں یا ان سے رہائی پانے کے ذرائع استعمال ہی نہیں لاتے۔ تو ہلاکت ان کے سامنے نمودار ہو جاتی ہے۔ ان میں بعض طبیعتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو ان امراض سے شفا پانے کی دل و جان سے کوشش کرتی ہیں۔ آخر ان کی سنی جاتی ہے اور دنیاوی گورنمنٹ کی طرف سے ان کو امداد پہنچ جاتی ہے اور گورنمنٹ اپنی رعایا کو اس تکالیف سے بچانے کے لئے کئی قسم کی تجاویز عمل میں لاتی ہے۔ گاؤں گاؤں ڈاکٹر پھیلا دیئے جاتے ہیں۔ جو ہر ممکن کوشش سے خلق اللہ کو اس یقینی ہلاکت سے بچاتے ہیں۔ بعض امراض میں ان کو کوئی دوائی پینی پڑتی ہے۔ بعض میں مالش کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض کے زخموں پر صرف مرہم لگانی ہوتی ہے۔ بعض اعضاء کو کاٹ دینا پڑتا ہے۔ مگر چونکہ دنیا اس کو عین راحت سمجھتی ہے۔ اسلئے وہ ہر ایک قسم کی مصیبت اور تکلیف اس بلا سے رہائی پانے کے لئے برداشت کرتی ہے۔ پس جو لوگ زبان کو دانتوں تلے دیکر یہ مصائب کٹ گذرتے ہیں۔ اور ڈاکٹروں کے مشورہ پر عمل کرتے ہیں وہ صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی امراض کا علاج نہ خود کرتے ہیں اور نہ کراتے ہیں بلکہ زخموں کو گندہ ہونے دیتے۔ اور بیماری کو پہلے سے زیادہ بڑھاتے ان کا انجام خود ان کے سامنے آجاتا ہے۔ اور آخر وہ بری طرح ہلاک ہوتے ہیں۔ وہ بن پانی کے چشمے سے باہر لوٹتے ہیں۔ بعینہ یہی مثال روحانی سلسلہ کی ہے۔

جب ابتداء میں بعض بعض بستیوں نے مختلف قسم کے غلط ذرائع اختیار کرکے انسان کی تباہی اور اللہ تعالیٰ سے دوری کی راہ اختیار کی اور ہر قسم کے فسق و فجور سے نظام الٰہی کو توڑ کر امراض خبیثہ میں مبتلا ہو گئے۔ اور اپنی اصلاح کے بجائے انھوں نے اپنے آپ کو ہلاکت کی نظر کرنا شروع کر دیا۔ تو اس ذرا الوری ہستی نے ایک ایک بستی میں روحانی معالج یعنی انبیاء مقرر کئے۔ تاکہ وہ ہر قسم کے امراض روحانی کا علاج کرکے ان کو امن اور راستی کا علمبردار بنائیں۔ مگر جب دنیاوی گورنمنٹ کے ڈاکٹروں کے طریق علاج کی مانند انبیاء نے ان کی روحانی اصلاح کے لئے ان کے نقائص دور کرنے شروع کئے یعنی کسی نے بدزبانی کی تو اس سے دلداری کرکے مرہم لگانے کا کام کیا۔ کسی کو کوئی بدظنی ہوئی تو حقائق پر معارف کا جام پلا کر دوا پلانے کا کام کیا۔ کسی کو حد سے زیادہ بدزبان بچر اور گندہ سمجھ کر اس کے اعضاء کے کاٹنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ کسی کی خواہش پر کہ وہ شفا پا جائے آسمانی نشان دکھا کر اس کو حلقہ بگوش کیا۔ تو دنیا میں ایک طوفان بے تمیزی ان لوگوں نے مچا دیا۔

بجائے اسکے کہ یہ اپنا علاج کرا کے صحت یاب ہوتے انھوں نے اپنی ہلاکت کو سستے داموں خریدنا چاہا۔ غرضیکہ کوئی نبی ایسا نہ آیا جس سے ٹھٹھا۔ تمسخر اور استہزاء نہ کیا گیا۔ اس کو کافر۔ دجال۔ فریبی۔ مکار نہ کہا گیا ہو۔ آخر جب ان لوگوں کے دلوں میں مرض نے گھر کر لیا اور انھوں نے اس کی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی اور ڈاکٹر یعنی انبیاء اپنا اپنا کام کرکے چلے گئے۔ تو اس مرض کو اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا بہ سبب ان کی سرکشیوں کے حتی کہ ایک ہی رو تمام دنیا میں پھیل گئی۔ اور یہ مرض ایک مہلک مرض کی شکل اختیار کر گئی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑے روحانی معالج یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس رو کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ اس سورج کی روشنی ایسی زبردست طور پر اثر پذیر ہوئی کہ بعض لوگ تو بالکل مصفےٰ ہو گئے اور بعض اپنی گندگی کی وجہ سے جل جل کر خاک ہو گئے۔ اور بعض تو اتنے جلے کہ بجائے اس کے ان کی اصلاح ہوتی وہ اپنی ذات میں گرمی آفتاب کی شدت سے جلکر راکھ ہو گئے اور ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ الغرض اس سورج نے تمام جہان میں جس میں ایک متعدی بیماری ڈیرے ڈالے ہوئے تھی اپنی ضیا پاشی فرمائی بحکم الٰہی ایک بہت بڑا شفاخانہ کھولا جس میں ہر مریض کی شفا موجود تھی۔ اور کچھ مدت اس میں خود کام کرکے دکھایا۔ آخر جب اسوقت کے شاگرد بھی اس شفاخانہ کی باگ ڈور سنبھالنے کے قابل ہو گئے اس نے چاہا کہ اب یہ شفاخانہ ان کے سپرد کرے۔ تا یہ اس سے فائدہ اٹھاویں۔ اور میرے نام کو دنیا میں پھیلا دیں۔ اس کے سپرد کاروں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور تمام جہان اس سے متمتع ہوتا چلا آتا ہے۔ مگر صف باطل کو ناگوار گذرا کہ یہ شفاخانہ تا دیر کام کرے۔ اندر ہی اندر انھوں نے دوائیاں حاصل کرنے کے بہانہ سے کئی شیشیاں توڑ دیں۔ کئی نسخے مشکوک کر دیئے .... اور کئی منسوخ کر دیئے اور کئی نیم حکیم خطرہ جان عمدۃ الحکما نام رکھ کر اس میں کام کرنے لگ گئے۔ جن کی مہربانی سے کئی مردے زندہ درگور ہو گئے۔ اور کئی مہلک امراض میں مبتلا ہو گئے۔ جب ان کی شرارتیں اور خود رویاں حد سے بڑھ گئیں۔ تو ان کی آزمائش کے لئے وہی راہنماء کامل وہی مالک شفاخانہ اپنا نام تبدیل کرکے اور بھیس بدل کر اس شفاخانہ کی دیکھ بھال کو آیا اور ساتھ ہی کئی قسم کے نسخہ جات شیشیاں دوائیاں اور عمل جراحی کا سامان لایا جن کو انھوں نے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہوا تھا۔ مگر ان مریضوں نے اس کو پہلی نظر ہی دیکھ کر اس کے نسخہ جات کو غلط ثابت کرنے اور اس کی شیشیوں کو (جو ان کے لئے آبحیات تھیں) توڑنے اور سامان عمل جراحی کو کھو کھلا کرنے کا دھاوا بول دیا اور خود بڑے ماہر طبیب ہونے کا دعویٰ کرکے اس کی ذلت چاہی۔ مگر ان میں سے بعض غریب طبع لوگ جن کے قلوب کبر سے پاک تھے ان کو اس کے نسخہ جات اور دوائیاں جادو اثر ثابت ہوئیں اسی کے پروانے ہو گئے۔ مگر وہ بدقسمت لوگ جو اس تجارت میں خسارہ پانیوالے تھے۔ اور خود سر اور ص۳۲

ص۳۲ متکبر تھے ان کو ان کی ذلت نے پکڑا۔ اور وہ اسی میں مر گئے اور انجام بخیر ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ مگر اے وہ لوگو جو اس کے پروانے ہو۔ اس چاند کی روشنی کے فدائیو یہ چاند کی شکل میں اسی لئے آیا تاکہ لوگ شدت گرمی کے باعث بالکل جل نہ جاویں۔ چاند کی سی ٹھنڈی روشنی لایا تا ان کے دلو میں سرور پیدا کرے۔ اور اپنی پیاری روشنی سے ان کو اپنی طرف کھینچے۔ مگر ان بدقسمت لوگوں نے اس روشنی میں اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کفران نعمت الٰہی کے مرتکب ہو گئے۔ افسوس ان پر وہ تو ان اندھیری رات کے اندھوں کو راہ راست پر چلانے کے لئے آرام روشنی لے کر آیا۔ مگر ان کے پیسے کے پجاریوں نے جو آنکھیں بند کرکے ہی کھا جاتے ہیں اور آنکھیں بند کرکے اس نور کو لے جانا چاہا۔ مگر یہ نور آنکھوں کو روشنی بخشتا اور دل کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے کاش ان کی آنکھیں جو قدرت نے کھولی ہیں۔ مگر یہ خود اپنے آپ بند کرتے ہیں کھولیں تا ان کے دل و دماغ روشن ہوں۔ خوش قسمت ہیں وہ جنھوں نے اس شمع کی خاطر اپنے آپ کو جلایا۔ اپنی ہستی کو مٹایا۔ اور اس طرح سے خالق حقیقی کو پایا ؎

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

غیر احمدیوں کے متعلق حضرت مسیح موعود کا آخری فیصلہ

اس وقت غیر احمدیوں کے متعلق احمدیوں کے فتوے کا سوال عام ہو رہا ہے۔ الحکم میں اس سے پہلے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مگر ایڈیٹر المنیر جھنگ نے خواجہ صاحب کے ایک فتوے کو شائع کر کے سخت ابتلاء میں ڈالدیا ہے۔ اور کثرت سے خطوط آ رہے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو بھی اس مضمون پر قلم اٹھانا پڑا۔ جہلم کے سزا یافتہ اخبار نے حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات اور خواجہ صاحب کے فتوے کو بالمقابل رکھکر سوال کیا ہے۔ کہ ان میں سے صحیح کونسا ہے؟ اس کا جواب اس راحت سے خود خواجہ صاحب دیں گے۔ مگر میں ایڈیٹر سراج الاخبار کی بیباکی پر افسوس کرتا ہوں۔ کہ کیا وہ اتنا بھی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہی صحیح اور حق ہے۔ اور آپ کے صریح ارشاد کے مقابلہ میں کسی شخص کو خواہ کوئی بھی ہو حق اخفا حاصل نہیں۔ اور نہ ایسا فتوے احمدی قوم کے لئے حجت ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ ہم اپنا امام رکھتے ہیں۔ اسی کا قول فیصل اور ناطق اور حجت ہے۔ خواجہ صاحب اپنی تحریر کے آپ ذمہ دار ہیں جس طرح پر ایڈیٹر الحکم اپنی کسی رائے کا آپ جوابدہ ہے۔

پیسہ اخبار میں جناب خواجہ صاحب کا جو مضمون طبع ہوا ہے۔ اس کے متعلق بھی بحث چھڑ رہی ہے۔ کہ جب مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر سے حضرت مسیح موعود نے فرما دیا۔ کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے اب کسی کا کیا حق ہے۔ کہ وہ تقدم علی الامام کرے؟ اس لئے اس قسم کے خدشات کو دور کرنے کے واسطے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری باتوں کے ضمن میں آپ کا آخری فیصلہ اس سوال کے متعلق شائع کر دینا اس نمبر کے حسب حال ہے

یہ غلط فہمی پیدا نہ ہوتی اگر جناب خواجہ صاحب قبلہ مسٹر فضل حسین صاحب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکالمہ کو پورا درج کر دیتے۔ اس کو پڑھ کر معلوم ہو گا۔ کہ مسٹر فضل حسین صاحب نے بار بار حضرت سے یہ کہلوانا چاہا۔ کہ کسی طرح وہ غیر احمدی لوگوں کے متعلق وہ فتوے دیدیں۔ جو آج خواجہ صاحب نے دیا ہے۔ مگر حضرت نے بار بار اس کی تشریح کی۔ امید ہے کہ اس آخری فیصلہ اور فتوے کے بعد اس سوال کو نہ چھیڑا جاویگا۔ میں یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں اس بحث کو محض امر حق کے اظہار اور امر بالمعروف سمجھ کے لکھتا ہوں۔ اگر کوئی شخص ایسے زید و بکر کی دوستی یا دشمنی پر محمول کرتا ہے۔ تو وہ میری نیت پر حملہ کرتا ہے۔ اور اظہار حق اور امر معروف کے مقابلہ میں شخصیت کا غلام ہو کر بدظنی پھیلاتا ہے۔ سلسلہ حقہ میں ایک ہی شخصیت ہوتی ہے۔ جو مفترض الطاعۃ ہوتی ہے۔ اور وہ امام کی شخصیت ہے۔ اس پر ہم تقدم اور تقول کرنے کی خدا سے پناہ چاہتے ہیں۔ وہ فیصلہ یہ ہے۔ جو بدر مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کے صفحہ پر درج ہے۔ اور جس کو جناب خواجہ صاحب نے اپنی تائید میں پیسہ اخبار میں ادھورا نقل کیا ہے۔

ہمارے مخالفوں نے اپنے آپکو کس طرح کافر بنایا

پھر اس معزز ملاقات کرنے والے (مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لاء) نے عرض کیا کہ اگر تمام غیر احمدیوں کو کافر کہا جائے۔ تو پھر اسلام میں تو کچھ بھی نہیں رہتا۔

فرمایا۔ ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہکر خود کافر نہ بن جائے آپ کو شائد معلوم نہ ہو۔ جب میں نے مامور ہونے کا دعوی کیا تو اسکے بعد بٹالہ کے محمد حسین مولوی ابو سعید صاحب نے بڑی محنت سے ایک فتوی تیار کیا۔ جس میں لکھا تھا کہ یہ شخص کافر ہے۔ دجال ضال ہے اسکا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ جو ان سے السلام علیکم کرے یا مصافحہ یا انہیں مسلمان کہے۔ وہ بھی کافر۔ اب سنو! یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ کہ جو مومن کو کافر کہے۔ وہ کافر ہوتا ہے۔ پس اس مسئلہ سے ہم کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ آپ لوگ خود ہی کہہ دیں کہ ان حالات کے ماتحت ہمارے لئے کیا راہ ہے۔ ہم نے ان پر پہلے کوئی فتوی نہیں دیا۔ اب انہیں کافر کہا جاتا ہے۔ تو یہ انہیں کے کافر بنانے کا نتیجہ ہے۔ ایک شخص نے مباہلہ کی درخواست کی۔ ہمنے کہا کہ دو مسلمانوں میں مباہلہ جائز نہیں۔ اس نے جواب تجھے پکا کافر سمجھتے ہیں۔

اس شخص نے عرض کیا۔ کہ وہ آپکو کافر کہتے ہیں۔ کہیں لیکن اگر آپ نہ کہیں تو اسمیں کیا حرج ہے۔ فرمایا جو ہمیں کافر نہیں کہتا ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے لیکن جو ہمیں کافر کہتا ہے۔ اسے کافر نہ سمجھیں تو اس میں حدیث اور متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔

اس شخص نے کہا جو کافر نہیں کہتے۔ ان کے ساتھ نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ فرمایا۔ لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین ہم خوب آزما چکے ہیں۔ کہ ایسے لوگ در اصل منافق ہوتے ہیں۔ ان کا حال ہے۔ واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون۔ یعنی سامنے تو کہتے ہیں کہ ہمارے تمہارے ساتھ کوئی مخالفت نہیں۔ مگر جب اپنے لوگوں سے مخلی بالطبع ہوتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم ان سے استہزاء کر رہے تھے پس جب تک یہ لوگ ایک اشتہار نہ دیں۔ کہ ہم سلسلہ احمدیہ کے لوگوں کو مومن سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان کو کافر کہنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو میں آج ہی اپنی تمام جماعت کو حکم دے دیتا ہوں۔ کہ وہ ان کے ساتھ ملکر نماز پڑھ لیں۔ ہم سچائی کے پابند ہیں۔ آپ ہمیں شریعت سے باہر مجبور نہیں کر سکتے جب اس میں بالاتفاق مسلمہ مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ تو ہم انہیں کس طرح مسلمان کہیں۔ اور ان مکفرین اہل حق کو کافر نہ جانیں ہم کس طرح سمجھیں کہ وہ سچے مسلمان ہیں جب ان کے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی عظمت نہیں۔ حالانکہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کہ وہ اپنے سید و مولی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا پاس کرے۔ اور جو کچھ انہوں نے فرمایا۔ اسی کے مطابق عقیدہ رکھے۔

اس پر اس شخص نے مکرر وہی کہا۔ آپ نے پھر بالتفصیل سمجھایا۔ کہ دیکھو پہلے اپنے ملاں لوگوں سے پوچھ تو دیکھیں۔ کہ وہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں۔ یہ ایسا کافر ہے کہ یہود و نصاری سے بھی اس کا کفر بڑھکر ہے۔ پس جیسا کہ یوسف علیہ السلام کو جب مخلصی کا پیغام پہونچا۔ تو آپ نے فرمایا پہلے ان سے یہ تو پوچھو کہ میرا قصور کیا ہے۔ سو آپ صلح سے پہلے یہ تو پوچھئے کہ ہم میں کفر کی کونسی بات ہے ہم تو جو کچھ کرتے ہیں سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جلال و عزت کا اظہار موجود ہے۔ قرآن مجید میں ہے منھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات ہم تو تینوں طبقوں کے لوگوں کو مسلمان کہتے ہیں۔ مگر ان کو کیا کہیں۔ جو مومنوں کو کافر کہیں۔ جو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے ساتھ سمجھیں گے۔ جب تک کہ وہ ان سے اپنے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں۔ اور ساتھ ہی تمام یہ نہ لکھیں کہ ہم ان کے مکفرین کو موجب حدیث صحیح کافر سمجھتے ہیں۔

میں کیونکر احمدی ہوا

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی کی قلم سے

میں اللہ تعالےٰ کے مظہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شائد نہ پہچان سکتا۔ اگر جناب مولانا شاہ سراج الحق صاحب نعمانی جمالی سرساوہ تشریف نہ لیجاتے آپ ۱۸۹۴ء یا ۱۸۹۵ء کو قادیان شریف سے ہی سرساوہ تشریف لے گئے تھے۔ جب آپ سرساوہ گئے۔ تو تمام لوگوں نے آپ سے مخالفت شروع کردی۔ مگر آپ نہایت خندہ پیشانی سے اور نرمی سے ہر شخص کو اس کے سوال کا جواب دیتے۔ اور فرماتے ٹھنڈے دل سے غور کرو انکار کرنے میں جلدی نہ کرو۔ آپ کی نرمی کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ میرے قلب پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ تو میں نے آپ کی باتوں میں بہت دلچسپی سے حصہ لینا شروع کردیا۔ اسی حالت میں میں پیران کلیر گیا۔ اور حضرت صابر علیہ الرحمت کے عرس میں شامل ہوا۔ اور فقرائے عظام کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کردیا۔ اور ان کے حال وقال میں غور کرنا شروع کردیا۔ اور جب میرے قلب کو اطمینان حاصل نہ ہوا۔ تو مجھے ایسی مایوسی ہوئی کہ میرا قلب غم سے بھر گیا۔ اور حضرت صابر علیہ الرحمتہ کے مزار میں حاضر ہو کر دعا کی اور وہ دعا کیا تھی۔ رحمت خدا تھی جس کا اثر یہ ہوا تھا۔ کہ جو لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی محو حیرت تھے۔ اور مجھے بت کیطرح سے کھڑے کو دیکھتے تھے جب میں دعا سے فارغ ہو کر السلام علیکم کہکر مزار سے باہر نکلنے لگا۔ تو بعض صوفی جو وہاں موجود تھے۔ انہوں نے مجھے روکنا چاہا۔ مگر میں باہر نکل آیا۔ اور وہاں سے چل پڑا جب میں رڑکی پہونچا تو وہ ریل چھوٹ گئی جس میں بیٹھے سوار ہونا تھا۔ پیدل ہی چل پڑا۔ اور راستے میں جب شام ہوگئی۔ تو میں موضع سلیم پور میں اپنی خالہ صاحبہ کے گھر قریب عشا کے وقت پہنچا اور کھانا کھا کر جب فارغ ہوا تو آرام حاصل کرنے کے لئے اسی چارپائی پر لیٹ گیا۔ اور لیٹتے ہی نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ نماز عشا بھی نہ پڑھ سکا۔ جب نیم شب گذر گئی۔ تو میں نے دیکھا کہ میرے جناب چچا شیخ عبداللہ صاحب مجھے سوتے کو جگاتے ہیں۔ اور یہ کہتے جاتے ہیں۔ اٹھو اٹھو محمد اسمٰعیل رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ تو میں گھبرا کر جلدی سے اٹھا اور چچا صاحب بزرگوار سے دریافت کیا۔ چچا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ وہ دیکھو تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے شوق بھری نظروں سے جب اوپر دیکھا۔ تو میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم آہستہ آہستہ نیچے اتر رہے ہیں۔ اور سیدھے آ رہے ہیں جب آپ قریب آ گئے تو میں نے آپکو اپنے دونوں ہاتھوں کو کھول کر سنبھال لیا۔ اور آپ کو تخت پر بٹھا دیا۔ آپ کا رخ مبارک جانب شمال تھا۔ میں بھی آپ کے سامنے تخت کے نیچے ہی کھڑے کھڑے آپ کے ساتھ اپنے ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائے اور یہ کہا یا رسول اللہ السلام علیکم آپنے نہ مصافحہ ہی کیا۔ اور نہ میرے السلام علیکم کا جواب ہی دیا۔ اپنا رخ مبارک جانب مغرب کرلیا۔ پھر میں آپ کے روبرو کھڑا ہوا اور دونوں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائے۔ اور یہ کہا یا رسول اللہ السلام علیکم آپ نے اپنا رخ مبارک جانب جنوب کرلیا۔ میں آپ کے روبرو کھڑا ہوا۔ اور پھر دونوں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائے۔ اور یہ کہا یا رسول اللہ السلام علیکم آپ نے اپنا رخ مبارک جانب مشرق کرلیا۔ میں آپ کے روبرو کھڑا ہوا۔ اور پھر دونوں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائے۔ اور یہ کہا یا رسول اللہ السلام علیکم۔ آپ نے اپنا رخ مبارک جانب شمال کرلیا۔ میں آپ کے روبرو کھڑا ہوا۔ اور دونوں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھائے۔ اور کہا یا رسول اللہ السلام علیکم یہ کہکر میری نظر آپ کے رخ مبارک پر پڑی۔ اور اور آپ کا جمال جب کیا تو عجیب ہی دل فریب جمال تھا جو پہلے نہ دیکھا تھا۔ اور نہ سنا ہی تھا۔ مگر آپ کی بائیں آنکھ بالکل اندر گھسی ہوئی ہے۔ یہ دیکھکر میرے قلب میں یہ یقین ہوا کہ یہ تو میں ہی کانا ہوں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کانے نہیں ہیں۔ آپ تو آئینہ ہیں۔ مجھے اپنا نقص ہی نظر آیا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی میں استغفار پڑھنے لگا۔ جوں جوں میں استغفار پڑھتا ہوں۔ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک ابھرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہاں تک آپ کی آنکھ مبارک بالکل صاف اور ستھری ہوگئی۔ جیسی دائیں آنکھ تھی ویسی ہی بائیں آنکھ بھی ہوگئی۔ یہ دیکھکر میں کہتا ہوں کہ میرے خدائے عزوجل نے میرے استغفار کو قبول فرمالیا۔ اور میرے نقصوں کو دور فرمادیا۔ اور میرے نقصوں کو معاف فرمادیا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ پھر مصافحہ کے لئے بڑھائے اور کہا یا رسول اللہ السلام علیکم۔ آپ نے اپنے دونوں دست مبارک بڑھا دیئے۔ اور مصافحہ کیا اور فرمایا وعلیکم السلام دیر تک میرے ہاتھوں کو اپنے پاک ہاتھوں میں رکھا۔ اور میں خوشی میں ایسا مسرور تھا کہ منہ سے اور تمام جسم سے اور ہر میرے جسم کے رونگٹے میں سے درود شریف کی آواز نکل رہی تھی۔ اور درود شریف یہ تھا۔ اللھم صل علی محمد و آلہ محمد وبارک وسلم انک حمید مجید یہ کیفیت ایسی پر لطف تھی کہ جس سے میری زندگی پر فنا سی طاری ہوگئی تھی۔ آپ کے جمال پاک نے ایسا اثر کردیا تھا۔ کہ میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ آپ کے رخ مبارک سے ذرا بھی ادھر ادھر دیکھوں آپ کے رخ مبارک پر ہی نظر جمی ہوئی تھی۔ آپ نوجوان اور قوی ہیکل جوان نظر آتے تھے۔ جیسے اٹھارہ سال کی عمر کے ہیں۔ ریش مبارک ذرا سرخی لئے ہوئے تھی۔ جیسے چاند کے گرد ہالا نظر آیا کرتا ہے۔ اور نہایت اعلیٰ اور مصفی گندمی رنگ تھا۔ آپنے ہاتھوں کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے دائیں دست مبارک سے کترا ہوا کھوپرا اور کاغذ کی گولیاں سی بنی ہوئی میرے دائیں ہاتھ کی ہتیلی پر رکھیں۔ فرمایا ان کو کھالو۔ میں نے فوراً ہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر منہ میں ڈال لیں۔ اور نگل لیں۔ فوراً ہی آنکھ کھل گئی۔ اور میں اسیوقت اٹھکر فراغت حاصل کرکے وضو کرکے نماز عشا بھی پڑھی۔ اور نوافل بھی پڑھی۔ مگر درود شریف کا ورد میری زبان پر جاری ہی رہا۔ پھر اذان ہوگئی۔ میں نے صبح کی نماز بھی گھر میں ہی ادا کی۔ اس پاک رویا کا مجھ پر یہ اثر ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی طرف سے ہیں۔ اور خدا کے پاک بندوں میں سے ہیں۔

میں نے جناب مولانا پیر جی سراج الحق صاحب نعمانی جمالی سے سوال کیا۔ حضرت صاحب کے اخلاق کیسے ہیں۔ جناب مولانا سراج الحق صاحب اور آپ کے بڑے بھائی جناب شاہ خلیل الرحمٰن صاحب میرے اس سوال سے حیرت زدہ ہو کر بولے محمد اسمٰعیل تمنے بڑا گہرا اور فلسفیانہ سوال کیا ہے۔ کوئی معجزہ کرامت دریافت کیوں نہیں کی۔ میں نے جواب دیا اخلاق ہی وہ چیز ہیں جو انسان کی پاکیزگی پر اور اعلےٰ سے اعلےٰ مقام کا پتہ بھی لگ جاتا ہے۔ اور اخلاق سے یہ بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ اس شخص کا خدا تعالےٰ سے کتنا تعلق ہے۔ اگر اخلاق اچھے نہ ہوں تو اس شخص سے خدا تعالےٰ کی دوری کا بھی پتہ لگ جاتا ہے۔

جناب مولانا سراج الحق صاحب نعمانی جمالی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کا ذکر شروع کردیا۔ اسی ذکر سے مجھے یہ یقین ہوتا چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے ایسے رنگین ہوگئے۔ کہ عین محمد صلے اللہ علیہ وسلم بن گئے۔ بس آپ اخلاق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مجسم بن گئے۔ جیسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں خدا تعالےٰ عزوجل پنہاں ہوگیا تھا۔ آپ میں بھی خدائے عزوجل پنہاں ہوگیا ہے۔ بس جب میرا یقین کامل ہوگیا۔ تب میں نے سرساوہ میں ہی اپنی احمدیت کا اعلان کردیا۔ اور میرے ساتھ مخالفت کا بازار بھی گرم ہوگیا ۞

---

۲۶ مئی یوم وفات مسیح موعود

احمدیہ انٹرکالیجیٹ کے زیر اہتمام جلسہ

مولوی عبدالوہاب عمر خلف خلیفہ اول ؓ سکرٹری احمدیہ انٹرکالیجیٹ ایسوسی ایشن لاہور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۲۶ مئی کو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں احمدیہ ہوسٹل میں ایک جلسہ ہوگا۔ سیرت مسیح موعود کی کاپیاں غیر احمدیوں اور ایسوسی ایشن کے ممبروں میں مفت تقسیم کی جائینگی۔ ذکر حبیب پر تقریریں ہونگی۔ مولوی عبدالوہاب عمر خلیفہ اول کے نام مسیح موعود کے چند خطوط سنائیں گے۔ احمدی نوجوانوں کی ذمہ داریاں کے موضوع پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ ہائیکورٹ انگریزی زبان میں تقریر فرمائیں گے۔ تحریک جدید کی ساری سکیم نوجوانوں کے آگے پیش کی جائیگی

یہ جلسہ ۲۶ مئی آٹھ بجے شام احمدیہ ہوسٹل میں منعقد ہوگا۔ مفصل پروگرام الگ شائع ہوگا۔

ذکریات

عالم اسلامی میں میرے آقا کے تذکرے

شاہ مصر کے محل میں میرے آقا کا تذکرہ

۱۹۲۶ء میں میں مصر میں تھا۔ ایک شخص عبدالرحمٰن نامی نے جو ریاست مالدیپ کا باشندہ تھا۔ اور عرصہ بیس سال سے مصر میں سکونت پذیر تھا۔ اس نے میرے خلاف پراپیگنڈا شروع کیا۔ اور کہنا شروع کیا۔ کہ یہ شخص مصر میں کفر کی اشاعت کرتا ہے وہ بڑے بڑے با اثر لوگوں کے پاس جاتا اور ان کے جذبات کو ابھارتا۔ اسی طرح اس نے شاہی قصر کے باش آغا کو بھی جو خصیوں کا افسر تھا۔ اپنے ساتھ ملا لیا۔ باش آغا قصر میں ایک با اثر شخص تھا۔ آغا حبشی النسل خصی تھا۔ مختلف زبانوں کا ماہر اور شاہ مصر کے پاس آنے سے قبل سلاطین ٹرکی کے پاس باش آغا رہ چکا تھا۔ چونکہ آغوات دن رات بیگمات میں کام کرتے ہیں۔ اس لئے بادشاہ اور ملکہ عام طور پر ان پر مہربان رہتے ہیں۔ اور اس مہربانی کیوجہ سے لوگ ان کو خوش کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ وزراء تک بھی ان کا لحاظ کرتے تھے۔ اس شخصیت کے مالک نے عبدالرحمٰن سے وعدہ کیا۔ کہ وہ مجھے اپنے اثر اور رسوخ سے نکلوا دے گا۔

اڑتی اڑتی خبر مجھے ملی کہ تمہارے لئے فضا بہت خراب ہو رہی ہے۔ اور تمہارے لئے ایسا حکم نکلنے والا ہے۔

حسن بے انصاری ایک بزرگ تھے۔ مجھ سے عقیدت مند تھے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ باش آغا سے ملنا چاہیئے۔ میں نے اتمام حجت کے لئے اس تجویز کو پسند کیا۔

حسن بے نے وعدہ کیا۔ کہ وہ مجھے ملانے کا اہتمام کرے گا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ مصری لوگ ماہ رمضان میں جاگتے رہتے ہیں۔ حسن بے کیساتھ اتفاق کر کے میں شاہی قصر کی طرف روانہ ہوا۔ قصر عابدین کے کھلے میدان میں جگہ جگہ بجلی جگمگا رہی تھی۔ قصر کے سامنے چپہ چپہ پر پولیس اور فوج کے سپاہی کھڑے تھے۔ بعض سوار گھوڑوں پر یوں کھڑے تھے۔ گو یا بت بنے ہوئے ہیں۔ حسن بے نے آگے بڑھ کر سپاہی کو بتلایا کہ انکو قصر میں جانے کی اجازت حاصل ہے۔ سپاہی کے پاس ایسے لوگوں کی لسٹ لکڑی کے کشک میں لٹک رہی تھی۔ اس نے فہرست میں نام موجود پا کر ان کو اندر جانے کی اجازت دی۔ میں باہر سپاہی کے پاس کھڑا رہا۔ حسن بے نے باش آغا سے میرے متعلق کہا کہ ہندوستانی اخبار نویس باہر موجود ہے۔ اندر سے فوراً ایک خصی آیا۔ اور مجھے ساتھ لے گیا۔ آہنی جنگلہ گذر کر میں قصر کے اندرونی میدان میں چلنے لگا۔ اور دو تین منٹ کے بعد ہم قصر عابدین کے اندر داخل ہو گئے۔ خوبصورت سنگی عمارت کے بعض حصے گذر کر ہم ایک کمرے کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ جو ایک بڑا ہال تھا۔ سرخ مخملی قالین اور سرخ ریشمی کپڑوں پر منڈھے ہوئی کرسیاں اور کوچیں پڑی ہوئی تھیں۔ نیز بڑے شاندار بکور رکھے تھے۔ کمرے کے دروازہ پر حسن بے اور آغا نے میرا استقبال کیا۔ ذرا آگے بڑھا۔ تو ہمیں علماء کا ایک گروہ ملا۔ جو اس وقت آغا کو ملنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ مصافحہ کرنے کے بعد مجھے ایک قیمتی صوفے پر بٹھایا گیا۔

معمولی خوش آمدید کے بعد میں نے ذکر کیا۔ کہ میں وہی شخص ہوں جس کے اخراج کی سازش میں تم شریک ہو۔ میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ میں تم پر اتمام حجت کروں۔ اور تم کو بتلاؤں۔ کہ اصل واقعات کیا ہیں۔ مجھے اس کا ڈر نہیں کہ مجھے نکالا جائیگا۔ ہاں میں چاہتا ہوں۔ کہ تم کو ٹھوکر اور غلطی سے بچاؤں۔ آغا میری اس گفتگو سے حیران ہوا۔

میں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ میں آپ کو بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ میرے اور دیگر مسلمانوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔ میرا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں۔ اور قرآن کریم سے آپ کی وفات ثابت ہے۔ اور جب آپ کی وفات کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو مسیحیت کا قصر زمین پر گر پڑتا ہے۔ کیونکہ تثلیث کا ایک رکن بیٹا تھا۔ اگر اس کی وفات ثابت ہو جائے۔ تو مسیحیت کا کچھ نہیں رہتا۔

پس مسیح کی موت مسیحیت کی موت ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ اور ہمارے مخالف علماء کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح جو بشریت کے جامہ میں آئے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے کھاتے رہے۔ اور پیتے رہے۔ اب دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔

آغا۔ تمہاری بات معقول ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ قرآن میں تو لکھا ہے۔

یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ

محمود عرفانی۔ اس میں تو توفی پہلے اور رفع بعد میں ہے۔

آغا۔ عجیب میں نے پہلے کبھی خیال نہ کیا تھا۔ علماء سے خطاب کرتے ہوئے یا حضرات المشائخ آپ جواب دیں۔

ایک مولوی۔ ہم تاویل کرتے ہیں۔ استاد محمود معانی کو صریح نص کے مطابق بیان کرتا ہے

محمود عرفانی۔ نص صریح کی تاویل تو ہوتی ہی نہیں۔

آغا۔ یا حضرات المشائخ! پھر ہمارا عقیدہ کیا ہے

علماء۔ یہ کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ ہیں۔

آغا۔ مگر نص کے خلاف۔

ایک مولوی۔ لیکن علماء اسپر متفق ہیں۔

آغا۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔

آغا نے مصری قاعدے کے مطابق مجھ سے اب تک چائے پانی تک اسی بغض کیوجہ سے نہیں پوچھا تھا۔

میری اس گفتگو سے متأثر ہو کر گھنٹی بجائی ایک خصی حاضر ہوا۔ اس نے رکوع کی حالت میں ہو کر سلام کیا۔ یہ خصی نہایت عمدہ سموکنگ سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اسے آغا نے کہا۔

آغا۔ ھات القھوہ بالسکر یعنی میٹھا قہوہ لاؤ۔

خصی۔ ایک دفعہ پھر جھکا۔ اور سلام کر کے نکل گیا۔

آغا۔ نعم نعم۔ زدنی علماً یا شیخ الھند
ہاں ہاں اے شیخ الہند میرے علم میں اضافہ کرو

محمود عرفانی۔ تو میں نے بتلایا۔ کہ میرا پہلا عقیدہ یہ ہے۔ کہ مسیح فوت ہو گیا۔ میرا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ ہم قائل ہیں کہ مسیح پھر دنیا میں آئیگا اور قرآن کریم مردوں کے حق میں کہتا ہے۔ انھم لا یرجعون۔ وہ واپس نہیں آسکتے۔

اس لئے امت محمدیہ سے ایک شخص اس لقب سے ملقب ہو کر آئیگا۔ وہ مسیح اس لئے ہوگا۔ کہ اس کو نبی کریم ؐ سے وہی نسبت ہوگی۔ جو مسیح کو موسیٰ سے تھی۔ وہ مسیح کی طرح جدید شریعت نہیں لائیگا۔ وہ شریعت محمدیہ کا ناسخ نہیں ہوگا۔ اور وہ حسب فرمان نبوی کسر صلیب اور قتل خنزیر کریگا۔ اس سے مراد اس مذہب کو دلائل سے توڑ دے گا۔ جس کا انحصار صلیب پر ہے۔ اور اس کی دعاؤں سے خنزیر طبع لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔

اسی اثناء میں قہوہ آیا اور میں نے پی لیا۔

آغا میری اس گفتگو سے اس قدر متأثر ہوا کہ اس نے میرے لئے تین دفعہ قہوہ منگوایا اور پھر چوتھی دفعہ چائے منگوائی۔

میں نے حضرت سیدنا و مرشدنا مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو کھول کھول کر بتلایا۔ اور آپ کے معجزات پر بحث کی۔ اور اسے سنائے۔

آغا تعجب سے سر ہلاتا تھا۔ اور پھر کہنے لگا۔

تمہارا کیا خیال ہے۔ کہ میری کتنی عمر ہے۔

محمود عرفانی۔ میرا خیال ہے چالیس ہوگی

آغا۔ نہیں ستر ہے۔ اگر میرے اولاد ہوتی۔ تو میرا پوتا تمہاری عمر کا ہوتا ہے۔ میں سلطان عبدالحمید کا بھی باش آغا تھا۔ میں نے ٹرکی کے اتنے بادشاہ دیکھے۔ اس قدر علماء کی صحبت اٹھائی۔ مگر میں نے یہ باتیں آج تک نہ سنیں۔

محمود عرفانی۔ اس لئے کہ یہ باتیں زمین کی نہیں۔ خدا کا مامور و مرسل آسمان سے لایا۔ اور اس نے اپنا کلام بچوں کے منہ میں ڈالا۔ پس یہ باتیں میری نہیں اس کی ہیں۔ جو آسمان سے لایا۔ اور چونکہ یہ باتیں آسمان کی ہیں۔ اس لئے تم زمین کے لوگوں سے کیسے سن سکتے تھے۔

آغا۔ میں آپ کی باتیں سنکر بہت خوش ہوا۔ سیدنا احمد کی روح پر بہت بڑے سلام ہوں۔ کیا انہوں نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

محمود عرفانی۔ ہاں لکھی ہیں۔ اور میں چند ایک

اپنے ساتھ لایا ہوں۔ یہ آپ کی نذر ہیں۔ میں آپ کا بہت بہت ممنون ہوں۔ عبدالرحمن نے مجھے آپ کے متعلق غلط رپورٹ دی۔ میں اس پر بہت نادم ہوں۔

محمود عرفانی۔ پھر اس کی سزا۔

آغا۔ نے گھنٹی پر انگلی رکھی۔ خادم آیا۔ اسے کہدیا کہ عبدالرحمن کا نام قصر میں داخل ہونے والوں کی فہرست سے کاٹ دیں۔ جو میرے سامنے کاٹ دیا گیا۔

ڈھائی گھنٹے کی لمبی گفتگو کے بعد میں اٹھا۔ آغا نے مجھے شاہی دروازے سے گذارا۔ میں دروازے کی وسعت میں کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے کہا کہ میں یہاں گذرنے سے ویسا ہی نیک فال لیتا ہوں۔ جیسے صحابہ نے ایران سے مٹی کا بودا اٹھانے کے وقت لیا۔ تم میرے اخراج کا فیصلہ کر رہے تھے۔ اور اب مجھے بادشاہ کے دروازے سے گذار رہے ہو۔ پس وقت آئیگا کہ احمدیت مصر میں اس قدر پھیلے گی کہ قصر شاہی تک پہنچ جائیگی۔ اور اب اس قصر کی اینٹیں گواہ رہینگی۔ کہ میں نے اس قصر کے ایک کمرے میں ڈھائی گھنٹے اپنے آقا کا نام بلند کیا۔

شاہ حجاز کے محل میں دو احمدی مبلغ

غالباً ۱۹۲۶ء کا واقعہ ہے۔ قبلہ حضرت عرفانی اور مولانا نیر حج کے لئے گئے۔ نجد کے بدوی۔ اور عرب کے فولادی انسان۔ اور حجاز کے بادشاہ کے حضور باریاب ہوئے۔ عرب بادشاہ کا کمرہ قالینوں سے سجا ہوا تھا۔ کمرے میں چاروں طرف راستے چھوڑ کر عربی صوفے پڑے تھے۔ گرانڈیل لمبے قد کا۔ لمبے چہرے اور چھوٹی ڈاڑھی والا عرب بادشاہ۔ لمبا کرتہ۔ اور قیمتی جبہ اور عکالی پہنے بیٹھا تھا۔ جماعت احمدیہ کے نمائندے اس کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ نہ جھجکنے والا عرفانی نرم اور میٹھی باتیں کرنے والا نیر پیش ہوئے۔ احمدیت کے نمائندوں نے بادشاہ سے احمدیت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہمارے موجودہ امام حضرت میرزا البشیر الدین محمود احمد نے حجاز کے موجودہ انقلاب پر فرمایا تھا۔ کہ

عرب کو ایک ایسے آدمی کی سخت ضرورت تھی۔ جیسے ابن سعود ہے۔

پس یہ عرب کی خوش قسمتی ہے۔ کہ اس کو ایسا انسان مل گیا۔

شاہ حجاز اس کلام کو سنکر سرو قد کھڑا ہو گیا اور اس نے تشکر و امتنان کا اظہار کیا۔

شیخ سنوسی تک

افریقہ کے صحرا میں ایک بادیہ نشین صاحب اقتدار عرب جو علم و فضل میں نامور اور فنون سپہ گری میں کامل و ماہر۔ اور شوکت و سطوت والا عرب شیخ سنوسی تھا۔ جن کی وفات نے گذشتہ سال عالم اسلامی کو غمگین کر دیا۔

شیخ سنوسی۔ اکثر حج کے لئے آتے تھے جس سال ہمارے یہ دونو بزرگ حجاز گئے ہوئے تھے۔ اسی سال شیخ موصوف بھی گئے ہوئے تھے۔ اور اپنے رواق میں جو خاص ان کی ملک تھا۔ ٹھہرے ہوئے ہمارے ان دونوں بزرگوں نے عالم تصوف کے اس زبردست پیر کو مسیح موعود کی آمد سے آگاہ کیا۔

شیخ موصوف نے جلدی سے کہدیا۔ کہ میرزا صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔ حضرت عرفانی صاحب قبلہ نے فوراً جرأت سے کہا کہ کیا آپ نے ان کے لٹریچر کو پڑھ لیا ہے۔ اور یقین کر لیا ہے۔ کہ وہ جھوٹے تھے

شیخ۔ نہیں میں نے ان کا لٹریچر نہیں پڑھا۔

عرفانی۔ پھر کس قدر افسوس ہے۔ کہ آپ جیسا زبردست مذہبی انسان اتنے بڑے دعوے پر غور کرنے کے بغیر یہ کہدے۔ کہ وہ جھوٹے تھے۔

شیخ نے کہا۔ بیشک مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں نے بلا سوچے سمجھے ایسا کہدیا۔ بیشک اتنا بڑا دعویٰ اس قابل نہیں ہے۔ کہ اس کو اس طرح سے رد کر دیا جائے

الغرض

اس طرح میرے آقا کا تذکرہ اگرچہ طرابلس کے صحرا میں جا کر کسی احمدی نے نہیں پہنچایا۔ لیکن طرابلس کے شہزادے اور سنوسی فرقہ کے راہنما تک حجاز میں دو احمدیوں نے پہنچا کر حق تبلیغ ادا کر دیا۔

محمود احمد عرفانی

ہمارے سلسلہ کا جدید لٹریچر

خدا کے فضل سے روزانہ ہمارے سلسلہ میں جدید لٹریچر کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ میرے پاس بعض کتابیں اور ٹریکٹس ریویو کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ میرا خیال تھا۔ کہ میں اس نمبر میں مفصل ریویو کرتا۔ مگر افسوس ہے کہ کوئی بڑی گنجائش صفحات میں نہیں رہی۔ تاہم میں اس خاص نمبر میں ان کا تذکرہ شائع کر دیتا ہوں۔ اور مفصل ریویو پھر کسی نمبر میں شائع کروں گا۔

۱۔ اناجیل کا یسوع اور قرآن کا مسیح

یہ ایک لطیف کتاب ہے۔ جو ۱۹۲ صفحوں پر جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی امیر جماعت احمدیہ پشاور نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب ہمارے سلسلہ میں اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے جس میں حضرت مسیح کے متعلق جس قدر معلومات اناجیل اور قرآن کریم میں موجود ہیں۔ وہ سب پورے اور صحیح حوالہ جات اور ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع کر دئے ہیں۔ اس کتاب کے بعد اناجیل اربعہ کی ورق گردانی اور قرآن شریف کی سورتوں سے آیات کو جمع کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

یہ کتاب احمدی مبلغین کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور ایک زبردست حربہ ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔

کتاب کی قیمت صرف ۱۲ر فی کاپی ہے۔ جو اصل لاگت کے برابر ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ اس کتاب کی خوب اشاعت کی جائے۔ کتاب پریذیڈنٹ صاحب انجمن احمدیہ صوبہ سرحد مرکز مسجد احمدیہ پشاور کے پتہ سے مل سکتی ہے۔

دستور الارتقاء

یہ سورۃ الاسراء کی ایک لطیف تفسیر ہے۔ جو مولوی عبداللطیف صاحب خانپوری نے لکھی ہے اور مولوی عبداللطیف صاحب گجراتی مالک کتب خانہ ایشیائی نے ۲۸۸ صفحوں پر شائع کی ہے۔ میں نے اس تفسیر کو بعض مقامات سے پڑھا ہے۔ تفسیر واقعی لطیف ہے۔ اور پھر اس میں لطیفہ ہے کہ مصنف بھی لطیف اور ناشر بھی لطیف ہے۔ اس تفسیر کی قیمت اس کی لطافت کے مقابلہ میں بالکل کم ہے۔ یعنی قسم اول عہ اور قسم دوم ۱۲ر صرف

احباب حکیم عبداللطیف صاحب گجراتی مالک کتب خانہ ایشیائی سے طلب کریں۔

شہاب افضال رب ذو الجلال

خاندان حضرت خواجہ مظہر جمال کے حالات ان کے نبیرہ میاں جمیل احمد نے شائع کئے ہیں جس میں مولوی عبید اللہ صاحب بسمل کے حالات بھی ہیں۔ خاندان خواجہ مظہر جمال صوفیوں اور گدی نشینوں کا خاندان تھا۔ ان کے حالات پڑھنے سے بھی روحانیت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

خواہشمند حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسمل محلہ دار الفضل قادیان سے طلب کریں۔

مولوی ابو الفضل صاحب محمود

مولوی ابو الفضل صاحب کی مساعی قابل شکریہ ہیں جنہوں نے اشاعت سلسلہ کے لئے بہت بڑا کام شروع کیا ہوا ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کر رہے ہیں۔ جو سیروں کے حساب سے فروخت کر رہے ہیں۔ اس وقت تک وہ ۵۷ ہزار ٹریکٹ شائع کر چکے ہیں۔ جن کے صفحات کی تعداد نو لاکھ بارہ ہزار صفحے بنتے ہیں۔

اس وقت انکو ۱۷ ٹریکٹ شائع کرنے کا فخر حاصل ہے۔ اور کشتی نوح چھوٹے سائز پر شائع کر رہے ہیں احباب کو چاہیئے ان ٹریکٹوں کو منگوا کر بکثرت شائع کریں۔

ملنے کا پتہ:۔ مولوی ابو الفضل محمود قادیان

دو احمدی ہیڈ ماسٹروں کی اعلیٰ کارگذاری

میٹریکولیشن کے اعلیٰ نتائج

مکرمی محمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کوٹ ادو ضلع مظفر گڈھ کے سکول میں بیس لڑکے مٹرک کے امتحان میں شریک ہوئے۔ اور سب کے سب پاس ہو گئے۔ چار لڑکے فسٹ ڈویژن میں کامیاب ہو گئے۔

اسیطرح خواجہ عبدالرحمن صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کہروڑ پکا ضلع ملتان کے سکول سے ۱۹ لڑکے شریک امتحان ہوئے۔ اور ۱۸ کامیاب ہوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احمدی اساتذہ کس قدر دیانت سے کام کرتے ہیں۔ جو لوگ احمدی ٹیچروں کو اسلامی سکولوں سے نکالنے کی تحریکیں کیا کرتے ہیں۔ وہ سبق حاصل کریں۔

عبدالوہاب عمر

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بطور طبیب جسمانی کے

انبیاء کو چونکہ روحانی احیاء کی قوت دی جاتی ہے۔ اور روح کا جسم کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جسم کے متعلق بھی علم دیا جائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ العلم العلمان علم الادیان والعلم الابدان۔ پس انبیاء کو علم الابدان سے بھی حصہ دیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس علم سے حصہ وافر ملا تھا۔ حضور نے مختلف وقتوں میں مختلف نسخے کھلائے۔ مگر کسی نے ان کو جمع کرنے کی طرف توجہ نہیں کی۔ ورنہ یہ بھی ایک دلچسپ باب تیار ہو جاتا ہے۔ آج اس باب کا سیرت نمبر سے افتتاح کر دیا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ احباب اس پر مزید اضافہ کر سکیں۔ و باللہ التوفیق۔ (ایڈیٹر)

آفتاب کہہ رہا ہے۔ کہ میں وہ ہوں۔ کہ جس پر تمام گرمی و سردی و روشنی کا مدار ہے۔ جو ۳۶۵ صورتوں میں تین سو پینسٹھ قسم کی تاثیریں دنیا میں ڈالتا ہے۔ اور اپنی شعاؤں کے مقابلہ سے گرمی اور اپنے انحراف شعاعوں سے سردی پیدا کرتا ہے اور اجسام اور اجسام کے مواد اور اجسام کی شکلوں اور حواس پر اپنی حکومت رکھتا ہے۔ زمین کہہ رہی ہے۔ کہ میں وہ ہوں۔ کہ جس پر ہزارہا ملک آباد ہیں۔ اور جو طرح طرح کی نباتات پیدا کرتی اور طرح طرح کے جواہر اپنے اندر تیار کرتی اور آسمانی تاثیرات کو عورت کی طرح قبول کرتی ہے۔ آگ بزبان حال کہہ رہی ہے۔ کہ میں ایک جلانے والی چیز ہوں۔ اور بالخاصیت قوت احراق میرے اندر ہے۔ اور اندھیرے میں قائم مقام آفتاب ہوں۔ اسی طرح زمین کی ہر ایک چیز بزبان حال اپنی ثنا کر رہی ہے۔ مثلاً سنا کہتی ہے۔ کہ میں دوسرے درجہ کے آخری حصہ میں گرم اور اول درجہ میں خشک ہوں۔ اور بلغم اور سودا اور صفرا اور اخلاط سوختہ کا مسہل ہوں۔ اور دماغ کی منقی ہوں۔ اور صرع اور شقیقہ اور جنون اور صداع کہنہ و درد پہلو و ضیق النفس و قولنج و عرق النساء و نقرس و تشنج عضل و داء الثعلب و داء الحیہ اور حکہ اور جرب اور بثور کہنہ اور اوجاع مفاصل بلغمی و صفراوی مخلوط باہم اور تمام امراض سوداوی کو نافع ہوں۔ اور ریوند بول رہی ہے۔ کہ میں مرکب القویٰ ہوں۔ اور دوسرے درجہ کی پہلے مرتبہ میں گرم اور خشک ہوں۔ اور بالعرض مبرد بھی بوجہ شدت تحلیل ہوں۔ اور رطوبات فضلیہ اپنے اندر رکھتے ہوں۔ مجفف ہوں۔ قابض ہوں۔ جالی ہوں اور منضج اور مقطع مواد لزجہ ہوں۔ اور سموم باردہ کا تریاق ہوں۔ خاصکر عقرب کے لئے اور اخلاط غلیظہ اور رقیقہ کا مسہل ہوں۔ اور حیض اور بول کی مدر ہوں۔ اور جگر کو قوت دیتی ہوں اور اس کے اور نیز طحال اور امعاء کے سدے کھولتی ہوں۔ اور ریحوں کو تحلیل کرتی ہوں۔ اور پرانی کھانسی کو مفید ہوں۔ اور ضیق النفس اور سل اور قرحہ ریہ و امعا اور استسقا کی تمام قسموں اور یرقان سدی اور اسہال سدی اور ماساریقا اور ذوسنطاریا اور تحلیل نفخ اور ریاح اور اورام باردہ احشاء و تخمہ و مغص و بواسیر و بواسیر و تپ ربع کو مفید ہوں۔ اور جدوار کہتی ہے۔ کہ میں تیسرے درجہ کے اول مرتبہ میں گرم اور خشک ہوں۔ اور حرارت غریزی سے بہت ہی مناسبت رکھتی ہوں اور مفرح اور مقوی قوے اور اعضائے رئیسہ دل اور دماغ اور کبد ہوں۔ اور احشاء کی تقویت کرتی ہوں۔ اور تمام گرم اور سرد زہروں کا تریاق ہوں۔ اور اسی وجہ سے زربناد اور مشک اور زنجبیل کا قلیل حصہ اپنے ساتھ ملا کر تیز آب گوگرد اور آب قافلہ سفید اور آب پودینہ اور آب بادیان کے ساتھ ہیضہ وبائی کو باذن اللہ بہت مفید ہوں۔ اور مسکن اوجاع اور مقوی باصرہ ہوں۔ اور تفتیت حصاۃ اور قلع قولنج و عسر البول و رفع تپ ربع میں نفع رکھتی ہوں۔ اور بقدر نیم مثقال گزیدہ مار اور عقرب کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہوں۔ یہاں تک کہ عقرب جرارہ کی بھی زہر دور کرتی ہوں۔ اور بید مشک اور عرق نیلوفر کے ساتھ دل کے ضعف کو بہت جلد نفع پہنچاتی ہوں۔ اور کم ہوتی ہوئی نبض کو تھام لیتی ہوں۔ اور گلاب کے ساتھ وجع مفاصل کو مفید ہوں۔ اور سنگ گردہ اور مثانہ کو نافع ہوں۔ اگر بول بند ہو جائے۔ تو شیرہ تخم خیارین کے ساتھ جلد اس کو کھول دیتی ہوں۔ اور قولنج ریحی کو مفید ہوں۔ اور اگر بچہ پیدا ہونے میں مشکل پیش آجائے۔ تو آب عنب الثعلب یا حلبہ یا شیرہ خار خسک کے ساتھ صرف دو دانگ پلانے سے وضع حمل کرا دیتی ہوں۔ اور ام الصبیان اور اکثر امراض دماغی اور اعصابی کو مفید ہوں۔ اور اورام مغابن یعنی پس گوش اور زیر بغل اور بن ران اور خناق اور خنازیر اور تمام اورام گلو کو نفع پہنچاتی ہوں۔ اور طاعون کے لئے مفید ہوں۔ اور سرکہ کے ساتھ پلکوں کے ورم کو نفع دیتی ہوں۔ اور دانتوں پر ملنے سے ان کے اس درد کو دور کر دیتی ہوں۔ جو بوجہ مادہ باردہ ہو۔ اور بواسیر پر ملنے سے اسکی درد کو ساکن کر دیتی ہوں۔ اور آنکھ میں چکانے سے رمد بارد کو دور کر دیتی ہوں۔ اور احلیل میں چکانے سے نافع حبس البول ہوں۔ اور مشک وغیرہ ادویہ مناسبہ کے ساتھ باہ کے لئے سخت مؤثر ہوں۔ اور صرع اور سکتہ اور فالج اور لقوہ اور استرخاء اور رعشہ اور خدر اور اس قسم کی تمام امراض کو نافع ہوں۔ اور اعصاب اور دماغ کے لئے ایک اکسیر ہوں۔ اور اگر میں نہ ملوں۔ تو اکثر باتوں میں زرنباد میرا قائم مقام ہے

درد شقیقہ

حسب منشی عبد العزیز صاحب پٹواری

مجھے درد شقیقہ کی بیماری تھی۔ میں نے اپنی بیماری کا حال بیان کیا۔ تو حضور نے حضرت حافظ حامد علی صاحب مرحوم کو بلایا۔ اور ایک روپیہ دے کر فرمایا۔ کہ ایک سیر پختہ دودھ لاؤ۔ حافظ صاحب اسی وقت دودھ لے آئے۔ حضور نے اسی وقت اپنے صندوق میں سے مصری نکالی۔ پھر کونین کی ایک پڑی نکالی۔ اور فرمایا۔ کہ اسکو کھا کر دودھ پی لو۔ میں نے عرض کی۔ کہ حضور میں نے روٹی کھائی ہوئی ہے۔ فرمایا۔ کہ کوئی ہرج نہیں چنانچہ میں نے کونین کھا کر دودھ پی لیا۔ فرمایا کہ درد شقیقہ دراصل ایک قسم کا بخار ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے۔ کہ درد شروع ہونے سے قبل ایک گھنٹہ کونین کا انتظام کیا جائے۔

میں کچھ عرصہ کونین کا استعمال کرتا رہا۔ اور اب خدا کے فضل سے عرصہ تیس سال سے پھر مجھے درد شقیقہ نہیں ہوا۔

کمزوری معدہ

میں نے ایک دفعہ کمزوری معدہ کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا میرے والد صاحب جب کشمیر میں ملازم تھے۔ تو ان کو ایسی بیماری ہو گئی تھی۔ کہ وہ جو غذا کھاتے تھے ہضم نہ ہوتی تھی۔ تو انہوں نے منور کا استعمال کیا۔ اس سے اسقدر فائدہ ہوا۔ کہ وہ اگر ثقیل سے ثقیل غذا بھی کھا لیتے۔ تو فوراً ہضم ہو جاتی۔ حضور نے فرمایا۔ کہ منور معدہ کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔

سونف

ایک دفعہ فرمایا۔ کہ سونف دماغ اور نظر کے لئے بہت مفید ہے۔ فرمایا۔ کہ جب سانپ اندھا ہو جاتا ہے۔ تو سونف کے کھیت میں سے گزرتا ہے۔ اور اسکی نظر تیز اور بحال ہو جاتی ہے۔

شہد

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں نے ایک دفعہ حضرت مولوی نور الدین صاحب سے شہد کھایا تھا۔ جو نہایت خوشبودار اور لذیذ تھا۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ عسل خالص اعلیٰ صفات اور خوبیاں رکھتا ہے۔ اور میں اسکا ہمیشہ استعمال کرتا ہوں۔ فرمایا میں ایک دفعہ جب ریاضت کرتے کرتے خشک روٹی کے چوتھے حصے پر پہنچ گیا۔ حتیٰ کہ چھ ماہ تک یہی عمل رہا۔ میں اسوقت شہد کا شربت پیا کرتا تھا۔ اور شربت پینے سے میرے کل اعضاء کو بہت تقویت پہنچتی تھی۔ اور اگر شربت نہیں پیتا تھا۔ تو اعضاء میں ضعف اور درد سا معلوم ہوتا تھا۔

مرض اٹھرا

میرے گھر میں یہ مرض تھی۔ حضور نے ولایتی فولاد جو پانی میں ڈالنے سے خون کی طرح ہو جاتا ہے۔ تجویز فرمایا۔ اس سے اسقدر فائدہ ہوا۔ کہ پھر کوئی بچہ ضائع نہ ہوا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

میں نہایت افسوس سے اس خبر کو شائع کر رہا ہوں۔ کہ کل مورخہ ۲۲ مئی کو بوقت دو بجے محترمی ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب کا جوان ہونہار بچہ سید محمد احمد بیگ بیمار رہ کر ۲۴ گھنٹے کے اندر فوت ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے ساتھ جماعت قادیان کے ہر فرد کو از حد ہمدردی ہے۔ اور ہم خود بھی اس صدمہ کو بری طرح محسوس کرتے ہیں۔ مگر خدا کے کاموں میں کسی کو دخل نہیں۔ بعد نماز عصر مرحوم کا جنازہ پڑھا گیا۔ اور بچوں کے مقبرے میں دفن ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کے حوصلے اور رضا بالقضاء کی میں داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جنہوں نے بڑے حوصلے سے اس تلخ پیالے کو پی لیا۔ اللہ تعالےٰ ان کو اور ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کے خاندان کے دیگر ممبروں کو صبر کا کامل اجر عطا فرمائے۔

بھائی احمد دین صاحب ٹیلر ماسٹر کی وفات

یہ خبر بھی افسوسناک ہے۔ کہ اس ہفتہ بھائی احمد دین صاحب ٹیلر ماسٹر جو مولوی محمد عبد اللہ صاحب اعجاز کے والد تھے۔ ایک لمبی بیماری کے بعد فوت ہو گئے مرحوم مہاجر تھے۔ اور نہایت نیک طبیعت رکھتے تھے۔ کبھی کسی سے لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھے گئے طبیعت خاموش رکھتے تھے۔ اور اسلام کے فدائی تھے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مدارج دے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔

ہم کو ان کے ورثاء سے بھی پوری اور قلبی ہمدردی ہے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام
اور
ہمارے دشمن

آج دشمنانِ احمدیت ہر طرف سے ...... یہ اعتراض کر رہے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نہ تو خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ توہین کرتے ہیں۔ اور اس طرح قرآن کریم پر بھی ان کا ایمان نہیں۔ اور نہ اسلام سے ان کو ی تعلق ہے۔

اسی پراپیگنڈا سے لوگوں کو بہکانا چاہتے ہیں۔ ان امور کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی کثرت سے اپنی تب میں دیا ہے۔ خاص نمبر کے کالموں میں گنجائش نہیں۔ کہ ان حوالجات کو جمع کر دیا جائے۔ مگر اس مناسبت سے حضور کے منظوم لام میں سے میں کچھ کلام اس مناسبت سے دے رہا ہوں۔ (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعودؑ اور عشق الٰہی

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے
دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
معشوق ہے تو میرا عشقِ صفا یہی ہے
مشتِ غبار اپنا تیرے لئے اڑایا
جب سے سنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے
دلبر کا وِرد آیا حرفِ خودی مٹایا
جب میں مرا جِلایا جامِ بقا یہی ہے
اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے
حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
اس دلبرِ ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے
جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
دل ہو گئے ہیں پتھر قدر و قضا یہی ہے
مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے در پہ آتے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سُو وبا یہی ہے
دلبر کی راہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہشیار ساری دنیا اک باولا یہی ہے
اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے
دل کرکے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
دیوانہ مت کہو تم عقلِ رسا یہی ہے
اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

مدح النبی برزبان مسیح موعود علیہ السلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اسکی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
آنکھ اس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے
جو راز دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسےٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دلِ اعمیٰ نکلا

⁂

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اسلام اور میرا آقا

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

تحریک جدید اور اعلیٰ قربانیوں کیلئے تیاری

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"میں نے سادگی کی زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اس لئے کہ تم اعلیٰ قربانیوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ محنت اور مشقت برداشت کرنے کی تم میں طاقت پیدا ہو۔ مشکلات اور تکالیف برداشت کر سکو۔ اور جب تمہارے پاس مال ہوگا۔ تو تم اعلیٰ قربانی کرنے کے قابل ہو سکو گے۔ دل کی قربانی سے مال مہیا نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن جب دل کی قربانی ہوگی۔ اور تمہارے پاس مال بھی ہوگا۔ تو اسے تم پیش کر سکو گے۔ پس سادہ کھانا کھاؤ۔ سادہ کپڑے پہنو۔ اور کفایت شعاری سے گذارہ کرو۔ اپنی آمدنی میں سے چندے دو۔ اور ایک حصہ امانت فنڈ میں جمع کراؤ۔ پھر اپنے پاس بھی کچھ جمع کرو۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دین کے خلاف ہے۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ کہ کم از کم ۱/۴ حصہ جمع کرتے جاؤ۔ پس جب تک تمہیں یہ آواز نہیں آتی۔ کہ سب کچھ لے آؤ۔ اس وقت تک کچھ نہ کچھ جمع کرتے جانا چاہیئے۔ بعض سمجھتے ہیں۔ کہ کیا یہ صرف تین سال کے لئے ہے۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ تین سال کی میعاد تو ایسی ہی ہے۔ کہ جب کوئی جانور چلتا نہ ہو۔ تو اسے چلانے کے لئے گھاس دکھائی جاتی ہے پھر جب چل پڑے۔ تو چلتا ہی جاتا ہے۔

میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ مشکلات کب تک دور ہوں گی۔ میں نے مشکلات دور کرنے کی تدابیر پیش کی ہیں۔ اور یہ خیال کیا ہے۔ کہ جب جماعت ان پر کاربند ہو جائیگی۔ تو پھر ان پر عمل کرتی رہیگی۔ پس یہ تدابیر فتح حاصل ہونے تک کے لئے ہیں۔ ان پر عمل کرانے کے لئے جبر اسی لئے نہیں کیا گیا۔ کہ عمل کرنے والوں کو ثواب زیادہ حاصل ہو۔ اگر کوئی ان تدابیر پر عمل نہیں کرتا۔ تو نہ اسے ہم جماعت سے نکالیں گے اور نہ اسے برا کہیں گے۔"

دوستوں کو جہاں سادہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت ہے وہاں یہ بھی ارشاد ہے۔ کہ نہ صرف اپنے ماہوار چندے [illegible] تحریک ادا کریں۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی آئندہ اعلیٰ مالی قربانی [illegible] بھی اپنی آمدنی میں سے پس انداز کریں۔ اور اسے امانت فنڈ تحریک جدید میں جمع کراتے جاویں۔ تا اس وقت جبکہ آواز آوے [illegible] کچھ دین کے لئے حاضر کر دو۔ اس وقت احباب پیش کر سکیں۔ پس احباب کو سادہ زندگی اور کفایت شعاری اختیار کرتے ہوئے آئندہ کے لئے امانت فنڈ تحریک جدید [illegible] جمع کرنا چاہیئے۔ خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری

سلسلہ کیلئے سب کچھ قربان کرو

مشروط بیعت کوئی چیز نہیں

حضرت امیر المومنین فرماتے ہیں:۔

ہر شخص جو سلسلہ میں داخل ہے۔ جس نے میرے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آپ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کے ذریعہ خدا کی بیعت کی ہے وہ اپنی

جان و مال۔ عزت۔ آبرو۔ اولاد۔ جائیداد

غرض ہر چیز خدا۔ رسول اور اس کے نمائندوں کے اوپر قربان کر چکا۔ اب کوئی چیز اسکی اپنی نہیں۔ میں یہ کھول کر بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس کے دل میں بیعت کے اس مفہوم کے متعلق ذرہ بھر بھی شبہ ہے۔ وہ اگر منافق کہلانا نہیں چاہتا۔ تو وہ میری بیعت کو چھوڑ دے۔ جس بیعت میں نفاق ہو۔ وہ وہ کسی فائدہ کا موجب نہیں ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ ایک لعنت ہے۔ جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی ہے۔ پس جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس نے میری بیعت کسی شرط کے ساتھ کی ہوئی ہے۔ اور کوئی چیز اس کی اپنی باقی ہے۔ اور اس کے لئے میری اطاعت مشروط ہے۔ وہ میری بیعت نہیں ...... مشروط بیعت کوئی بیعت نہیں بیعت وہی ہے جس میں ہر چیز قربان کرنے کے لئے انسان تیار ہو۔ پس میرا ہر حکم جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے ماتحت ہو۔ جس کے خلاف کوئی نص صریح موجود نہ ہو۔ اسے ماننا آپ کا فرض ہے۔ جب اجتہاد کا موقعہ آ جاوے تو وہی اجتہاد صحیح ہوگا جو میرا ہے اس میں لازماً پابندی کرنا آپ کا فرض ہے سوائے اس کے کہ کوئی مجھے مشورہ دیدے۔ باقی تعمیل میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا

حقیقی قربانی کا ثبوت

ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آ جاوے گا۔ اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمایندہ کی آواز پر کان نہیں دھرے گا اس کا ایمان کھویا جاوے گا۔ پس اس قدر لوگوں کا سکیم کے معلوم ہونے سے پہلے ہی اپنے آپ کو پیش کر دینا ایک مبارک بات ہے۔ سوال یہ ہے کیا صرف دعویٰ سے خوشی حاصل ہو سکتی ہے؟ ہر طرح قربانی کی امید تب ہی ہو سکتی ہے جب اس سے پہلے انسان بعض چھوٹی قربانیاں کر چکا ہو۔ پس میں یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوں کہ مجھے کس طرح یقین ہو کہ آپ لوگ اس سے بڑی قربانی کے لئے تیار ہوں گے۔ جبکہ جماعت کا ایک بڑا حصہ باوجود بار بار توجہ دلانے کے چندوں میں بھی سست ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے پاس آ کے۔ اور کہے کہ میں دس روپے دینے کو تیار ہوں۔ لیکن تقاضہ پر ایک روپیہ بھی نہ دے۔ تو کس طرح سمجھا جاوے کہ اس نے سچا وعدہ کیا۔ پس میں آپ لوگوں کے وعدوں کو نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ میں آپ لوگوں کی قربانی کا حقیقی ثبوت دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ چھوٹی چھوٹی قربانیوں کے لئے بھی تیار ہیں یا نہیں۔ جب مجھے یقین ہو جاوے۔ کہ اولیٰ قربانی جس کا آپ سے سلسلہ دیر سے مطالبہ کر رہا ہے۔ اسے آپ نے پورا کر دیا۔"

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے یہ ارشادات پیش کرتے ہوئے التماس ہے کہ کیا آپ نے قربانی کا یہ ثبوت دیدیا ہے یعنی آپ نے جو وعدہ حضرت امیر المومنین کے حضور چندہ تحریک جدید کا کیا تھا اسے پورا کر دیا ہے؟ اب کوئی رقم آپکے ذمہ چندہ تحریک جدید میں سے نہیں ہے؟۔ اگر ہے تو اس کو جلد ہی اپنے وعدہ کا ایفا کرتے ہوئے رضائے الٰہی حاصل فرما دیں

والسلام

خاکسار

برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید

سلسلہ کی موجودہ حالت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

اور بعینہ یہی حالت آجکل ہو رہی ہے۔ دشمنوں نے یہ محسوس کر لیا ہے۔ کہ یہ سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ اور اگر اسے مزید بڑھنے دیا گیا تو کچھ عرصہ کے بعد ہم اس کی ترقی روک نہ سکینگے۔ اسلئے وہ ہر طرف سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ یہی آج وہی نظارہ پیش ہے جو حضرت امام حسینؓ کو کربلا میں پیش آیا تھا۔

ہمارا حسین اسوقت کربلا کے میدان میں ہے اور یزید کا لشکر سامنے پڑا ہے۔ اس کے ہاتھوں میں کمانیں کھچی ہوئی ہیں۔ اور تیر حسین رضؓ کے سینے کی طرف چھوٹنے والے ہیں۔ پس جو چاہے کوفہ والوں کی طرح ایک طرف ہو جاوے۔ جو چاہے آگے آئے اور قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرے اور کہے کہ جو تیر سلسلہ کے لئے چھوڑا جاویگا۔ میں اسے خود اپنے سینے پر کھاؤں گا۔ اور جو ایسا کرینگے وہی برکت والے ہوں گے۔ جن کے دلوں میں اخلاص نہیں یا اخلاص کی کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں ظاہر کر دے گا۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ یہ نہیں کہ دوسروں کو مجبور کریں کہ آگے بڑھو۔

یاد رکھو جو اس جنگ میں مرتا ہے۔ وہ دراصل زندہ ہوتا ہے۔ پس دوسروں کا فکر نہ کرو۔ بلکہ اپنا فرض ادا کرو۔ جو قربانی کر سکتا ہے۔ مگر نہیں کرتا وہ کوفہ والوں کی طرح ہے۔ جو اگرچہ جانتے تھے کہ حضرت امام حسین رضؓ حق پر ہیں۔ مگر ان کی امداد کے لئے میدان میں نہ آئے۔ جو دشمن ہوں اور نقصان والے۔ خواہ منافقوں میں سے ہوں۔ خواہ کافروں میں سے وہ یزیدی ہیں اور یزید کا لشکر ہیں۔ پس جو اسوقت میدان میں آتے ہیں وہ حضرت امام حسین کے ساتھیوں کی طرح ہیں۔"

سلسلہ کی موجودہ نازک حالت

پیش کرتے ہوئے ان احباب کرام سے جنھوں نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کیا ہے اور مالی قربانی کا وعدہ کیا ہے۔ ان سے التماس ہے کہ اپنے وعدہ کا عملی ایفا کرتے ہوئے اپنے اخلاص کا ثبوت دیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے رضا حاصل فرما دیں۔ پس آپ نے

اگر اپنا وعدہ پورا نہ کیا

اور کچھ تھوڑا حصہ بھی وعدے سے باقی ہے تو

فوراً ادا کر کے ثواب دارین حاصل کریں

اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے

خاکسار
برکت علی خان
فنانشل سکرٹری
تحریک جدید

گورنر پنجاب کے نام تار

مولوی عبدالوہاب صاحب عمر سکرٹری احمدیہ انٹر کالجیٹ نے مندرجہ ذیل تار ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کو ارسال کیا ہے

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور میں احرار کے جلسہ منعقدہ پندرہ مئی کے خلاف سخت غم و غصہ کا اظہار کرتی ہے۔ نظموں اور تقریروں میں مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف بد زبانی کی گئی ہے۔ مفصل خط میں تحریر کر رہا ہوں۔

THE STAR HOSIERY WORKS L.T.D.

دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:۔

"بعض کہتے ہیں مذہبی جماعت کو بزنس سے کیا تعلق۔ وہ بزنس میں نہ سہی۔ زمیندارہ یا ملازمت پیشہ ہی سہی مگر جماعت کی اقتصادی اور مالی حالت کو مضبوط کرنا ان کا فرض ہے یا نہیں؟ ہر ایک احمدی کا یہ فرض ہے۔ پس دوست اپنی اپنی جماعت میں اس کے حصے فروخت کریں۔ دس روپے کا ایک حصہ ہے جو معمولی بات ہے ایک لاکھ حصہ کا فروخت ہو جانا بھی کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ بشرطیکہ اسے دینی کام سمجھ کر کیا جائے۔ اور جماعت کی مالی اور اقتصادی ترقی کی بنیاد قرار دیا جائے۔

پس اسے مذہبی۔ تمدنی اور سیاسی فرض سمجھ کر ہر شخص جو حصہ لے سکتا ہے لے......"

اگر آپ نے

ابھی تک اس کمپنی کے حصص نہیں خریدے تو اپنی قومی ذمہ داری اور فرض کا احساس کرتے ہوئے فارم درخواست خرید حصص

و پراسپکٹس کمپنی سے طلب کر کے ←→ فی الفور حصہ دار بن جاویں

قیمت فی حصہ مبلغ دس روپے ہے

جو مندرجہ ذیل طریق پر قابل ادا ہیں

درخواست کے ہمراہ .... دو روپیہ فی حصہ

تخصیص حصص پر .... تین روپیہ فی حصہ

مطالبہ اول .... دو روپے آٹھ آنے

مطالبہ ثانی .... دو روپے آٹھ آنے

ان ہر دو مطالبات میں کم از کم تین ماہ کا وقفہ ہوگا۔

المشتہر جنرل منیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان

THE STAR HOSIERY WORKS L.T.D.

دی سٹار ہوزری ورکس لمٹیڈ قادیان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دی سٹار ہوزری ورکس لمٹیڈ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں :۔

”بعض کہتے ہیں مذہبی جماعت کو بزنس سے کیا تعلق۔ وہ بزنس میں نہ سہی۔ زمیندارہ یا ملازمت ہیشہ ہی سہی مگر جماعت کی اقتصادی اور مالی حالت کو مضبوط کرنا ان کا فرض ہے یا نہیں؟ ہر ایک احمدی کا یہ فرض ہے۔ پس دوست اپنی اپنی جماعت میں اس کے حصے فروخت کریں۔ دس روپے کا ایک حصہ ہے جو معمولی بات ہے ایک لاکھ حصہ کا فروخت ہو جانا بھی کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ بشرطیکہ اسے دینی کام سمجھ کر کیا جائے۔ اور جماعت کی مالی اور اقتصادی ترقی کی بنیاد قرار دیا جائے۔

پس اسے مذہبی۔ تمدنی اور سیاسی فرض سمجھ کر ہر شخص جو حصہ لے سکتا ہے لے.......“

اگر آپ نے

ابھی تک اس کمپنی کے حصص نہیں خریدے تو اپنی ہر قسم کی ذمہ داری اور فرض کا احساس کرتے ہوئے فارم درخواست خرید حصص

و پراسپکٹس کمپنی سے طلب کرکے ⟷ فی الفور حصہ دار بن جاویں

قیمت فی حصہ مبلغ دس ۱۰/ روپے ہے

جو مندرجہ ذیل طریق پر قابل ادا ہیں

درخواست کے ہمراہ .... دو روپیہ فی حصہ

تخصیص حصص پر .... تین روپیہ فی حصہ

مطالبہ اوّل .... دو روپے آٹھ آنے

مطالبہ ثانی .... دو روپے آٹھ آنے

ان ہر دو مطالبات میں کم از کم تین ماہ کا وقفہ ہوگا۔

المشتہر جنرل منیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان